صحیفۂ حج

حجاجِ بیت اللہ کے نام

رہبرِ انقلابِ اسلامی آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای

کے پیغامات کا مجموعہ

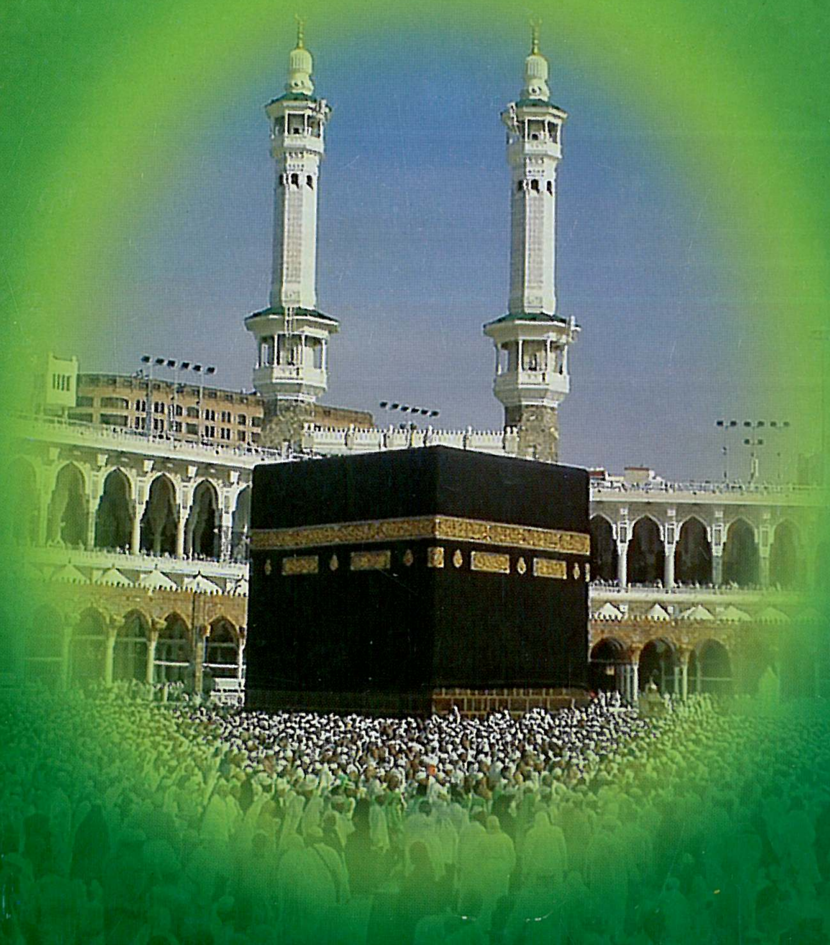

صحیفۂ حج

رہبر انقلابِ اسلامی آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای

حجِ ابراہیمیؑ وہی حجِ محمدیؐ ہے جس میں توحید واتحاد کی جانب حرکت تمام مناسک اور شعائر کی روح ہے۔ یہ ایسا حج ہے جو برکت و ہدایت نیز امتِ واحدہ کی حیات و قیام کا اصل ستون ہے، یہ ایسا حج ہے جو (معنوی) فائدوں سے مالا مال اور ذکرِ خدا سے سرشار ہے۔ یہ ایسا حج ہے جس میں مسلم اقوام ہمہ گیر اور وسیع امتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود کو محسوس کرتی ہیں اور اپنے آپ کو بھی اس میں پاتی ہیں، وہ اقوام کے درمیان اخوت اور قربت کے احساس سے کمزوری، ناتوانی اور ضعف کے احساس سے دور ہو جاتی ہیں۔ حجِ ابراہیمیؑ وہ حج ہے جس میں مسلمان تفرقے سے اتحاد کی جانب حرکت کرتے ہیں۔

بسم الله الرحمن الرحيم

صحیفۂ حج

حجاجِ بیت اللہ کے نام

رہبر انقلابِ اسلامی آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای

کے پیغامات کا مجموعہ

ناشر

خانۂ فرہنگِ جمہوری اسلامی ایران، پشاور

مشخصاتِ کتاب

نام: کتاب: صحیفۂ حج

مصنف: آیت اللہ العظمٰی سیّد علی خامنہ ای، رہبرِ انقلابِ اسلامی ایران

ترجمہ: گروہِ مترجمین

تصحیح: سیّد کوثر عباس موسوی

تدوین: خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، کراچی

ناشر: خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، پشاور

تاریخِ اشاعت: شوال ۱۴۳۲ھ

تعداد: ۱۰۰۰

انتساب

بانیٔ انقلابِ اسلامی ایران

حضرت آیت اللہ العظمیٰ امام خمینیؒ

کے نام

جنھوں نے عصرِ حاضر کو روحِ حج سے آشنا کیا

فہرست

پیش لفظ ۔۔۔۔۔ ۹
حصہ اوّل: پیغامات ۔۔۔۔۔ ۱۳
پیغامِ حج ۱۴۰۹ھ ۔۔۔۔۔ ۱۵
پیغامِ حج ۱۴۱۰ھ ۔۔۔۔۔ ۴۱
پیغامِ حج ۱۴۱۱ھ ۔۔۔۔۔ ۴۷
پیغامِ حج ۱۴۱۲ھ ۔۔۔۔۔ ۷۷
پیغامِ حج ۱۴۱۳ھ ۔۔۔۔۔ ۸۹
پیغامِ حج ۱۴۱۴ھ ۔۔۔۔۔ ۱۰۷
پیغامِ حج ۱۴۱۵ھ ۔۔۔۔۔ ۱۱۹
پیغامِ حج ۱۴۱۶ھ ۔۔۔۔۔ ۱۲۹
پیغامِ حج ۱۴۱۷ھ ۔۔۔۔۔ ۱۴۳
پیغامِ حج ۱۴۱۸ھ ۔۔۔۔۔ ۱۵۱
پیغامِ حج ۱۴۱۹ھ ۔۔۔۔۔ ۱۶۵

پیغام حج ۱۴۲۰ھ ـــــــ ۱۷۳
پیغام حج ۱۴۲۱ھ ـــــــ ۱۸۱
پیغام حج ۱۴۲۲ھ ـــــــ ۱۸۷
پیغام حج ۱۴۲۳ھ ـــــــ ۱۹۵
پیغام حج ۱۴۲۴ھ ـــــــ ۲۰۱
پیغام حج ۱۴۲۵ھ ـــــــ ۲۰۷
پیغام حج ۱۴۲۶ھ ـــــــ ۲۱۵
پیغام حج ۱۴۲۷ھ ـــــــ ۲۲۳
پیغام حج ۱۴۲۸ھ ـــــــ ۲۳۱
پیغام حج ۱۴۲۹ھ ـــــــ ۲۳۷
پیغام حج ۱۴۳۰ھ ـــــــ ۲۴۵
پیغام حج ۱۴۳۱ھ ـــــــ ۲۵۱
حصہ دوّم: خلاصہ پیغامات ـــــــ ۲۵۵
حج کی خصوصیات ـــــــ ۲۵۷
معرفت، حج کا پہلا تحفہ ـــــــ ۲۵۷
حج، مسلم امہ کی تصویر ـــــــ ۲۵۷
ناقابلِ بیان خصوصیات ـــــــ ۲۵۸
قومی اور بین الاقوامی یکجہتی ـــــــ ۲۵۹
مسلم معاشروں کے مسائل کا حل ـــــــ ۲۵۹
بامعنی شرکت ـــــــ ۲۶۰

حج کے معنوی پہلو ۲۶۳
حج کے آداب ۲۶۳
ایک معنوی تجربہ ۲۶۴
غرور کے مظاہر سے رہائی ۲۶۴
خودسازی کا موقع ۲۶۵
بصیرت افروز عبادت ۲۶۶
حجِ ابراہیمیؑ ۲۶۷
جسم وجاں کے ساتھ ایک سفر ۲۶۸
حج کے اصل اہداف ۲۶۹
عالمِ اسلام کے اہم مسائل کا جائزہ ۲۶۹
مسلمانوں کا اتحاد اور سامراج کا خوف ۲۷۰
یکتاپرستی اور اتحاد کا پیغام ۲۷۰
حج کے وسیع و ہمہ گیر اہداف ۲۷۱
ہدف سے دوری ۲۷۱
حج، اتحاد کی کنجی ۲۷۳
اتحاد کی عظمت کا احساس ۲۷۳
اس عظیم اجتماع کے مضمرات ۲۷۴
اتحاد کے مواقع کا غلط استعمال ۲۷۵
اتحاد کی راہ کی رکاوٹیں ۲۷۵
سامراج کی تفرقہ انگیزی ۲۷۶
مشرکین سے اعلانِ برائت ۲۷۹

حج کا ایک بنیادی ستون ــــــــــــــــــــ ۲۷۹
حقائق بیان کرنے کا موقع ــــــــــــــــــــ ۲۸۰
حج کی روح ــــــــــــــــــــ ۲۸۰
مشرکین سے اعلانِ برائت کی مخالفت! ــــــــــــــــــــ ۲۸۱

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"وَاِذْ بَوَّانَا لِاِبْرَاهِيمَ مَكَانَ الْبَيْتَ اَنْ لَا تُشْرِكْ بِي شَيْئاً وَطَهِّرْ بَيْتِيَ لِلطَّائِفِيْنَ وَالْقَائِمِيْنَ وَالرُّكَّعِ السُّجُوْد وَقَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَايَزَالُ الدِّيْنَ قَائِماً مَا قَامَتِ الْكَعْبَة."

اسلامی معاشرے پر حج کے اثرات اور فوائد اتنے زیادہ ہیں کہ مذکورہ بالا حدیثِ مبارکہ میں دین کی بقا کو کعبہ اور حج سے مشروط کیا گیا ہے۔ اور حج کے معنوی اثرات اس قدر زیادہ ہیں کہ روایت میں آیا ہے کہ حاجی گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے شکمِ مادر سے باہر آنے والا بچہ ہوتا ہے۔ اس عظیم عبادتِ الٰہی میں دنیا بھر کے مسلمان ایک عظیم اجتماع میں توحید اور یکتا پرستی کے مرکز کے گرد کسی بھی قسم کے حسب ونسب اور رنگ ونسل کی تفریق کے بغیر صرف اور صرف رنگِ الٰہی میں جمع ہوتے ہیں اور دنیا والوں کے سامنے اپنے بھائی چارے اور آپسی ہمدلی کو واضح کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے اس عظیم اجتماع سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پوری امتِ اسلامیہ کا خدا' رسولؐ اور کتاب ایک ہی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ دشمنانِ اسلام اس سے خوفزدہ ہو کر مسلمانوں کے درمیان اختلافات اور

تفرقہ اندازی پیدا کرنے پر تلے ہوئے ہیں؛ تاکہ اس عظیم عبادت (حج) کے بے شمار عبادی اور سیاسی فوائد سے امتِ مسلمہ کو محروم کر سکیں اور مسلمان ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈال کر ان کی طرف سے کئے جانے والے مظالم اور زیادتیوں کے خلاف آواز نہ اٹھا سکیں۔

آج انسانی معاشرے میں پیدا ہونے والی بیداری اور حق کی تلاش اور جستجو میں اضافے کی برکت سے اور حقوقِ انسانی کے دعویداروں کے چہرے بے نقاب ہونے کی وجہ سے لوگوں کی دین مقدس اسلام کی جانب رغبت میں اس قدر اضافہ ہوا ہے کہ حق اور حقیقت کے دشمن حیرت واستعجاب میں ڈوب گئے ہیں اور وہ دین اور مسیحیت کا لبادہ اوڑھ کر دین اسلام کے خلاف جنگ پر اتر آئے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں اور جان چکے ہیں کہ دین اسلام کے علاوہ کسی بھی مکتب کے پاس موجودہ دور کے انسان کی مادّی اور معنوی ضروریات کا جواب نہیں ہے؛ اور یہ انسان ساز آئین صرف اور صرف دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے؛ جو بنی نوع انسان کو دنیا اور آخرت دونوں کی سعادتوں سے ہمکنار کر سکتا ہے:

"يُرِيدُونَ أَنْ يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَنْ يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ." (سورۂ توبہ۔ آیت ۳۲)

حج، خالص عبادتِ الٰہی، تعبدِ محض، اظہارِ بندگی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ قلبی رابطہ قائم کرنے کا ذریعہ ہے۔ حج تعلیم وتربیت کی ایک کلاس ہے جو زندگی گزارنے اور حسنِ معاشرت کا علم سکھاتا ہے اور عملی میدان میں اسلام کی اخلاقی بنیادوں کو مستحکم کرتا ہے۔ حج انسان کو جان اور مال کے ساتھ راہِ خدا میں جہاد کا درس دیتا ہے؛ خود پسندی اور اس مادّی زندگی سے قطع تعلق کر کے خدا کی طرف حرکت کا درس دیتا ہے۔ حج ہمیں عقیدے میں توحید پرستی، طرزِ عمل میں یکسانیت اور اجتماعی، علمی، ثقافتی، اقتصادی اور سیاسی امور میں تبادلۂ خیال کی ضرورت کا درس دیتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ حج اپنے تمام اعمال اور مناسک میں دین مقدس اسلام کی سالمیت اور دنیا اور آخرت کی زندگی کو آنکھوں کے سامنے آشکار کر دیتا ہے اور حاجی کو خاک کی پستی سے اٹھا کر

عرش کی بلندی پر پہنچاتا ہے' اُسے عالمِ ملکوت کی سیر کراتا ہے اور حاجی کے اس تھکے ہوئے جسم میں معنویت سے بھرپور ایک نئی روح پھونکتا ہے۔ حج کی اسی اہمیت کے پیش نظر حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "مَنْ سَوَّفَ الْحَجَّ حَتّٰی یَمُوْتَ بَعَثَهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَهُوْدِیاً اَوْ نَصْرَانِیاً." یعنی: "جو کوئی شخص حج بجالانے میں اس قدر دیر کردے کے اُسے موت آجائے' تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسے شخص کو یہودی یا نصرانی محشور کرے گا۔" (وسائل الشیعہ۔ ج ۵۔ ص ۲۱) اور امیر المومنین علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

"وَاللّٰهَ اللّٰهَ فِیْ بَیْتِ رَبِّکُمْ لَا تُخْلُوْهُ مَا بَقِیْتُمْ فَاِنَّهُ اِنْ تُرِکَ لَمْ تُنَاظَرُوْا." (نہج البلاغہ۔ مکتوب ۴۷)

زیرِ نظر کتاب "صحیفۂ حج" رہبرِ انقلابِ اسلامیٔ ایران حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی حسینی خامنہ ای کے' حجاجِ بیت اللہ کے نام دیے گئے گزشتہ تیس برسوں کے پیغامات کا مجموعہ ہے' جو اسرارِ حج سے آشنائی کے سلسلے میں تشنگانِ معرفت کے لیے ایک بہترین تحفہ ہے۔

دورِ حاضر میں جبکہ ہمارے جوانوں میں مختلف ذرائع سے لادینیت اور بے راہ روی پیدا کرنے کی کوششیں کی جاری ہیں' نیز دینی عبادات کی حقیقی معنویت اور اُن کے اجتماعی فلسفے سے دور رکھنے کے لیے بھی گوناگوں ہتھکنڈوں سے کام لیا جارہا ہے' امید ہے اس قسم کی کتابیں دشمن کے مکرو فریب کے دروازے بند کرنے کا ایک ذریعہ ثابت ہوں گی اور ہماری نسلِ جواں حج سمیت دوسری عبادات سے آشنا ہوکر انسانیت کے نجات دہندہ اس مکتب کی مبلّغ بنے گی۔ یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے' پہلے حصے میں رہبرِ معظم کے پیغامات کا مکمل ترجمہ دیا گیا ہے' جبکہ دوسرے حصے میں انہی پیغامات میں سے صرف حج سے متعلق مواد کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے۔

خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران' کراچی و پشاور

حصہ اوّل

پیغامات

پیغامِ حج

۱۴۰۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

" یٰبَنِیَّ اذۡهَبُوۡا فَتَحَسَّسُوۡا مِنۡ یُّوۡسُفَ وَ اَخِیۡهِ وَ لَا تَایۡــَٔسُوۡا مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰهِ." (۱)

بارِالٰہا! تیری حمد وثنا کرتا ہوں کہ تو نے بنی آدم کے لیے اپنی بارگاہ میں راز ونیاز کا باب وا فرمایا اور اپنے جمال کے مشتاق دلوں کو اپنی رحمت ومغفرت کے وعدوں سے نوازا' تو نے شرک کی آلائشوں کو اپنے بندوں کے لیے زیبا نہ سمجھتے ہوئے بنی آدم کے دامن کو اُن سے پاک کیا اور توحید واخلاص کو مومنین کے دل وجاں کی زیب وزینت قرار دیا۔

خدایا! تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے اپنے منتخب بندے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتاب وحکمت اور بنی نوع انسان کے دکھوں کی دوا وشفا نازل فرمائی اور اُن کی گفتار وکردار کے ذریعے اہلِ جہاں کو سعادت وفلاح کی راہ دکھائی۔ خداوندا! محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انبیا واوصیا واولیا کے تمام نورانی سلسلوں' یعنی حق کا اظہار کرنے والوں' باطل کا منہ توڑ جواب دینے والوں' جاہلیت کے بتوں کا قلع قمع کرنے والوں اور امت کے تمام شفیق ناصحین پر درود وسلام

نازل فرما اور اُن کی راہ کو خلائق کی نگاہوں میں روز بروز زیادہ واضح و روشن' نیز اُن کے دلوں میں اس جادۂ حق کو زیادہ سے زیادہ محبوب فرما۔

خدایا! اپنے صالح و خاشع بندے امام خمینیؒ پر' جس نے دوسروں کی رضا و خوشنودی کے مقابلے میں تیری رضا کو اختیار کیا اور تیرے کلمۂ توحید کی سربلندی اور تیرے دین کے احیا کی راہ میں اپنی جانِ ناتواں پر کتنے ہی سنگین رنج و غم برداشت کئے' ملتِ ابراہیمؑ اور سنتِ محمدیؐ کی راہ میں اپنی مجاہدت کو منزلِ کمال تک پہنچا دیا اور اس راہ میں ایک لحظہ بھی آرام نہ کیا' تیرے نام اور تیری یاد کے ساتھ زندہ رہا اور تیری امید اور تیرے عشق میں ملکوتِ اعلیٰ کی جانب پرواز کر گیا اپنی رحمتیں' سلام اور رضائیں نازل فرما' اس کے مقصد کو رفعت و بلندی عطا فرما' اس کی راہ کو رونق بخش' اس کی بے مثل میراث کو اپنی پناہ میں محفوظ رکھ' اس کی آرزوؤں اور مقاصد کو پورا فرما اور ہم کو ان کے نیک اور صالح اخلاف میں سے قرار دے۔

بارِالٰہا! میں اپنی اس گفتار میں تیرا پیغام پہنچانے اور اس فریضے کی ادائیگی کے سوا' جسے اپنے کاندھوں پر محسوس کرتا ہوں' کوئی اور مقصد نہیں رکھتا۔

پروردگارا! میری گفتگو میں کلامِ حق کا سوز بھر دے اور اسے مومنین کے اور دنیا کے تمام طالبانِ حق کے گوش و قلوب تک رسائی عطا فرما۔ وہی اخلاص و پاکیزگی جو تیرے صالح بندے اور ہمارے امام و قائد کے کلام میں موجزن رہا کرتی تھی اس میں بھی پیدا کر دے اور اسے اپنی بارگاہ میں حسنِ قبول عطا فرما۔۔۔۔ آمین یا رب العالمین۔

ایامِ حج ایک بار پھر نزدیک ہیں اور "وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ." (۲) کے الٰہی نغمے سے سرشار ابراہیمؑ آواز پاک باطن مسلمانوں کی فطرت کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے اور خانۂ خدا کا فراق اہلِ شوق کے دلوں کو درد و الم سے معمور کر رہا ہے۔ حکامِ حجاز کی آستین سے برآمد ہونے والے ظلم و عداوت کے ہاتھ نے اسی پر اکتفا نہیں کی کہ اللہ کے گھر کے سینکڑوں زائرین اور حجاج کو حریمِ امنِ الٰہی میں خاک و خوں میں غلطاں کیا اور ہزاروں زخمی پر طائرانِ حرم کو فقط مشرکین سے برائت'

امریکہ و اسرائیل سے اظہارِ نفرت اور مسلمانوں کو اتحاد و اخوت کی دعوت دینے کے جرم میں تہس نہس کیا بلکہ اس ملت سے انتقام لینے کے لیے جس نے ہر میدان میں عالمی استکباری طاقتوں کے خلاف صف آرا ہوکران عالمی غارت گروں اور مکّاروں کی نیندیں حرام کر دیں' اور ادھر چند سال سے اعلانِ برائت کے ساتھ برپا کئے جانے والے حج کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے' جن سے فرزندانِ انقلاب اور مجاہدین راہِ قرآن و اسلام نے حرمین شریفین' عرفات' مشعر اور منیٰ کی فضاؤں کو خالص توحید کے نعروں اور تمام خدایانِ زور وزر سے بیزاری کی صداؤں کے ذریعے معطر کر رکھا تھا' اس قوم پر خانۂ خدا اور مؤمن خلق کے دروازے بند کر دیے نیز کرائے پر بکنے والی اور خود فروش زبانوں اور قلم کو صہیونی و امریکی ذرائع ابلاغ کی مدد سے ان کے خلاف لگا رکھا ہے۔ یہ دوسرا موسمِ حج ہے جس میں ملتِ ایران' یعنی فداکار ترین فرزندانِ اسلام اپنے محبوب کے گھر کے گرد طواف سے محروم و محجوب کر دیے گئے ہیں۔ سعودی حکومت نے اپنے بیہودہ بہانوں کو بنیاد بنا کر گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی "صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ." کا ارتکاب کیا اور خود کو اس آیۂ شریفہ کا مصداق قرار دیا: "اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ نِالْعَاكِفُ فِيْهِ وَ الْبَادِ." (۳)

ہماری تاریخ ان دشمنوں کو اپنی یادوں سے ہرگز فراموش نہیں کرے گی۔ اس وقت جبکہ ملتِ ایران مکۂ معظمہ کے خونین حادثے کی برسی کے موقع پر اپنے قائدِ اکبر اتحادِ بین المسلمین کے علم بردار' پرچمِ اسلام و قرآن کو سربلند کرنے والے خدا کے صالح بندے' امت کے دلسوز ناصح' فرزندِ پیغمبرؐ' خمینیؒ عظیم کے سوگ میں ہے' ایسے میں ہر ملک و ملت کے حجاجِ کرام کا فریضہ ہے کہ اس صدائے توحید و اتحاد کو جو ہر سال اس ابراہیمیؑ گلے سے بلند ہوتی تھی اور فضائے خانۂ خدا اور پھر پورے عالمِ اسلام کے گوشے گوشے میں پھیل جاتی تھی اور اقتدار و تکبر کے بتوں کو لرزہ براندام کر دیتی تھی' اپنی روح کی گہرائیوں سے سنیں اور اس آواز پر لبیک کہیں جو استکبار سے وابستہ حکام

کے ذریعے تحقیر شدہ وستم زدہ کروڑوں مسلمانوں کے دل کی آواز تھی۔

سچ ہے اگر چہ امتِ اسلام کا یوسفِ عزیز ہمارے درمیان موجود نہیں اور اس کی جگہ جو ہر سال مؤمن اور علائقِ دنیا سے آزاد ایرانی حاجیوں کے وجود میں متجلی ہوا کرتی تھی آج خالی ہے۔لیکن وہ آج بھی ہر ذاکر و عارف کے دل، عشقِ الٰہی سے معمور ہر جان، ہر حق گو کی زبان، ہر غیور و دل سوختہ مسلمان کے وجود میں اور ہر اس جگہ جہاں عزتِ اسلام، اتحادِ مسلمین، مشرکین سے برائت نیز خدائی کے دعویداروں اور جاہلیت کے بتوں سے اظہارِ نفرت کا چرچا ہے موجود ہے۔ وہ زندہ ہے جب تک حقیقی اسلامِ محمدیؐ زندہ ہے۔ وہ زندہ ہے جب تک اسلام کی عظمت، مسلمانوں کی عظمت، مسلمانوں کے اتحاد اور ظالموں سے نفرت کا پرچم سربلند ہے۔

اس کی آواز جو یہ کہا کرتی تھی کہ: ''ہرگز ممکن نہیں کہ عشقِ موحدین میں اخلاص مشرکین ومنافقین سے مکمل اظہارِ نفرت و بیزاری کے بغیر میسر ہو۔'' آج بھی مکہ کی فضا میں گونج رہی ہے اور اس کا فراموش نہ ہونے والا درس آفریں قول جو یہ کہتا تھا کہ: ''لوگوں کے لیے امن وامان اور پاکیزگی کے گھر سے زیادہ مناسب اور کون سا گھر ہے جہاں ہر طرح کی جارحیت، ظلم و ستم، استعمار، غلامی، ذلت اور حیوانیت سے قول و عمل دونوں طریقوں سے بیزاری کا اظہار کیا جائے؟'' بیدار انسانوں کے اذہان کی تختیوں پر نقش ہے۔

آج بھی اس کا چونکا دینے والا یہ سوال کہ: ''کیا گھروں میں بیٹھے رہیں اور غلط تجزیوں کے ذریعے انسانوں کی عزت و آبرو کی اہانت نیز مسلمانوں میں مجبوری و ناتوانی کے جذبات پیدا کر کے عملی طور پر شیطانوں اور شیطان زادوں کو برداشت کرتے رہیں؟'' غیرت مند مسلمانوں کے وجدان کو جھنجوڑتا ہے اور اُن کے اخلاص و آزادگی سے جواب طلب کرتا ہے۔

اور آج بھی اس کا یہ پیغمبرانہ کلام اہلِ شوق کے دل وجاں کو تسخیر کر رہا ہے کہ: ''افسوس کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت، یہ کوثرِ عاشورا سے سیراب ہونے والے، صالحین کی وراثت کے منتظر اپنے آپ کو ذلت و رسوائی کی موت اور مشرق و مغرب کی اسارت و غلامی کے

حوالے کر دیں اور افسوس کہ خمینی ان شیطان صفتوں' مشرکوں اور کافروں کی طرف سے حریمِ قرآنِ کریم' عترتِ رسولِ خدا' امتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابراہیمؑ حنیف کے پیروکاروں کے خلاف کی جانے والی جارحیت کو دیکھ کر خاموشی اور سکون سے بیٹھا رہے اور مسلمانوں کی ذلت وحقارت کا تماشا دیکھتا رہے۔ یہ بڑی طاقتیں اور ان کے غلام ونوکر مطمئن رہیں کہ اگر خمینی یکا وتنہا بھی رہ جائے پھر بھی اپنی راہ پر جو کفر اور ظلم وشرک وبت پرستی کے خلاف جہاد ہے چلتا رہے گا۔"

خدا کا شکر کہ خمینیؒ عظیم تنہا نہیں رہا اور جیسا کہ وہ کہتا تھا اور چاہتا تھا: "ڈکٹیٹروں کے قہر وغضب کا شکار دنیا بھر کے غریب ومحروم رضا کار مجاہدوں نے عالمی درندوں اور ان کے آلۂ کاروں کی آنکھوں سے نیندیں اڑا رکھی ہیں۔" آج بھی یہ امید بخش اور شیریں آواز مؤمنین کے دلوں کو نورِ حیات سے روشن کر رہی ہے اور امتِ اسلامیہ کے پیکر میں امید ونشاط کا خون دوڑا رہی ہے کہ:

"دنیا کے تمام مسلمان اور زمین پر بسنے والے محروم وستم رسیدہ افراد تمام عالمی درندوں کے لئے اسلامی انقلاب کے تیار کردہ اس لامتناہی برزخ کو دیکھ کر فخر وآزادی کا احساس کریں' اپنی حیات اور اپنے مقدرات میں رہائی وآزادی کا نغمہ بکھیر کر فخر وآزادی کا احساس کریں' اپنی حیات اور اپنے مقدرات میں رہائی وآزادی کا نغمہ بکھیریں اور اپنے زخموں پر مرہم رکھیں کہ کفر کی فضا میں یاس وناامیدی کے ساتھ گھٹی گھٹی سانس لینے کا زمانہ تمام ہونے کو ہے۔ اقوام وملل کے گلستانوں میں بہاریں آ رہی ہیں اور تمام مسلمانوں کی یہی امید وآرزو ہے کہ آزادی کے غنچوں' بوئے بہار کی نسیم' عشق ومحبت کے پھولوں کی تازگی نیز اپنے عزم وارادے کے اُبلتے ہوئے صاف وپاک چشموں کا نظارہ کریں۔۔۔۔"

ہاں امام خمینیؒ زندہ ہیں' جب تک یہ امید زندہ ہے' جب تک نشاط وتحرک ہے اور جب تک آزادی کے لئے جہاد وپیکار ہے۔ امام خمینیؒ اور ان کی فدا کار امت مکہ اور میقات سے بھی دور نہیں۔ جہاد' شہادت' مقاومت' مشرکین سے برائت اور مومنین سے محبت کے افکار کا سیلاب جو ان کی فکر کی بلند چوٹیوں سے جاری ہے تمام آمادہ ومستعد دلوں اور جانوں میں گھر کئے ہوئے ہے

اور اس طرح ان کو وہاں معنوی وجود عطا کر رہا ہے۔ جی ہاں جیسا کہ وہ خود فرماتے تھے: ''ہم مکہ میں ہوں یا نہ ہوں' ہمارے دل اور ہماری روحیں حضرت ابراہیمؑ کے ہمراہ مکہ میں ہیں۔ مدینۃ الرسولؐ کے دروازے ہم پر بند کئے جائیں یا کھولے جائیں' پیغمبر اکرمؐ سے ہماری محبتوں کا رشتہ ہر گز نہ کمزور پڑے گا اور نہ ٹوٹے گا۔ ہم کعبہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور اسی کی طرف رُخ کر کے موت سے ہمکنار ہوتے ہیں اور خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ ہم خدائے کعبہ سے کئے ہوئے اپنے عہد و میثاق میں ثابت و پائیدار رہے ہیں اور اس کے منتظر بھی نہیں رہے ہیں کہ بعض اسلامی و غیر اسلامی ممالک کے بے حیثیت حکام ہمارے اقدام کی پشت پناہی کریں۔ ہم تاریخ کے ہمیشہ مظلوم' محروم اور غربت زدہ افراد ہیں۔ خدا کے علاوہ ہمارا کوئی مونس نہیں۔ اور اگر ہم ہزار مرتبہ بھی ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں تب بھی ظالم کے خلاف اپنے جہاد سے ہاتھ نہیں اٹھائیں گے۔۔۔''

آج جبکہ ظلم و عداوت کے ہاتھ نے ایران کے خدا جو مسلمانوں پر دوسری مرتبہ خدا کی راہ بند کی ہے اور امریکہ و اسرائیل کے حق میں شیطانِ اکبر اور اس کی بنا کردہ غاصب حکومت کے خلاف جہاد و پیکار کا سب سے عظیم پرچم بلند کرنے والی ملت پر ظلم و جفا کو روا رکھا ہے اور ہماری غم زدہ امت کو جو اپنے امام و قائد کی عزا کا لباس زیبِ تن کئے ہوئے ہے' اور غم زدہ و داغدار بنا دیا ہے۔ میں یاد دہانی کے طور پر حج میں حاضر بھائیوں اور بہنوں' دنیا کے تمام مسلمانوں اور ایران کی عظیم ملت کی خدمت میں چند نکات عرض کرنا چاہتا ہوں:

۱۔ اب جبکہ آپ خدا کے نام اور پیغمبر خداؐ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے دوست کی طرف گامزن ہیں اور ہر گوشہ و کنار سے حریمِ بیت اللہ الحرام کی جانب رواں دواں ہیں اور احرامِ حج و ہجرت الی اللہ باندھ چکے ہیں' فطرت کی زبان پر ابراہیمؑ کی مانند: ''اِنِّی ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّی سَیَهْدِیْنِ.'' (۴) کا نغمہ جاری ہے اور زبانِ حال و قال سے: ''اَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا.'' (۵) کی زمزمہ سرائی کر رہے ہیں۔ امید ہے ''کُلُّ شَیْءٍ'' کے ثمرات سے' جس کی خلیلِ حق حضرت ابراہیمؑ نے خداوندِ

متعال سے استدعا کی تھی، آپ اپنے دہن شیریں کریں گے اور حضرت رب العزت نے جن منافع کا مژدہ سنایا ہے ان کو دیکھ کر آپ کی آنکھیں منور ہوں گی۔ حتمی طور پر ان منافع میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حج کے سبق آموز شعائر و مناسک کے پرتو میں آپ اپنے دلوں کو، جو خدا کے گھر اور اس کی امنت ہے، اس کے حوالے کر دیں اور ان کی ہر طرح کی کثافت و آلائش اور شرک سے تطہیر کریں۔ اور اپنے: "اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ." (٦) کے وعدے کی تجدید کریں اور خدا کے حکم: " فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ." (٧) سے تمسک اختیار کر کے: "وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى." (٨) کی بشارت سے خود کو سرفراز فرمائیں۔ حج اسلامی معارف کا مرکز ہے جو ایک انسان کی زندگی چلانے کے لئے لازم اسلام کی کلی سیاست کو بیان کرتا ہے۔ حج توحید کا مظہر اور شیطان و مشرکین سے نفرت و بیزاری کا محور ہے۔ حج توحید، مشرکین سے برائت اور ہر طرح کے بتوں سے انکار و کنارہ کشی کے محور پر ملتِ اسلامیہ کے اتحاد کا ایک عظیم مرکز ہے۔ بت ہر وہ چیز ہے جو خدا کے مقابلے میں آئے اور خدا کی ولایت و حکومت کو اپنی ولایت و حکومت میں تبدیل کرنے اور افرادِ بشر کی قوت و ارادے کو تسخیر کرنے کی کوشش کرے۔ اب چاہے وہ پتھر یا کاٹھ کے صنم ہوں یا ظالم و جابر شیطانی طاقتیں، یا چاہے وہ حق سے منحرف جاہلی عصبیتیں ہوں کیونکہ: "فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ." (٩) حجِ ابراہیمیؑ و حجِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز حجِ علوی و حجِ حسینی علیہما السلام وہ ہے جس میں خدا کی جانب توجہ اور اس کی حاکمیت و قدرت کے سائے میں پناہ لینے کے ساتھ ساتھ طاغوتوں اور جباروں کی قوت و طاقت سے روگردانی و انکار بھی پایا جاتا ہو۔

عرفات میں جوانانِ خُلد کے سردار سید الشہداء حضرت امام حسینؑ کی مناجات کا زمزمہ ان دونوں باتوں کو ایک ہی کلام میں کیا اچھے انداز میں سمیٹے ہوئے ہے: "اَنْتَ كَهْفِىْ حِيْنَ تُعْيِيْنِى الْمَذَاهِبُ فِىْ سَعَتِهَا... اَنْتَ مُؤَيِّدِىْ بِالنَّصْرِ عَلٰى اَعْدَآئِىْ وَلَوْ لَا نَصْرُكَ اِيَّاىَ لَكُنْتُ مِنَ الْمَغْلُوْبِيْنَ.... يَا مَنْ جَعَلَتْ لَهُ الْمُلُوْكُ نِيْرَ الْمَذَلَّةِ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَهُمْ

مِنْ سُطُوَاتِهِ خَائِفُوْنَ." (۱۰)۔اور''ترویہ'' کے دن رسولِ خداؐ کا خطبہ' جس میں آنحضرتؐ نے جاہلیت کے قوانین کی منسوخی' بنی نوع انسان کو اپنی عبادت پر مجبور کرنے کے شیطانی فریب سے دور رہنے اور تمام مسلمانوں کے درمیان برادری کا رشتہ قائم کرنے کا صاف اور قطعی حکم بیان فرمایا ہے' حج کے کلی خطوط کو معین کرتا ہے۔

کونسی تشنہ روح ہے جو کوثرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیضیاب ہو اور حسینیت کے جوش مارتے ہوئے زمزم سے لبریز پیالے نوش کرے اور پھر بھی حج کو سیاسی سمجھنے میں شک وتردید کا شکار ہو؟ بغیر برائت کا حج' بغیر اتحاد و یکجہتی کا حج' بغیر تحرک وقیام کا حج' مختصر یہ کہ وہ حج جس سے کفر وشرک خوفزدہ نہ ہوں حج ہی نہیں ہے اور نہ اس میں حج کی روح ومعنویت ہی پائی جاتی ہے۔

استبدادی واستعماری طاقتوں کے بت' خدا سے غافل حکام اور عالمی استکباری طاقتیں ماضی میں اور آج بھی حج کے واضح وروشن اور الہام بخش مفہوم سے شدت کے ساتھ خوفزدہ اور اس سے ٹکراتی رہی ہیں۔انھوں نے درباری ملاؤں اور اپنے دسترخوانِ عشرت کے ٹکڑوں پر پلنے والوں کے ذریعے حج کے سیاسی مفہوم کے خلاف وسیع پیمانے پر دشمنانہ پروپیگنڈوں کا بازار گرم کر رکھا ہے اور اپنے شور شرابے کے ذریعے یہ منوانا چاہتی ہیں کہ حج سیاست سے جدا اور ایک انفرادی عبادت کے سوا کچھ نہیں۔اور اس سے غافل ہیں کہ ہر وہ انسان جو ذرا سا بھی ہوش رکھتا ہے یہ بات اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ اگر اتحادبینِ مسلمین کا درس' امتِ اسلامی کی عظمت کا اعلان' دور افتادہ بھائیوں کا باہمی تعارف' مختلف زبانوں' نژادوں' قومیتوں اور گوناگوں جغرافیائی علاقوں کے افراد کا ہم آواز ہونا اور فطری طور پر حبلِ الٰہی سے تمسک حج میں مدِ نظر نہ ہوتا اور صرف عبادت اور انسانوں کا اپنے خدا سے انفرادی رابطہ ہی مطلوب ہوتا تو لوگوں کے گوشہ وکنارِ عالم سے پاپیادہ اور سواریوں پر اور وہ بھی ایک خاص زمانے میں یہاں آنے کا کیا مطلب ہے؟

راہ کی اتنی سختیاں کیوں برداشت کی جائیں؟ مکہ میں حاضری' پھر عرفات' مشعر اور پھر منیٰ میں وہ بھی گنتی کے چند مخصوص دنوں اور اوقات میں دنیا کے تمام مسلمانوں کا ایک جگہ جمع ہونا' ایک

مرکز کے گرد طواف اور ایک نقطے پر رمی جمرات' آخر یہ سب کیوں ہے؟

یقیناً حج عبادت ہے' ذکر و دعا و استغفار کا مقام ہے لیکن حج امتِ اسلامی کی حیاتِ طیبہ کی راہ میں' اسے غلامی و استبداد کی زنجیروں اور خدایانِ زور وزر کے مکر وفریب سے نجات دلانے نیز امت میں عزت وعظمت کی روح پھونکنے اور اس سے کمزوری واضمحلال دور کرنے کی راہ میں کی جانے والی عبادت' ذکر اور استغفار کا نام ہے۔ یہ ہے وہ حج جو دین کا ستون شمار کیا گیا ہے' اور جسے امیر المومنین علی علیہ السلام نے نہج البلاغہ میں علَمِ اسلام' تمام محروموں وکمزوروں کا جہاد' فقر وتنگدستی دور کرنے کا ذریعہ اور اہلِ دین کی ایک دوسرے سے قربت ویگانگت کی بنیاد شمار کیا ہے۔ یہی وہ حج ہے جسے بجالانے کے لئے اللہ کے مجاہد بندے ہر سال ایران سے شوق اور ولولے کے ساتھ آتے تھے اور امریکہ وصیہونیت سے برائت' استکبار کی حاکمیت وولایت کی نفی اور الٰہی ولایت وحکومت کو عام کرنے کے اعلان کو اس حج کی اصل شرط شمار کرتے تھے۔

یہ ہے وہ حج' کہ اسلام وانقلاب کے ہاتھوں پٹے ہوئے حکام اور ان میں سرِ فہرست جرائم پیشہ امریکہ' جس سے خطرہ محسوس کرتے تھے۔ اور آج دو سال سے سعودی حکام امریکہ اور اسرائیل کی خوشنودی کے لئے مؤمنین کو اس حج کے ادا کرنے کی اجازت نہیں دیتے اور غلام صفت ملاؤں کی زرخرید زبانوں اور قلم کو اس حقیقت کا انکار کرنے اور اس کے خلاف لکھنے کے لئے اکساتے ہیں۔ لہٰذا اے عالمِ اسلام کے حجاجِ کرام اب جبکہ اسلامی اتحاد کے دشمنوں نے آپ کو اس بات کی اجازت ومہلت نہیں دی کہ آپ اپنے ایرانی بھائیوں کے ساتھ طواف' سعی' وقوف' رمی اور نماز نیز رسولِ گرامیؐ کی زیارت کے اعمال بجالائیں' تو اپنے ان بچھڑے ہوئے اور ظلم کے ہاتھوں روکے جانے والے بھائیوں کی یاد ان تمام اعمال ومراسم میں زندہ کیجئے اور حج کو جہاں تک ہوسکے اس کے معنیٰ' اس کی روح اور حقیقت سے نزدیک کیجئے اور یہ سمجھ لیجئے کہ جو شخص بھی حج کو اس کی سیاسی حیثیت سے جدا کرے' یا وہ جاہل ہے یا خود غرض وبدنفس ہے۔ خدا ان لوگوں کو کبھی معاف نہیں کرے گا جو اپنے ناپاک اور حقیر مقصد کے حصول کے لئے عالمِ کفر واستکبار کے مقابلے میں امت

ِ اسلامی کا سب سے بڑا ہتھیار اس کے ہاتھ سے چھین لینا چاہتے ہیں اور زندگی ساز وولولہ انگیز حج کو سیاحت وتجارت کے ہمراہ ایک انفرادی و سطحی عبادت میں بدل دینا چاہتے ہیں۔

۲۔ یہ فکر عصرِ حاضر کے عظیم ترین مظاہرِ شرک میں سے ہے کہ دنیا آخرت سے' مادّی زندگی عبادت سے اور دین سیاست سے جدا ہے۔ گویا (معاذ اللہ) دنیا کے خدا یہ ظالم' مکار' غارت گر اور جرائم پیشہ حکام نیز بڑی طاقتیں ہیں۔ خلائق کو کمزور کرنا' انھیں اپنا غلام بنانا' ان کا استحصال کرنا اور بندگانِ خدا سے خود کو بلند وبرتر سمجھنا ان کا مسلّم حق ہے۔ سب کو ان کی فرعونیت کے آستانے پر اپنی پیشانیاں جھکانی چاہئیں' ان کے ظلم وغارت گری' خواہشوں اور ارادوں کے آگے سرِ تسلیم خم کرنا کرنا چاہئے اور کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہئے' کیونکہ بلعم باعور کی اولاد یہ درباری ملا چیخنے لگیں گے کہ تم نے سیاست میں دخل اندازی کی ہے' بھلا اسلام کو سیاست سے کیا سروکار ہے؟

یہی وہ شرک ہے جس سے آج مسلمانوں کو برائت کا اظہار کرتے ہوئے اپنا اور اسلام کا دامن پاک کرنا چاہئے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ برسوں سے مسلمانوں کی غفلت اور قرآن سے ان کی دوری اس کا سبب ہوئی کہ تحریف کرنے والے ہاتھ دین کے نام پر ہر باطل بات کو ذہنوں میں جگہ دے دیں۔ دین خدا کی واضح ترین اصل کے منکر ہو جائیں' شرک کو توحید کا لباس پہنا کر قرآنی آیات کے مضمون کا بے کھٹکے انکار کر دیں۔ جبکہ قرآنِ کریم انبیا ومرسلین کے بھیجے جانے کا مقصد ہی عدل وانصاف کا قیام قرار دیتا ہے: "لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ." (۱۱) اور جبکہ: "كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ." (۱۲) کے خطاب کے ذریعے تمام مؤمنین پر عدل وانصاف قائم کرنے کے لئے جدوجہد کا فریضہ عائد کرتا ہے۔ اور جبکہ قرآنِ کریم کی آیات ظالموں پر اعتماد کرنے کو منع فرماتی ہیں اور اپنے پیروکاروں سے خطاب کرتے ہوئے فرماتی ہیں: "وَ لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ." (۱۳) اور طاغوت کے ظلم کے سامنے گردن جھکا دینے کو ایمان کے خلاف شمار کرتے ہوئے فرماتی ہیں: "اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ

اِلَیْکَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْآ اِلَی الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْآ اَنْ یَّکْفُرُوْا بِہٖ." (۱۴) اور طاغوت سے کفر و انکار کو خدا پر ایمان کے ہمراہ قرار دیتی ہیں: "فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی." (۱۵) اور جبکہ اسلام کا سب سے پہلا نعرہ توحید ہے، جس کا مطلب تمام مادّی و سیاسی طاقتوں اور تمام بے جان و جاندار بتوں سے انکار ہے، اور جبکہ ہجرت کے بعد پیغمبر اسلام کا سب سے پہلا اقدام حکومت کی تشکیل اور معاشرے کی سیاسی دیکھ بھال تھا۔ ان کے علاوہ دین کو سیاست سے باہم مربوط کرنے والے دوسرے بے شمار دلائل و شواہد کے باوجود ایسے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ دین سیاست سے جدا ہے اور ایسے لوگ بھی سامنے آتے ہیں جو ان کی یہ اسلام مخالف باتیں مان لیتے ہیں۔

جو اہلِ سیاست ہمیشہ یہ راگ الاپتے ہیں کہ دین سیاست سے جدا ہے اور دین کے ٹھیکیدار افراد جو ان کی مدد کو دوڑتے ہیں اور اسی بات کی تکرار کرتے ہیں کیا انھوں نے کبھی قرآن کی آیات، تاریخِ اسلام اور شریعت کے احکام پر غور بھی کیا ہے؟

کیا انھوں نے کبھی غور کیا کہ اگر دین سیاست سے جدا ہے، تو پھر قرآن تمام سیاسی امور یعنی حکومت کو، قانون کو، زندگی کی ترتیب و تنظیم کو، صلح و جنگ کو، دوست و دشمن کے تعین کو نیز اس جیسے دوسرے تمام مظاہرِ سیاست کو خدا، دین اور اولیائے خدا سے کیوں مربوط کرتا ہے؟ کیا ان لوگوں نے آیت: "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَ عَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ." (۱۶) اور آیت: "وَ لَا تُطِیْعُوْآ اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَ الَّذِیْنَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَ لَا یُصْلِحُوْنَ." (۱۷) پر کبھی غور کیا ہے؟ یا اسی طرح وہ آیات جن میں حزب اللہ اور حزبِ شیطان کا تعارف کرایا گیا ہے، یا وہ آیات جو اللہ کی ولایت و حاکمیت پر دلالت کرتی ہیں، یا وہ آیات جن میں حکم بغیر ما انزل اللہ کے خلاف عمل کرنے والوں کے سلسلے میں حکم دیا گیا ہے ان کے بارے میں کبھی غور و فکر کیا ہے۔

کیا انسانوں کے اجتماعی و سیاسی اعمال و کردار جو ان کی زندگی کے زیادہ بڑے حصے کو گھیرے

ہوئے ہیں ان کی کوئی جزا نہیں ہے؟ تو پھر: "وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ...." (۱۸) اور: "وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ." (۱۹) کا کیا مطلب ہے؟ اور یہ آیات کس میزان پر پرکھی جاتی ہیں۔ کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسلام دنیا میں اس طرح کے اچھے بُرے اعمال سے کوئی سروکار نہیں رکھتا اور کوئی فریضہ عائد نہیں کرتا، لیکن آخرت میں اس کی جزا دی جائے گی؟

اسلامی جہاد، جو قرآن کی سینکڑوں آیات اور مسلّم احادیث میں دین کے اہم ترین فرائض وواجبات میں شمار ہوتا ہے اور جس کا ترک کرنا دنیا وآخرت کی ذلت ورسوائی کا سبب قرار دیا گیا ہے، آخر کن چیزوں کے حصول اور کن اقدار کی حفاظت ودفاع کے لئے ہے؟ کیا وہ زندگی جس کے حصول کے لئے جہاد کرنا چاہئے، غیر اللہ کی منحوس ولایت وحاکمیت کے زیرِ سایہ گزاری جانے والی زندگی ہے؟ کیا خاکِ مذلّت پر بیٹھے رہنا، ظالموں کی حاکمیت نیز غیرالٰہی اقتدار کا تماشا دیکھتے رہنا اور اپنے آپ کو ذلت وحقارت کے حوالے کر دینا ہی وہ (پاکیزہ) زندگی ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے اور جہاد اللہ کی حاکمیت کے حصول اور طاغوت کی ولایت سے نکل کر اللہ کی ولایت کی طرف پیش قدمی کا نام ہے، تو پھر دین کے معینہ اہداف ومقاصد میں سیاست کی اہمیت اور اس کے کردار کو کیسے بے وقعت سمجھا اور نظر انداز کیا جاسکتا ہے؟

ظاہر ہے کہ دین سے سیاست کی جدائی کا منحوس نغمہ اُن ذلیل دشمنوں کا گھڑا ہوا ہے جو ایک زندہ اور میدانِ عمل میں سرگرم اسلام سے منہ کی کھا چکے ہیں اور اس مکر کے ذریعے وہ چاہتے ہیں کہ دین سے اُس کی زندگی چھین کر لوگوں کی دنیا پر خود حاکم ہوجائیں اور بلا روک ٹوک انسانوں کے مقدارات پر تسلط حاصل کرلیں۔ لیکن کتنے افسوس اور دکھ کی بات ہے اگر کچھ علما دین کے لباس میں، دین کے نام پر اُن ہی باتوں کو دُہرائیں اور اُن کی ترویج وتبلیغ کی کوشش کریں۔ دینی لباس میں ملبوس بعض افراد کا ان ذلیل وخطرناک دشمنوں کی آواز میں آواز ملانا اگرچہ بعض مواقع پر سیاست کی اہمیت اور انسانوں کے مقدرات میں اس کی حیثیت کی طرف سے اُن کی غفلت کا نتیجہ ہے، اور بعض مواقع پر اُن کی کاہلی، خوف ودہشت اور آسان زندگی کی طمع کا نتیجہ ہے، لیکن بعض مواقع پر

ان دین فروشوں اور بلعم باعور کی اولادوں کی اربابِ قدرت وسطوت کے ساتھ خطرناک دوستی بھی اس کا سبب بنتی ہے۔ مسلمانوں کو اسے سب سے بڑا خطرہ اور ایسے ملاؤں کو ان کے سیاسی آقاؤں سے بھی زیادہ ذلیل و پلید سمجھنا چاہئے اور ان کے شر سے خدا کی بارگاہ میں اپنی ہمت و آگاہی کے دامن میں پناہ حاصل کرنی چاہئے۔

یہ درباری ملا۔ اِن پر خدا کی لعنت ہو۔ اسی پر اکتفا نہیں کرتے کہ دین و سیاست کی علیحدگی کا منحوس نغمہ خود دین کی زبان سے الاپتے ہیں بلکہ شیاطین کی قدرت و طاقت کو محکم کرنے کے لئے ان ظالموں کی تائید اور مدح وثنا بھی کرتے ہیں۔ کیا یہ خود سیاست میں دخل اندازی اور حرام نہیں ہے؟

کیا اسلام اور مسلمانوں کو کمزور کرنا' تفرقہ پھیلانا' اسلامی انقلاب سے مقابلہ آرائی کرنا اور اولیائے خدا سے دوری اختیار کرنا' اُن پر تہمتیں باندھنا اور خدا کی آیتوں سے انکار کرنا' چاہے سیاست کی غرض سے ہو۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے؟ لیکن مظلوموں کی حمایت' مشرکوں سے برائت' محروم و ستم زدہ افراد کی ہمنوائی' اسلامی ممالک پر امریکہ اور اسرائیل کے ناجائز تسلط پر اعتراض نیز غیر ملکی کمپنیوں کی لوٹ مار کی مخالفت' نام کے مسلمان سلاطین و رؤسا کی خیانتوں کی مذمت اور حقیقی مسلمانوں کے جہاد و حق طلبی کی حمایت وغیرہ جرم ہے؟

یہی وہ منزل ہے جہاں ہمارے "اس داعی الی اللہ اور فانی فی اللہ" امامِ بزرگوار طابِ ثراہ کا وہ ارشاد واضح ہوتا ہے جہاں آپ اسلام کو خالص محمدیؐ اسلام اور امریکی اسلام میں تقسیم فرماتے تھے۔ خالص محمدیؐ اسلام قسط و عدل کا اسلام ہے' یہ عزت و سربلندی' کمزوروں' ضعیفوں اور محروموں کی حمایت کا اسلام ہے' مظلوموں اور مستضعفوں کے حقوق کا دفاع کرنے والا اسلام ہے' دشمنوں سے جہاد کرنے اور ظالموں اور فتنہ گروں سے سازباز نہ کرنے والا اسلام ہے' یہ اخلاق و فضیلت اور معنویت والا اسلام ہے۔ جبکہ اس کے بالمقابل امریکی اسلام اسلام کے نام پر ایک ایسی چیز ہے جو استکباری طاقتوں کے منافع کا حامی و نگراں اور اُن کے افعال و اعمال کی توجیہ اور ہاں میں ہاں ملانے والا اسلام ہے۔ یہ اہلِ دین کو کنجِ مذلّت میں پہنچانے اور انھیں مسلمانوں کی فلاح کے امور اور

مسلمان قوموں کے مقدرات سے کنارہ کش کرنے کا ایک بہانہ ہے' یہ دین کے مجموعے سے اسلام کے اجتماعی وسیاسی احکام کے بہت بڑے حصے کو جدا کرنے اور دین کو مسجد تک محدود کردینے کا وسیلہ ہے۔(اور مسجد بھی مسلمانوں کے امور کے حل وفصل کے لئے ایک مرکز کے عنوان سے نہیں جیسا کہ صدرِ اسلام میں ہوا کرتا تھا' بلکہ امورِ زندگی سے جدا ہونے اور دنیا کو آخرت سے جدا کرنے کے لئے ایک گوشۂ عافیت کی حیثیت سے) امریکی اسلام درد وسوز سے عاری ایسے انسانوں کا اسلام ہے جو اپنی ذات اور اپنی حیوانی خواہشات کی تکمیل کے سوا اور کچھ نہیں سوچتے' خدا اور دین کو تاجروں کے سرمائے کی مانند زر اندوزی یا قدرت طلبی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔اور اُن تمام آیات وروایات کو' جو اُن کی خواہشات اور مفادات کے برخلاف ہیں بے محابا یا فراموشی کے حوالے کر دیتے ہیں یا بڑی ڈھٹائی کے ساتھ اُن کی تاویلیں کرتے ہیں۔امریکی اسلام ان سلاطین ورؤسا کا اسلام ہے جو اپنی مظلوم ومحروم قوموں کے مفادات اپنے امریکی ویورپی خداؤں کے آستانوں پر قربان کرتے ہیں اور اس کے عوض اپنی ذلیل وشرمناک حکومت وطاقت کی بقا کے لئے اُن کی حمایتوں کی طرف نظرے جمائے رہتے ہیں۔یہ ایسے سرمایہ داروں کا اسلام ہے جو اپنے مفادات کی تکمیل کے لئے تمام اخلاق واقدار کو قدموں تلے روند ڈالتے ہیں۔

جی ہاں یہ امریکی اسلام ہے جو لوگوں کو سیاست میں غور وفکر' سیاسی بحث وگفتگو اور سیاسی افعال واعمال سے دور رکھتا ہے' لیکن خالص محمدیؐ اسلام' سیاست کو دین کا ایک اٹوٹ اور ناقابلِ جدائی حصہ سمجھتا ہے اور تمام مسلمانوں کو سیاسی ادراک وعمل کی دعوت دیتا ہے اور یہ وہ چیز ہے جسے مسلمان قوموں کو اسلام کی گویا زبان یعنی اپنے قائد امام خمینی طاب ثراہ سے ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے۔

۳۔آج عالمِ اسلام کے اہم ترین مسائل میں سے ایک مسئلہ شیطانی گروہ' خصوصاً شیطانِ اکبر امریکہ کی اسلام اور اس کے اہم مفاہیم وعقائد سے کینہ توز اور دیوانہ وار دشمنی ہے۔اگرچہ اسلام سے یہ منصوبہ بند اور ہمہ جہت دشمنی استعمار کے وجود میں آنے کے ساتھ ہی شروع ہوگئی تھی' اور استعماری طاقتوں نے گزشتہ صدیوں میں اسلامی ممالک کو اپنی لوٹ مار' قتل وغارت گری اور

جارحیت کی جولان گاہ بنا رکھا تھا' اُنھیں اسلام اپنی فتنہ انگیزیوں کی راہ میں رکاوٹ اور ایک مستحکم بند نظر آیا' لہٰذا اُنھوں نے اسے شدید طور پر اپنے سیاسی وثقافتی حملوں کا نشانہ بنایا اور اپنی شیطانی مکاریوں سے مسلمانوں کو اسلام وقرآن سے جدا کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اِنہی منصوبوں میں سے ایک منصوبہ اِن ممالک میں فسق وفجور' فحشا ومنکرات کا زیادہ سے زیادہ رواج تھا۔ لیکن جب اسلامی انقلاب کے آتش فشاں نے اُن کی آرزوؤں کے خرمن کو پھونک ڈالا اور دنیا کے مسلمانوں کے دلوں میں امید کا اجالا بکھیر دیا' نیز دنیا میں اسلام کی دوبارہ حیات کی خوش خبری سنائی' تو استکباری طاقتیں گھبرا کر زخمی بھیڑیوں کی مانند اسلام پر ہر طرف سے دیوانہ وار ٹوٹ پڑیں۔ یہ کوئی غیر متوقع بات نہ تھی' لہٰذا یقینی طور پر الٰہی سنتیں ان کی شکست ورسوائی کی شکل میں وقوع پذیر ہو کر رہیں گی' انشاء اللہ' جیسا کہ قرآنِ مجید ارشاد فرماتا ہے:"وَلَا يَزَالُ الَّذِينَ كَفَرُوا تُصِيبُهُمْ بِمَا صَنَعُوا قَارِعَةٌ أَوْ تَحُلُّ قَرِيبًا مِنْ دَارِهِمْ حَتَّىٰ يَأْتِيَ وَعْدُ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ." (۲۰) شرط یہ ہے کہ اسلام پر ایمان رکھنے والے ان سازشوں کے مقابلے میں اپنے فرائض سے آگاہ رہیں اور اِن فرائض کی انجام دہی میں غفلت نہ برتیں۔

ظاہر ہے کہ اسلام کے خلاف گزشتہ دس برسوں سے کی جانے والی تمام سازشوں کا اصل نشانہ اسلامی جمہوریہ ایران ہے' جو اس وقت اسلام کا ''ام القریٰ'' اور اِس کی عالمی تحریک کا علمبردار شمار ہوتا ہے۔ ان دس برسوں میں ایرانی قوم نے مختلف قسم کے ایسے بہت سے زخم برداشت کیے جن میں درحقیقت اسلام اور اس کی عظیم انقلابی قوت کو نشانہ بنایا گیا تھا۔ اسلامی جمہوریہ ایران کے خلاف آٹھ سالہ مسلط کردہ جنگ' اقتصادی ناکہ بندی اور مختلف قسم کے بے شمار سیاسی' تبلیغاتی اور اقتصادی حملے درحقیقت اسلام سے دشمنی اور اس پر دباؤ ڈالنے کی غرض سے کیے گئے۔ اور ہم فخر کرتے ہیں کہ اس گوہرِ یکتا کی حفاظت کی خاطر جو ہمارے پاس ہے' یعنی اللہ پر ایمان اور اسلام پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے ہم برسوں عالمی طاقتوں کی جنون آمیز دشمنی اور بہیمانہ

انتقام کا شکار رہے اور ہر بلا میں اسلام کے سینہ سپر بنے رہے۔ جی ہاں: ”وَ مَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ۔“ (۲۱) لیکن اسلام سے استکباری طاقتوں کا ٹکراؤ ایران اور اسلامی جمہوری نظام کے عوام کی حد تک منحصر نہیں رہا، بلکہ یہ اسلام دشمنی اس سے بھی زیادہ وسیع پیمانے پر سیاسی وتبلیغاتی اور ثقافتی طریقوں کے ذریعے پوری سنجیدگی کے ساتھ عمل میں لائی گئی۔ اسلامی ممالک میں امریکہ سے وابستہ حکومتوں کی طرف سے مسلمان مجاہدین، آزادی کے طلبگاروں، علما اور دانشوروں کے ساتھ سختی کا سلوک، نیز غیر اسلامی ممالک میں مسلمان اقلیتوں کے ساتھ کئے جانے والے ناروا برتاؤ اسلام کے ساتھ اس سیاسی ٹکراؤ کے واضح نمونے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اسلام کے خلاف مضامین اور کتابوں کا لکھا جانا، توہین آمیز فلمیں بنانا اور انھیں اسلامی وغیر اسلامی معاشروں میں نشر کرنا اسلام کے خلاف ثقافتی جنگ کے نمونے ہیں۔ اس وقت امریکہ، برطانیہ اور ان کی مانند استکباری حکومتیں ان مجرمانہ سرگرمیوں پر پانی کی طرح پیسہ بہا رہی ہیں اور افسوس کہ ایسے اہلِ قلم اور صاحبانِ فن بھی موجود ہیں جو اپنے مادّی فائدے کے لئے اپنے قلم، بیان اور فن کو بیچ ڈالتے ہیں اور اپنے فنی وادبی ضمیر کا گلا گھونٹ کر صاحبانِ اقتدار کے غلط مقاصد کو انجام دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

اہم نکتہ یہ ہے کہ کینہ وعداوت آمیز حرکتیں اسلام کے خلاف برسرِ پیکار استکباری لشکر گاہ میں ضعف وناتوانی کا احساس دلاتی ہیں۔ ایران کی مسلمان قوم کی اسلامی ثابت قدمی، استقامت اور اس صدی کے بت شکن (امام خمینیؒ) کے گرج دار نعرے، نیز اللہ کا فضل اور اس کی نصرت جو ہمیشہ اس عبدِ صالح اور اس کے رفقا کے شاملِ حال رہی، اِس بات کا سبب ہوئی کہ اسلام کے انقلابی افکار جن سے دشمن شدت کے ساتھ خوفزدہ تھا، ان ہی راہوں سے دنیا میں پھیلے جو دشمن نے انقلاب کو روکنے اور اس پر وار کرنے کے لئے آمادہ کر رکھی تھیں۔ ملتِ ایران کی مظلومیت اور اس کا سختیوں اور دشواریوں کو برداشت کرنا، اس عظیم ملت کی حقانیت کے اثبات نیز بہت سے ممالک

میں انقلاب کے پھیلنے اور دنیا کے مسلمانوں میں عزمِ راسخ اور اسلامی تشخص کے احساس میں اضافے کا سبب بنا۔ آج عالمی استکبار کے ایجنٹ ہر جگہ اسلام کے مقابلے میں پسپائی اور ہزیمت کا شکار ہیں اور اسلام کے ساتھ اُن کی دشمنی چاہے ثقافتی طریقوں پر ہو یا سیاسی طاقت اور اسلحے کے استعمال کے ساتھ اسلام کی تیزی سے پھیلتی ہوئی لہر کے مقابلے میں اس کی کمزوری اور خوف کے احساس کا نتیجہ ہے۔ یہ بھی ایک لطفِ پروردگار ہے کہ اسلام کی توہین یا اس کو نقصان پہنچانے کی غرض سے کیا جانے والا ان کا ہر اقدام مسلمانوں کے قہر و غضب میں شدت پیدا ہونے اور اسلام کے دفاع میں اُن کے ارادوں کے اور مستحکم اور راسخ ہونے کا ایک ذریعہ بن جاتا ہے۔ جس کا ایک روشن اور واضح نمونہ مرتد اور واجب القتل برطانوی مصنف کی شیطانی کتاب کے لکھے جانے کا واقعہ ہے۔ اس اقدام کے ذریعے استکباری حکومتیں اسلام کو کمزور کرنا چاہتی تھیں جبکہ خداوندِ عالم نے ان کی اس خواہش کے برعکس اس عمل کو اُن کی بدنامی کا سبب قرار دے دیا اور اس مصنف کا خون مباح ہونے اور اس کے واجب القتل ہونے کے سلسلے میں امامِ امت کے فتوے نے مسلمانوں کی آواز کو اور بلند تر اور ان کے اتحاد کو مزید مستحکم بنا دیا اور انشاء اللہ اسلام سے ٹکرانے کی دشمن کی تمام کوششوں کا انجام یہی ہوگا: "اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا۔" (۲۲)

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں بسنے والے مسلمان اسلام کی توہین اور اسے کمزور بنانے کے لئے دشمنوں کے سازشی اقدامات، خاص طور سے ثقافتی سازشوں، مثلاً اسلام مخالف کتابیں لکھے جانے اور فلمیں اور ڈرامے بنائے جانے کے سلسلے میں پورے طور سے حساس و ہوشیار رہیں۔ اس میدان میں دشمن کا اصل مقابلہ کرنے والے وہ اہلِ قلم و صاحبانِ فن ہیں جن کا دل اسلام کے لئے دھڑکتا ہے اور جو اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں استکباری اداروں کے کینے اور حسد سے واقف ہیں۔ اسلام کے بیان اور وضاحت کے لئے دشمن کی سازشوں کی نقاب کشائی اور عالمِ اسلام کے حقوق کا دفاع کرنے کے لئے مضامین اور کتابیں لکھنا اور اپنے فن کے جوہر دکھانا ان کا عمومی و اہم ترین فرض ہے۔

یقیناً اسلامی مقدسات کی اہانت کے مقابلے کے لئے بلا استثنا سبھی کی ذمے داری روشن اور واضح ہے۔ اور ''شیطانی آیات'' کے مرتد و پلید مصنف کے واجب القتل ہونے سے متعلق امام (طاب ثراہ) کا فتویٰ اس طرح کے دوسرے مواقع کے لئے تمام لوگوں کا فریضہ واضح اور متعین کر دیتا ہے۔ اس بد بخت مصنف کے سلسلے میں امامِ امت کا فتویٰ اپنی جگہ پر باقی ہے' اسے اس کی تعمیل کے مقدر لمحوں تک یوں ہی انتظار کرتے رہنا چاہئے۔

مسلمانوں کو اپنے بڑے بڑے اجتماعات خاص طور پر حج کے عظیم اجتماع سے اسلام کے خلاف استکبار کی ثقافتی سازشوں کی مخالفت' اِن سے نفرت کے اعلان اور اس کے مقابلے میں اپنی استقامت و پائیداری کا ثبوت پیش کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اور میں مطمئن ہوں کہ جس طرح غیرت مند مسلمانوں نے اب تک امامِ امت اعلیٰ اللہ مقامہ کی آواز پر لبیک کہی ہے اور دوٹوک راہِ عمل کا انتخاب کیا اس کے بعد بھی اسی طرح عمل کرتے رہیں گے۔

۴۔ حج کے موقع پر عالمِ اسلام کے مسائل کا جائزہ لینا چاہئے۔ اسلام کے دفاع کی پوری آمادگی اور مسلمانوں کے اجتماعی تشخص کی نشاندہی کے لزوم و وجوب کا سب سے اہم مسئلہ ظلم و ستم کا شکار مجاہد قوموں کا مسئلہ ہے' جن کو طغیان و کفر و استکبار کے ہاتھوں نے مقہور و مظلوم بنا رکھا ہے اور انھیں سخت ترین حالات گزارنے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ فلسطین کی قوم اس طرح کی مظلوم قوموں کا ایک روشن نمونہ ہے۔ چالیس سال ہو رہے ہیں کہ یہ ملت اپنے گھر بار سے محروم کر دی گئی ہے یا خود اپنے وطن میں بھی غریب و مسافر کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ یہ ملتِ اسلامیہ کے پیکر پر ایک خونین اور دردناک زخم ہے جو اسلام مخالف استعماری حکومتوں کی سازشوں اور جرائم پیشہ صہیونیوں کے ہاتھوں چالیس سال قبل لگایا گیا ہے اور ہر روز اس پر نمک چھڑکا جاتا رہا ہے۔

اس دوران بہت سے لوگوں اور گروہوں نے اس ملت کو نجات دلانے کی جدوجہد کی' یا کم از کم اس کا دعویٰ کیا ہے۔ لیکن ابھی تک یہ گرہ سلجھی نہیں بلکہ اور اندھی گرہیں پڑتی چلی گئی ہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ فلسطینی قوم اپنا دفاع کرنے سے قاصر تھی یا یہ کہ عالمِ اسلام اس غاصب حکومت

کے دفاع میں کی جانی والی امریکی اور مغربی سازشوں کو ناکام کرنے میں کمزور رہا ہے۔ ناکامیوں کی اصل وجہ یہ تھی کہ اوّلاً فلسطین کی ملت نے اپنی اسلامی حیثیت کو فراموش کر دیا تھا اور گزشتہ دسیوں برس تک اسلام اور اسلامی جہاد پر بھروسہ نہیں کیا تھا۔ دوسرے یہ کہ عرب ممالک کے سربراہوں' حتیٰ فلسطین کے لیڈروں اور ان کی نمائندہ شخصیات نے بھی فلسطینیوں سے اب تک خیانت سے کام لیا ہے۔ اور آج خدا کا شکر ہے کہ مقبوضہ علاقوں میں برسرِ پیکار ملتِ فلسطین کے جہاد و مبارزات میں ایمان اور اسلامی جہاد کا عنصر پیدا ہو گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فلسطین میں پہلے کی نسبت طاقت کا توازن فلسطینیوں کے حق میں تبدیل ہوتا نظر آتا ہے۔ جو مرد اور عورتیں' جوان اور بچے اپنے مقبوضہ وطن کے شہروں میں گلیوں اور کوچوں کو مظلومانہ طور پر اپنے خون سے رنگین کر رہے ہیں اور جو نمازی ہر ہفتے نمازِ جمعہ کے اجتماعات سے اسرائیلی غاصبوں کو موت کی سی وحشت سے دوچار کیے ہوئے ہیں' انھوں نے پورے فلسطین کو امید کی ایسی کرنوں سے جگمگا رکھا ہے کہ یہ نور اس مقدس سرزمین نے نہ گزشتہ چالیس برسوں میں اسرائیلی تسلط کے دوران اور نہ ہی اس سے قبل برطانوی سامراجی گھٹن کے ماحول میں کبھی دیکھا تھا۔ اور مستقبل بھی انہی ارادے کے پکے اور مجاہد مومنین کا ہے۔ اب ملتِ فلسطین کی ناتوانی' شرمندگی اور انتظار کے دن تمام ہوئے۔ اسلام نے اس بلند ہمت قوم کو اس کی حقیقی قوت و طاقت دوبارہ عطا کر دی ہے۔ آج فلسطین کے خائن وطن فروش جوڑ توڑ کرنے والے لیڈر جو اپنے ہم وطن باشندوں' کیمپوں یا خیموں میں رہنے والے اپنے بھائیوں کے درد و غم سے بے نیاز سیاسی سودے بازی اور سرمایۂ فلسطین کی تجارت میں مشغول ہیں' اب اس ملک و ملت کے مقدرات سے نہیں کھیل سکتے۔ فلسطین کی تقدیر مسجدوں' جمعہ نمازوں' سڑکوں' میدانوں اور مقبوضہ فلسطین کی گلیوں اور دیواروں پر لکھی جا رہی ہے' اور یہ اسلام کی برکتوں کا اثر ہے۔

لبنان کی قوم بھی جو دو طرف سے یعنی صہیونیوں اور ان کے حلیف فلانجسٹوں کے گھیرے میں برسہا برس سے آگ اور خون سے کھیل رہی ہے' اپنی راہ پا چکی ہے اور امریکہ' فرانس اور

برطانیہ کے تائید شدہ فاشسٹ اور جدید قبیلہ جاتی نظام کے خلاف اپنا ارادہ مستحکم کر چکی ہے۔ لبنان کے مظلوم مسلمانوں کی تقدیر فلسطینی ملت کے ساتھ بندھ گئی ہے اور دونوں اپنے توسیع پسند صہیونی پڑوسی کے ظلم وستم کا شکار ہیں۔ یہاں بھی ایمان و جہاد ہی ہے جو مسدود راہوں میں شگاف پیدا کر کے رہے گا۔ دنیا افغانستان کے مسئلے میں حیرت سے استعمار کی بنائی ہوئی مسدود دیواروں کے گرنے کا تماشا کر رہی تھی۔ افغان مجاہدین نے اسلام اور اتحاد کی برکت سے غیر ملکی دشمن کی فوج کو مار بھگایا اور اگر پھر انہی دو عوامل کا سہارا لیں تو اس ملک میں ایک شائستہ اور پسندیدہ حکومت تشکیل دے کر موجودہ پٹھو حکومت کا قلع قمع کر سکتے ہیں۔ اور یہی دو عوامل فلسطین اور لبنان کی مشکلات کا علاج بھی ہیں۔

ہم فلسطین کے مسئلے کا علاج بڑی طاقتوں کے معین کردہ خطوط میں ممکن نہیں سمجھتے، فلسطین کے زخم کا علاج صرف یہ ہے کہ اس کینسر کے پھوڑے (صہیونی حکومت) کو کاٹ کر نکال دیا جائے۔ اور یہ پوری طرح ممکن ہے۔ مسلمانوں کو حج میں اس مسئلے پر غور کرنا چاہئے اور پوری وفاداری کا عہد کرتے ہوئے اس راہ میں گفتار و عمل کی ہم آہنگی کے ساتھ میدانِ عمل میں اترنا چاہئے۔ ملتِ ایران ہمیشہ کی طرح خود کو فلسطینی مجاہدین کے دوش بدوش سمجھتی ہے اور فلسطین کی کامیابی کے بغیر اپنی کامیابی کو ناقص شمار کرتی ہے۔ امام طاب ثراہ (امام خمینیؒ) نے ایران میں اپنا جہاد شروع کرنے کے ابتدائی دنوں سے ہی فلسطین کے مسئلے کو سرِ فہرست قرار دیا اور انقلابی تحریک کے دوران نیز انقلاب کی کامیابی کے بعد بھی اس کی فکر میں رہے اور اپنی ملکوتی رحلت کے بعد اپنے سیاسی الٰہی وصیت نامے کے ذریعے ہم کو اور دنیا کے تمام مسلمانوں کو اس اہم مسئلے کے سلسلے میں متوجہ کیا ہے۔ یہ ایک ایسا واجب ہے جس سے منہ نہیں موڑا جا سکتا۔ آپ سب حاجیوں پر بھی یہی فریضہ عائد ہوتا ہے اور اگر ہم اپنے اس فریضے پر عمل کریں تو اسلام کے جسم پر لگا یہ گہرا زخم بھر سکتا ہے، انشاء اللہ، خدا ہمارے ساتھ ہے۔

۵۔ چالیس دن ہونے کو آئے امتِ اسلام اپنے امام و قائد اور مراد و پیشوا کے غم میں بے قرار اور

فریاد کناں ہے۔ تقریباً چالیس دن ہو رہے ہیں کہ امام خمینیؒ وہ خدا کا اطاعت گزار بندہ، وہ مستکبروں سے مفاہمت نہ کرنے والا، وہ مستضعفوں، محروموں اور مظلوموں کا طرفدار اور خدمت گزار، وہ حقیقی اسلامِ محمدیؐ کا پرچم بلند کرنے اور امریکی اسلام کی قلعی کھولنے والا، وہ دنیا کے مسلمانوں کا فریادرس، وہ اسلام کے بلند فضائل ومحامد کا پیکر، وہ مسلمان اور مومنِ کامل ہم میں نہیں ہے۔۔۔ وہ ملکوتِ اعلیٰ سے ملحق ہوگیا اور ایران کی انقلابی قوم اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اپنے فرزندوں کو سوگوار و ماتم دار بنا گیا، لیکن اس کی صدائے بازگشت، جو حق وعدل کی آواز تھی، اس کی امت کے دلوں میں اور دنیا کی فضا میں موجود ہے اور رہے گی۔ وہ مرا نہیں اور نہ مرے گا۔ اس انبیاؑ کی راہ پر چلنے والے کے لئے انبیاؑ ہی کی مانند "جسم کی موت شخصیت کی موت نہیں ہے"۔ وہ مسلمان مجاہدوں کی صدائے تکبیر میں، ستم زدہ قوموں کے قہر آلود عزم وارادے میں، دنیائے اسلام کی موجودہ نسل کی ایمانی آگہی میں، مستضعفوں اور مظلوموں کی تابناک امیدوں میں، اہم مناجات کے معنوی سوز وگداز اور عرفانی "حال" میں، دنیا میں معنویت اور اخلاقی اقدار کی تجدیدِ حیات میں اور ان تمام دلکش وزیبا جلوؤں میں جنھیں عصرِ حاضر میں اس کے انقلابی وتاریخ ساز اقدام نے وجود بخشا ہے، مختصر یہ کہ اپنے ایک ایک عاشق ومرید کے دل میں زندہ ہے۔

انقلاب کے زخم خوردہ دشمن اس کی رحلت کا انتظار کر رہے تھے، تاکہ اس بیدار اور قوی نگہبان کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھا کر اس کے نومولود انقلاب، اس کی میراث اور اس کی کوشش یعنی ایران کی اسلامی جمہوریہ اور دنیا میں "مسلمانوں کی بیداری کی تحریک" پر ڈاکا ڈالیں اور کاری ضرب لگائیں۔ لیکن ایران کی عظیم ملت کی انقلابی بیداری، ایمانی آگہی اور عاشقانہ وفاداری جو اس بزرگوار کی بے نظیر تشیع جنازہ اور تاریخی عزاداری، نیز اس کے بعد پیش آنے والے حالات وواقعات میں جلوہ گر ہوئی، نیز دنیا کے مسلمانوں نے ایشیا، افریقہ اور یورپ میں جس طرح ایرانی قوم اور امامِ امت طاب ثراہ سے اپنے گہرے تعلق اور ربط کا اظہار کیا اس نے دشمنوں کو مایوس اور ان کے تمام تجزیوں، پیش گوئیوں اور منصوبوں کو نقش برآب کر دیا۔ میں ایران کی عظیم الشان ملت کی خدمت میں

اپنے گہرے تشکر و امتنان کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں اور ان کی خدمت میں احترام کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ آپ بہت عظیم اور ہلا دینے والے امتحان میں مبتلا ہوئے اور اس سے سرخ رو اور کامیاب نکل آئے۔ آپ پر خدا کی رحمتیں اور اس کا سلام ہو۔ آپ امام طاب ثراہ کی حیات میں ان کے بہترین اور سچے ساتھیوں میں تھے اور اس فرزندِ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے عظمت وسربلندی کا سبب بنے اور آپ نے ان کی رحلت کے بعد بھی خود کو ان کا اور ان کی وصیت کا سچا وفادار ثابت کیا۔ خدائے عظیم آپ سے راضی وخوشنود ہو۔ ساتھ ہی پوری دنیا میں اپنے تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں کا شکریہ ادا کرنا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اُنھوں نے ملتِ ایران کے دل کو تسکین بخشی، دشمنوں کو مرعوب کیا اور مسلمانوں کے پُرشکوہ اتحاد کا مظاہرہ کیا۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح ان تمام حضرات سے راضی وخوشنود ہو۔

افسوس کہ اسلامی دنیا میں ایسے سربراہوں، دوسروں کے ٹکڑوں پر پلنے والوں، عالم نماؤں اور قلم فروشوں کی ایک تعداد بھی موجود ہے جنھوں نے امامِ امت طاب ثراہ کی، جو اسلامی امت کی عزت وسربلندی کے تاج کا گوہرِ یکتا تھے، قدر ومنزلت نہیں پہچانی، بلکہ اُن پر جفا کی اور امریکہ واسرائیل نیز دیگر دشمنانِ اسلام کی خوشی کے لئے اُن سے نبرد آزما ہوئے اور اُن کے نورِ وجود کو خاموش کرنے کے لئے چمگادڑوں کی مانند کوششیں کرتے رہے، لیکن: "يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَ اللهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ." (۲۳) ان پر اللہ اور مسلمانوں کی لعنت ونفرین ہو اور ابدی حسرت ویاس ان کا مقدر قرار پائے، جنھوں نے پیغمبر اکرمؐ کے خلف الصدق کے ساتھ وہ سلوک کیا جو ابوجہل وابولہب، فرعون وقارون، بلعم باعور اور تمام ائمۂ نار نے انبیائے کرام، صدیقین اور ائمۂ نور کے ساتھ کیا تھا: "وَ اَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ." (۲۴) ہم نے خدا سے عہد کیا ہے کہ ہم امام خمینی اعلیٰ اللہ مقامہ کی راہ پر، جو اسلام وقرآن اور مسلمانوں کی عزت وسربلندی کی راہ ہے، گامزن رہیں گے۔

''نہ شرقی نہ غربی'' کی سیاست پر باقی رہنا، مستضعفوں اور مظلوموں کی حمایت کرنا، عظیم

اسلامی امت کے اتحاد و تحرک کا دفاع کرنا، عالمی سطح پر مسلمانوں کے اختلاف اور تفرقے کے اسباب و علل پر قابو پانا، اسلامی مدینۂ فاضلہ کے وجود میں لانے کے لئے جدوجہد کرنا، جھونپڑیوں میں رہنے والوں اور محروموں کی حمایت پر بھروسہ کرنا، ملک کی تعمیر نو کے لئے داخلی سطح پر تمام عوامل وامکانات کو بروئے کار لانا ہمارے منصوبوں کے اصلی و بنیادی خطوط ہیں اور ان سب سے ہمارا بنیادی مقصد اسلام کی تجدید حیات اور قرآنی اقدار کی جانب بازگشت ہے اور ہم اپنے اس مقصد سے سرِ مو پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

ملتِ ایران کے عزیز بھائیو اور بہنو! اگرچہ دشمن کے ہاتھوں نے اس سال بھی آپ کے تمام مسلّم حق، یعنی حجِ بیت اللہ اور حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرقدِ مطہر نیز جنت البقیع میں مدفون ائمۂ ہدیٰ علیہم السلام کی قبور کی زیارت سے محروم کردیا اور اپنے سیاہ کارناموں میں ایک اور ورق کا اضافہ کیا، لیکن مستقبل ہماری نگاہوں میں روشن اور امید افزا ہے۔ ہم نے اب تک اپنے اسلامی فریضے پر عمل کیا ہے اور اس کے نتائج پر بھی صبر کرتے رہے ہیں۔ میں امیدوار ہوں کہ خدا اپنا لطف وکرم ہم پر عام کردے اور حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ کی رضا نیز حضرت کی دعا ہمارے شامل حال کرے۔ انشاء اللہ آپ سب امام کے مخلص فرزندوں اور اسلام کے جاں نثار دوستوں کے حق میں اللہ کا اپنے رسولؐ سے کیا ہوا وعدہ پورا ہو کر رہے گا کہ اس نے فرمایا: "لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا." (۲۵)

سید علی حسینی خامنہ ای

یکم ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ

❁❁❁

حواشی:

(۱) میرے فرزندو! جاؤ یوسف اور ان کے بھائی کو خوب تلاش کرو اور رحمتِ خدا سے مایوس نہ ہونا۔ (سورۂ یوسف۔ آیت ۸۷)

(۲) اور لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کردو۔ (سورۂ حج۔ آیت ۲۷)

(۳) بیشک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور لوگوں کو اللہ کے راستے اور مسجد الحرام سے روکتے ہیں جسے ہم نے تمام انسانوں کے لئے برابر قرار دیا ہے چاہے وہ مقامی ہوں یا باہر والے۔ (سورۂ حج۔ آیت ۲۵)

(۴) میں اپنے پروردگار کی طرف جا رہا ہوں کہ وہ میری ہدایت کردے گا۔ (سورۂ صافات۔ آیت ۹۹)

(۵) ہمیں ہمارے مناسک دکھلا دے اور ہماری توبہ قبول فرما۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۲۸)

(۶) اولادِ آدم کیا ہم نے تم سے اس بات کا عہد نہیں لیا تھا کہ خبردار شیطان کی عبادت نہ کرنا۔ (سورۂ یٰسین۔ آیت ۶۰)

(۷) تم ناپاک بتوں سے پرہیز کرتے رہو۔ (سورۂ حج۔ آیت ۳۰)

(۸) اور جن لوگوں نے ظالموں سے علیحدگی اختیار کی کہ ان کی عبادت کریں اور خدا کی طرف متوجہ ہو گئے ان کے لئے ہماری طرف سے بشارت ہے۔ (سورۂ زمر۔ آیت ۱۷)

(۹) اور حق کے بعد ضلالت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ (سورۂ یونس۔ آیت ۳۲)

(۱۰) یعنی تو میری پناہ ہے جب زندگانی کی راہیں اپنی وسعتوں کے ساتھ مشکل ہو جائیں۔۔۔۔ تو میرے دشمنوں کے مقابلے میں میرا مددگار ہے اور اگر تیری مدد نہ ہوتی تو میں مغلوب لوگوں میں سے ہوتا۔۔۔۔ اے وہ خدا جس کی بارگاہ میں بادشاہ طوقِ ذلت اپنی گردنوں میں ڈالے ہوئے ہیں اور خدا کی سطوت وحکومت سے خوفزدہ ہیں۔" (مفاتیح الجنان۔ دعائے عرفہ امام حسینؑ)

(۱۱) بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل کے ساتھ بھیجا ہے اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان کو نازل کیا ہے تا کہ لوگ انصاف کے ساتھ قیام کریں۔(سورۂ حدید۔آیت ۲۵)

(۱۲) عدل وانصاف کے ساتھ قیام کرو اور اللہ کے لئے گواہ بنو۔(سورۂ نسا۔آیت ۱۳۵)

(۱۳) اور خبر دار تم لوگ ظالموں کی طرف جھکاؤ اختیار نہ کرنا کہ جہنم کی آگ تمہیں چھو لے گی۔(سورۂ ہود۔آیت ۱۱۳)

(۱۴) کیا آپ نے لوگوں کو نہیں دیکھا جن کا خیال یہ ہے کہ وہ آپ پر اور آپ کے پہلے نازل ہونے والی چیزوں پر ایمان لے آئے ہیں اور پھر یہ چاہتے ہیں کہ سرکش لوگوں کے پاس فیصلہ کرائیں جبکہ انھیں حکم دیا گیا ہے کہ طاغوت کا انکار کریں۔(سورۂ نسا۔آیت ۶۰)

(۱۵) اب جو شخص بھی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آئے وہ اس کی مضبوط رسّی سے متمسک ہو گیا ہے۔(سورۂ بقرہ۔آیت ۲۵۶)

(۱۶) ایمان والو خبر دار میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بنانا۔(سورۂ ممتحنہ۔آیت ۱)

(۱۷) اور زیادتی کرنے والوں کی بات نہ مانو جو زمین میں فساد برپا کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے ہیں۔(سورۂ شعراء۔آیت ۱۵۱،۱۵۲)

(۱۸) اور سب اپنے اعمال کو بالکل حاضر پائیں گے۔(سورۂ کہف۔آیت ۴۹)

(۱۹) اور پھر ہر نفس کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔(سورۂ زمر۔آیت ۷۰)

(۲۰) اور ان کافروں پر ان کے کرتوت کی بنا پر ہمیشہ کوئی نہ کوئی مصیبت پڑتی رہے گی یا ان کے دیار کے آس پاس مصیبت آتی رہے گی یہاں تک کہ وعدۂ الٰہی کا وقت آجائے۔اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا ہے۔(سورۂ رعد۔آیت ۳۱)

(۲۱) اور انھوں نے ان سے صرف اس بات کا بدلہ لیا کہ وہ خدائے عزیز وحمید پر ایمان لائے تھے۔(سورۂ بروج۔آیت ۸)

(۲۲) بیشک شیطان کا مکر بہت کمزور ہے۔(سورۂ نسا۔آیت ۷۶)

(۴۳) یہ لوگ چاہتے ہیں کہ نورِ خدا کو اپنے منہ سے بجھادیں اور اللہ کبھی ظالم کی ہدایت نہیں کرتا ہے۔(سورۂ صف۔آیت ۸)

(۴۴) اور دنیا میں بھی ہم نے ان کے پیچھے لعنت کو لگا دیا ہے اور قیامت کے دن بھی ان کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جن کے چہرے بگاڑ دیے جائیں گے۔(سورۂ قصص۔آیت ۴۲)

(۴۵) بیشک خدا نے اپنے رسول کو بالکل سچا خواب دکھلایا تھا کہ خدا نے چاہا تو تم لوگ مسجد الحرام میں امن و سکون کے ساتھ سر کے بال منڈا کر اور تھوڑے سے بال کاٹ کر داخل ہو گے اور تمہیں کسی طرح کا خوف نہ ہوگا، تو اسے وہ بھی معلوم تھا جو تمہیں نہیں معلوم تھا، تو اس نے فتح مکہ سے پہلے ایک قریبی فتح قرار دیدی۔(سورۂ فتح۔آیت ۲۷)

پیغامِ حج

۱۴۱۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر سال موسمِ حج کے آتے ہی دنیا بھر سے عشق سے سرشار دل اور آرزومند روحوں کے حامل انسان دیارِ محبوب اور خانۂ معبود کے پاس اپنا سر عشق و تقدیس کے آستانے پر خم کرتے ہیں اور جبینِ نیاز و بندگی اس مقام کی مٹی پر جھکاتے ہیں اور ''ایامِ معلومات'' کو ذکر و دعا کے سائے میں گزارتے ہیں، رحمت و مغفرت کی پناہ میں سکون ڈھونڈتے ہیں، دنیا کے چپے چپے میں پھیلے ہوئے اپنے دور افتادہ بھائیوں سے ملتے ہیں، ملتِ اسلامیہ کی شوکت و عظمت کو مجسم طور پر محسوس کرتے ہیں۔ لیکن انہی دنوں میں ہماری پاک فطرت، مظلوم ملت اس جسم و جاں اور روح و دل کے مشہد میں حضوری پانے کے مخلصانہ اشتیاق کے باوصف دو عظیم صدموں اور جانگداز مصیبتوں کو پورے وجود سے محسوس کرتی ہے، اور اس کی فریاد اللہ تعالیٰ، نبی مکرمِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ولی اللہ الاعظم کے سامنے کرتی ہے۔

۱۔ کبوترانِ حرم کو خون میں غلطاں کرکے شہید کرنے کا ناقابلِ فراموش صدمہ، جنھیں آج سے تین سال پہلے مشرکین سے اعلانِ برائت کے جرم میں حریمِ امنِ الٰہی میں سعودی حاکموں نے اپنی

دیرینہ عداوت کی شمشیر سے خاک وخوں میں غلطاں کر دیا تھا۔ یہ پرہیز گار اور خدا کے مخلص بندے تھے جنھیں خدا کے گھر، یعنی اپنے ہی گھر میں، ان خدا سے لاتعلق، بیگانہ پرستوں نے اغیار واعدا کی خوشنودی کے لئے نہایت مظلومیت کے ساتھ شہید کر دیا اور ان شہیدوں نے اپنے خونِ ناحق سے حجاز کے ستمگر اور خائن حاکموں کی پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ لگایا۔

۲۔ ہماری ملت کو محشرِ عامِ مسلمین میں حاضر ہونے سے روکنے اور راہِ خدا کو ان کے لئے مسدود کرنے کا صدمہ، یہ اس تحول خیز زمانے کے حیرت انگیز واقعات میں سے ایک ہے کہ ایسی ملت کے لئے خدا کے گھر کا راستہ بند کیا جائے اور اسے اسلامی فریضے کی بجا آوری سے روکا جائے جو سب سے زیادہ اسلام کی وفادار اور سب سے بڑھ کر راہِ خدا میں فداکار ہے۔ اس حیرت انگیز ورق کا دوسرا صفحہ یہ ہے کہ امریکی مشیروں اور تیل کی کمپنیوں کے مالکوں کے لئے حرمِ الٰہی امن ہے اور پاک فطرت مسلمانوں اور اس گھر کے رکھوالوں کے لئے ناامن ہے۔ یہ ان منفرد نشانیوں میں سے ایک ہے جو ناپسندیدہ اور غیر مطلوب صورتِ حال کا پتہ دیتی ہے جس میں مستقبل میں تبدیلی اور مطلوب صورتِ حال کی خوشخبری بھی پائی جاتی ہے: "فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا." (۱) ان دنوں میں سعودی کذب پردازوں کے ساتھ ہم صدا ہو کر عالمی پروپیگنڈہ مشینری کہتی رہی کہ سعودی مسلح فورسز پر ایرانی حاجیوں کے حملے کے جواب میں وہ مارے گئے، نیز مرنے والوں کی تعداد بھی اتنی نہیں بلکہ اتنی ہی تعداد میں مارے گئے جتنی مکہ کی فورسز ماری گئی ہیں۔

تعجب ہے! کیسے ممکن ہے کہ نہتے زائرانِ خانۂ خدا جو مضبوط ارادے، گہرے ایمان اور عشق وایثار کے علاوہ کسی بھی قسم کے اسلحہ سے لیس نہ تھے سعودی گارڈز پر حملہ آور ہو جائیں اور انھیں قتل کر دیں۔ اس المناک حادثے میں شہادت پانے والوں کی تعداد میں کیسے شک کیا جاسکتا ہے، کیا چار سو سے زیادہ لاشوں کو مکہ سے ایران لیجانا اس خباثت کی وسعت کو ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں تھا؟ آج بھی وہی جھوٹے اور وہی پروپیگنڈہ کرنے والے، آلِ سعود

کے ایرانیوں کو حج سے روکنے کے گناہ کو بے مقدار دکھانے یا سرے سے اس کے انکار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اسلامی جمہوریہ ایران کی حکومت کعبۂ مقصود کے راستے کو کھولنے کی مسلسل کوشش کرتی رہی ہے' آئندہ بھی ہر طرح کوشش کرتی رہے گی۔ لیکن حرمین شریفین کی سرپرستی کے دعویدار ایسے حاجیوں کو حج سے روکنے پر مصر ہیں جو حج کے درست معنی کی شناخت رکھتے ہیں' اس سے بڑھ کر افسوس کی بات اور کیا ہوگی کہ حرمین شریفین کی خدمت کے دعویدار اور خانۂ خدا کے کلید بردار امریکہ کی خدمت پر کمر بستہ ہو جائیں اور اتحاد بین المسلمین کے نعرے اور صہیونیت اور امریکہ سے بے زاری کی پکار سے وحشت زدہ ہو جائیں۔ یہ صورتِ حال اس بات کا سبب بنی کہ آج بھی حج' جو ایک امت ساز اور دشمن شکن عظیم فریضہ ہے' اپنے واقعی مضمون اور اصلی روح سے خالی رہے۔ جبکہ آج کا زمانہ مسلمانوں کی بیداری اور اسلامی شعائر کا شعور حاصل ہونے کا زمانہ ہے۔ حج کے ایسے عظیم اور پُر شکوہ قالب کے لئے جو معنویت اور روح ہونی چاہیئے وہ نہیں ہے۔ حج توحید کی اصلی روح کو مسلمانوں کے دلوں میں پھونک سکتا ہے' اور اسلام کے منتشر گروہوں اور بکھری ہوئی قوموں کو پھر سے جوڑ کر اسلام کی عظیم امت کی تشکیلِ نو کر سکتا ہے' مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ کو لوٹا سکتا ہے' مسلمانوں کو ان پر مسلط کردہ احساسِ ذلت وحقارت سے نجات دلا سکتا ہے۔ حج مسلمانوں کے تمام دکھ درد کا علاج کر سکتا ہے' ان کے سب سے بڑے درد کفر واستکبار کے ثقافتی' اقتصادی اور سیاسی غلبے کا علاج کر سکتا ہے' حج دلوں سے غلامانہ وابستگیوں کا میل دھو سکتا ہے' معاشرے میں خدا اور بندگانِ خدا سے تعلق کو مزید مضبوط کر سکتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ حجاز کے حکمراں الٰہی سیاسی حکمتِ عملی کے حامل حج' یعنی حقیقی حج سے ڈرتے ہیں اور اسے برداشت نہیں کرتے۔ ہماری قوتِ ایمانی سے سرشار اور نڈر ملت کو اسی جرم میں حج کی سعادت سے محروم رکھا گیا ہے کہ وہ حج کو اس کی روح کے ساتھ ادا کرنا چاہتی ہے اور حج

کو بامعنی بنانا چاہتی ہے اور خدا کی بندگی کو مشرکوں سے بیزاری کے اظہار' جو خود بندگی کی حقیقت ہے' کے ساتھ ملانا چاہتی ہے ۔لیکن یاد رکھئے سعودی حکام اور نہ ہی وہ خفیہ ہاتھ جو استعماری مفادات کی خاطر انھیں اس طرح کی مکارانہ سیاست کی ترغیب دیتے ہیں حج کو اُس کی حقیقی شکل اور معنویت کی طرف لوٹنے سے روک نہیں سکیں گے۔آج مسلمانانِ عالم بیدار ہو چکے ہیں اور اسلام کی حاکمیت کی طرف بڑھ رہے ہیں ۔اسلام کے وہ نعرے جو صرف ہماری راسخ العقیدہ ملت کی زبانوں پر ہوتے تھے' آج تمام مسلمانوں میں محبوب اور زبان زدِ عام بن گئے ہیں' مشرق سے مغرب تک بسنے والے تمام مسلمانوں میں ہویتِ اسلامی کا احساس پیدا ہو چکا ہے ۔استکباری سیاست کب تک بعض اسلامی ممالک کے جوانوں کے سفرِ حج میں رکاوٹ بنے گی؟ کب تک اسلامی ممالکے بیدار و آگاہ مسلمانوں کو مکہ اور مدینہ جانے سے روک سکے گی؟ آج شمالی افریقہ سمیت بہت سے اسلامی ممالک میں اسلام کی حماسی روح اُن ملکوں کی سیاست کا پانسہ پلٹانے والی ہے۔کیا استکباری طاقتیں ان ممالک کے مسلمانوں کو بھی حج سے روک سکیں گی؟

ہم حج اور حرمین شریفین کی زیارت کو اپنا مسلّم حق سمجھتے ہوئے آلِ سعود سے پوری قوت کے ساتھ اپنے غصب شدہ حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں اور انشاء اللہ خدا کی مدد سے اپنا حق لیکے رہیں گے۔کفر و استکبار کے آلۂ کاروں کو جاننا چاہیئے کہ آنے والا دور اسلام کا ہے اور کوئی تدبیر' کوئی طاقت اسلام کی روز بروز بڑھتی ہوئی تحریک' نیز مسلمانوں میں مسلسل رائج ہونے والے اسلامی نعروں اور اقدار کو نہیں روک سکتی۔اور ہماری عزیز ملت بھی جان لے' جو جانتی بھی ہے کہ انقلاب سے لیکر آج تک اُس نے اپنی ثابت قدمی اور قربانی کے ذریعے جو عزت 'عظمت اور اسلامی شوکت حاصل کی ہے ہر گزرتے وقت کے ساتھ اس میں مزید اضافہ ہو رہا ہے' اب ان کے شجاعانہ صبر و استقامت کے سامنے دشمنوں کی شیطنت ٹک نہیں سکتی' اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت کے مقابلے میں استکبار اور ان کے گماشتے پیچھے ہٹنے پر مجبور ہیں۔مکہ کے شہدا اور انقلابِ اسلامی کے دیگر شہدا کے خون نے دنیا میں اسلام کی نشر و اشاعت کی راہوں کو

مزید وسعت دی ہے اور پرچم اسلام کو مزید بلندی عطا کی ہے۔

بیت اللہ کے حاجیوں اور دنیا بھر سے خانۂ خدا میں جمع ہونے والے بھائیوں اور بہنوں کو چاہیے کہ وہ مسلمانوں کے مصائب ومشکلات سے لوگوں کو باخبر کرکے مسلمانوں کے درمیان وحدت اور تعاون کو فروغ دینے کی کوشش کریں' کیونکہ یہی عالمی استکبار کی دولت وطاقت کے پنجوں سے مسلمانوں کو نجات دلانے کی بنیادی شرط ہے۔ اس کے علاوہ معارفِ اسلامی کی نشر واشاعت اور آج کے دور میں مسلمانوں کے عظیم فرائض پر گفت وشنید کے ذریعے حج کو حجِ ابراہیمیؑ اور حجِ محمدیؐ بنائیں۔

انقلابِ اسلامی کے رہبرِ کبیر حضرت امام خمینیؒ کا یہ نعرہ ''اسرائیل کینسر کا پھوڑا ہے اسے کھرچ کے پھینکنا چاہیے'' اسرائیل سے سازباز کی سیاست کھیلنے والوں کے بالمقابل پوری قوت کے ساتھ بلند ہونا چاہیے اور حج کے دنوں میں یہ نعرہ ہر مسلمان کے دل کی صدا ہونا چاہیے۔ دین کی سیاست سے جدائی' جو اسلام کے دیرینہ دشمنوں کی اسلام اور قرآن کو بے اثر بنانے کے لئے گھڑنت ہے' اس کی سخت مخالفت ہونی چاہیے۔ استکبار اور استعمار کی گھناؤنی پالیسیاں اور تدابیر کا مقابلہ کرنے کے لئے دین کو میدانِ عمل میں لاکھڑا کرنا امتِ مسلمہ کا عمومی مقصد ہونا چاہیے۔ گو کہ ایران کے مجاہد' بہادر اور فداکار برادران اس سال بھی حاجیوں میں موجود نہیں' امریکہ اور اسرائیل کے آلۂ کاروں نے کعبۂ مقصود تک ان کی رسائی کی راہ مسدود کر رکھی ہے' لیکن ان کی سوچ اور فکر کعبے میں ہے' ان کی آرزوئیں' ان کی باتیں اور ان کے نعرے ان تمام لوگوں کے لئے ہیں جنھیں اسلام اور مسلمین کی عزت وعظمت کا پاس ہے۔

خدائے متعال سے اسلام و مسلمین کی کامیابی کی دعا کے ساتھ یہ امید رکھتے ہیں کہ اسلامی ممالک میں مسلمانوں' خصوصاً علما' دانشوروں' شعراء' ہنرمندوں اور ادبا حضرات کی بیداری' آگاہی' استقامت' پائیداری' فرض شناسی اور احساسِ عظمت کے ذریعے اسلامی ممالک پر سے کفار ومشرکین کی بالادستی اور تسلط کا خاتمہ ہو جائے' اور خدا نے مؤمنین کے لئے

جو عزت اور عظمت مقدر فرمائی ہے، ہماری دعا ہے کہ اسلامی معاشروں کو وہ عزت و عظمتِ رفتہ واپس مل جائے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ
سید علی حسینی خامنہ ای
ذی الحجہ الحرام ۱۴۱۰ھ،ق

حواشی:

(۱) ہاں زحمت کے ساتھ آسانی بھی ہے۔ بیشک تکلیف کے ساتھ سہولت بھی ہے۔ (سورۂ الم نشرح۔ آیت ۵،۶)

پیغامِ حج

۱۴۱۱ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ
یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ. لِّیَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَ یَذْکُرُوا اسْمَ
اللّٰهِ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ فَکُلُوْا
مِنْهَا وَ اَطْعِمُوا الْبَآئِسَ الْفَقِیْرَ."(۱)

خدائے حکیم وعزیز کی حمد وثنا اور اس کا شکر کہ اس نے بندوں پر احسان فرما کر انھیں اپنے گھر آنے کی دعوت دی اور اپنے عظیم پیغمبرؑ کو منارۂ تاریخ پر صدائے اذان بلند کرنے کی ذمے داری سونپی۔ اپنے گھر کی حدود کو امن وامان کی جگہ قرار دیا اور اسے جاہلیت کے بتوں سے پاک وپاکیزہ کر کے مومنوں کا مطاف، دور دراز کے باسیوں کی وعدہ گاہ، جماعت کا نمونہ اور امت کی عظمت وشوکت نیز اس کے اجتماع کی جلوہ گاہ بنایا۔

بیت اللہ کو (جسے عصرِ اوّلِ جاہلیت میں کعبہ کے ٹھیکیداروں اور مقاماتِ طواف وسعی کے کارکنوں نے بازارِ تجارت اور اپنی حکومت واقتدار کی دوکان بنالیا تھا) عوام کے لئے اور ان کی

منفعت وفائدے کا سرچشمہ جانا اور اجارہ داروں کے زعمِ باطل کے برخلاف مسافروں اور باشندوں کو برابر کا حق عطا کیا۔ حج کو مسلمانوں کی وحدت وعظمت اور ان کے درمیان ارتباط و یکجہتی کا راز قرار دیا اور بہت سی ان بلاؤں کے لئے باطل السحر قرار دیا جن سے اسلامی معاشرے اپنی اصل اور سرچشمے سے دور ہونے کے باعث دوچار ہوتے ہیں' جیسے اغیار پرستی' خود فراموشی' فریب خوردگی' خدا سے غفلت' اہلِ دنیا کے ہاتھوں غلامی واسارت' اپنے بھائیوں سے بدگمانی' ان کے خلاف دشمنوں کی باتوں پر کان دھرنا' اسلامی امت کے مقدرات سے لاپرواہی بلکہ اسلامی امت نامی مجموعے کو تسلیم ہی نہ کرنا' دوسرے اسلامی ممالک میں رونما ہونے والے حادثات سے بے خبری' اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دشمنوں کی سازشوں کے مقابل بے اعتنائی ولاپرواہی اور اسی طرح کی کچھ دوسری مہلک بیماریاں جو اسلام کی طویل تاریخ کے دوران مسلمانوں کے مقدرات اور ان کی سیاسی زندگی پر نااہل اور خوفِ خدا نہ رکھنے والے افراد کے تسلط کے باعث انھیں ہمیشہ نقصان پہنچاتی رہی ہیں اور ان حالیہ صدیوں میں علاقے میں استعماری طاقتوں یا ان کے فاسد و دنیا پرست ایجنٹوں کی آمد کی وجہ سے اس بیماری نے اور بھی بحرانی وتباہ کن شکل اختیار کر لی ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ اس نے حج کو اس جاوید امت کے لئے ایک لازوال خزانہ' ہمیشہ اُبلتے ہوئے چشمۂ صاف وشفاف اور ہمیشہ جاری رہنے والی نہر کی حیثیت دی ہے کہ جو شخص اس سے واقف ہو اور اس کی قدر وقیمت جانتا ہو وہ اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اسے ان تمام مہلک بیماریوں کے لئے تریاق بنا سکتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ایران کی شائستہ قوم کو اپنی رحمت سے نوازا اور کعبۂ مقصود کے شوق کو صحرا پسند خارِ مغیلاں کی سرزنش کے بعد اس جامِ وصل سے ہمکنار کیا جس میں حلاوتِ عزت اور کامیابی دونوں پائی جاتی ہے۔ جس حق سے وہ چند برسوں سے ناجائز طور پر محروم رکھی گئی تھی کریمانہ انداز میں اسے واپس دلا دیا اور اس قوم کی خالی جگہ بہترین طریقے سے پُر کر دی جو بوجہلی حج کے بجائے ابراہیمیؑ ومحمدیؐ حج بجالاتی ہے۔ مہجور' مسدود اور محصور مشتاقوں کے گداز دلوں کو جرعۂ وصال سے سکون بخشا اور انوارِ معرفت سے مسرور وشادمان نیز شوقِ

زیارت سے لبریز روح کو لبیکِ اجابت سے نوازا۔ مخلص بندوں کو خصوصی لطف وکرم سے سرفراز فرمایا' مومنوں کی نصرت کے وعدے کو پورا کر دکھایا اور اپنے گھر کو طائفین وعاکفین کا مقام قرار دیا۔

پروردگار! ان مشتاق وعاشق حاجیوں پر جنھیں جانفرسا انتظار کے بعد خلوتِ دوست میں باریابی کا شرف حاصل ہوا ہے اور ان تمام بھائی بہنوں پر جو دنیا کے گوشے گوشے سے رحمت ومغفرت کی بارگاہِ عام میں حاضر ہوئے ہیں لطف وکرم کی نظر فرما اور ان کے دلوں کو معرفت وبصیرت کے انوار سے منور فرما' اپنی ہدایت ونصرت ان کے شاملِ حال فرما' انھیں اصلاحِ امت کے عزمِ راسخ سے لیس فرما اور انھیں ان کے دشمنوں پر کامیابی عطا فرما' آمین رب العالمین۔

پروردگار! ان شہدا کی ارواح پر اپنا فضل ورحمت نازل فرما جو آج سے چار سال قبل حرمِ امنِ الٰہی میں کینہ وعداوت کا نشانہ بنے۔ عورت' مرد' بوڑھے' جوان خانۂ دوست کے آستانے پر خوں میں غلطاں ہوئے اور ان کی واپسی کے انتظار میں بیٹھے ہوئے عزیزوں کا انتظار خون میں لت پت جنازوں نے ختم کیا۔ پروردگار! اُن سب کو مکمل حج کا ثواب عنایت فرما جو اس کی حسرت لئے ملکوت کی طرف پرواز کر گئے۔

خدایا! ہمارے مرحوم امام وقائد اور اس عبدِ صالح پر جو امتحانی منزلوں میں سرخ رو رہا اولیا کے خلفِ صدق اور اس متقی وپرہیزگار وہوشیار انسان پر جو تیری رضا کا طلب گار تھا' اس کی دوستی اور دشمنی صرف تیرے لئے تھی' تیری راہ میں کسی بھی مشکل سے ہراساں نہ تھا رحمت وفضل نازل فرما اور ان حاجیوں کے حج' عابدوں کی عبادت' مجاہدوں کی سعی وکوشش سے ان کی طاہر روح کو بہرہ مند فرما جنھوں نے ان کی ہدایت وقیادت سے فائدہ اٹھایا ہے۔ ابراہیمیؑ حج کی بجا آوری اور ان عظیم الٰہی مراسم سے اسلامی امت کے استفادے پر مبنی ان کی عظیم آرزو کو پایۂ تکمیل تک پہنچا۔

بارِالٰہا! تمام صدیوں اور زمانوں میں بشریت کو نجات دینے والے اپنے اس برگزیدہ وافضل پیغمبر حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اپنا سلام وصلواۃ وتحیت نازل فرما جس نے انسان کو راہِ راست دکھائی' ان کے لئے تیری وحی کی تلاوت کی' انھیں دنیا وآخرت کی سعادت کی

کنجی عطا کی اور اپنی بابرکت زندگی میں صدیوں تک آنے والے انسانوں کے لئے سرمشق اور عملی نمونے فراہم کئے ۔ تیرا سلام ودرود وتحیت ہو ان پر اور ان کے طیب ومعصوم اہلِ بیتؑ خصوصاً روئے زمین پر خدا کی حجت حضرت بقیۃ اللہ الاعظم مہدیٔ منتظر عجل اللہ فرجہ وارواحنا فداہ پر۔ اب مناسب ہے کہ ہماری وہ بہنیں اور بھائی جو دنیا کے مختلف گوشوں سے حج کے اس عظیم محشر میں اکٹھا ہو کر قومی، نسلی اور فرقہ ورانہ "میں" سے ہجرت کر کے قرآنی واسلامی "ہم" سے ملحق ہو گئے ہیں چند مسائل کو مدِنظر رکھیں، ان کے بارے میں دوسرے مسلمانوں سے گفتگو اور مکالمہ کریں اور سفرِ حج کے بعد اسے غور وفکر اور سعی وعمل کا محور قرار دیں۔

۱۔ پہلا نکتہ، اسرار ورموز سے لبریز حِج بیت اللہ جیسے عظیم فریضے کی قدر وقیمت کا پہچاننا ہے، حج مظہرِ توحید اور کعبہ خانۂ توحید ہے۔ یہ جو حج سے متعلق آیاتِ کریمہ میں ذکرِ خدا کا بار بار تذکرہ ہوا ہے، یہ اس بات کی علامت ہے کہ اس گھر میں اور اس گھر کی برکت سے مسلمانوں کے ذہن اور میدانِ عمل سے خدا کے ماسوا ہر عامل ومحرک کو محو ہو جانا چاہئے، اور ان کی زندگی سے ہر قسم کے شرک کی بساط سمٹ جانی چاہئے۔ اس ماحول میں ہر اقدام کا محور ومرکز خدا ہے، طواف، سعی، رمی، وقوف نیز حج کے تمام دیگر شعائر اللہ کی جانب جذب وکشش اور "انداد اللہ" سے برائت کی کسی نہ کسی شکل میں نمائش ہیں اور یہی تاریخ کے عظیم بت شکن، منادیٔ توحید حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملتِ حنیف ہے۔

شرک ہمیشہ یکساں نہیں ہے اور بت بھی ہمیشہ لکڑی پتھر اور دھات سے بنے ہوئے مجسموں ہی کی شکل میں ظاہر نہیں ہوتے۔ یہ خانۂ خدا اور حج کی ذمے داری ہے کہ شرک کو ہر زمانے میں اس عصر کے مخصوص بھیس میں اور خدا کے شریک بت کو اس دور کی مخصوص شکل میں پہچنوائے، اسے ٹھکرائے اور اس کی نفی کرے۔ آج اگرچہ لات ومنات وعزیٰ کا نام ونشاں نہیں ہے، لیکن ان کے بجائے ان سے کہیں زیادہ خطرناک دولت وطاقت کے استکباری بت اور جاہلی واستکباری نظام موجود ہیں، جو اسلامی ممالک میں مسلمانوں کے سروں پر مسلط اور ان کی پوری زندگی پر چھائے

ہوئے ہیں۔ وہ بت جس کی عبادت واطاعت پر آج دنیا کے بہت سے لوگوں منجملہ مسلمانوں کو مجبور کیا جارہا ہے وہ امریکہ کی طاقت کا بت ہے، جس نے مسلمانوں کے تمام اقتصادی، سیاسی اور ثقافتی امور اپنی مٹھی میں لے رکھے ہیں اور قوموں کو اپنے ان اغراض ومقاصد کی جانب ہنکار رہا ہے جو مسلمانوں کے مصالح ومفادات کے برخلاف ہیں۔ عبادت یہی چوں وچرا کئے بغیر کی جانے والی اطاعت ہے، جس پر آج استکبار اور اس کے سرغنہ امریکہ کے اشارے سے قوموں کو مجبور کیا جارہا ہے اور انھیں مختلف طریقوں سے اس راستے پر لگایا جارہا ہے۔

فسق وفجور اور فساد وفحشا کی ثقافت، جو سامراجی ایجنٹوں کے ذریعے قوموں کے درمیان پھیلائی جارہی ہے، زیادہ سے زیادہ مصرف کرنے کی ثقافت جو دن بدن ہماری قوموں کی زندگی کو اپنے دلدل میں نگلتی جارہی ہے، تاکہ استکباری کیمپ کے قلب وذہن کی حیثیت رکھنے والی مغربی کمپنیاں زیادہ سے زیادہ منافع کما سکیں۔ مغربی استکبار کا سیاسی غلبہ اور تسلط جس کی بنیاد عوام دشمن اور اغیار کی آلۂ کار حکومتوں کے ہاتھوں رکھی گئی ہے، وہ فوجی جماؤ جو مختلف بہانوں سے واضح تر شکل اختیار کرتا جارہا ہے اور اس طرح کی دوسری چیزیں شرک اور بت پرستی کے وہی نمونے ہیں جو اس توحیدی نظام اور توحیدی زندگی سے مکمل تضاد اور ٹکراؤ رکھتے ہیں جسے اسلام نے مسلمانوں کے لئے مقرر کیا ہے۔ خانۂ توحید کے اردگرد اس عظیم اجتماع اور حج کی یہ ذمے داری ہے کہ شرک کے ان مظاہر کی نفی کرے اور مسلمانوں کو ان سے بچائے۔ حج کا یہی وہ واضح وآشکارا مفہوم ہے جس کے باعث اسے مشرکوں سے برائت کا مرکز قرار دیا گیا ہے اور خداوندِ متعال نے اپنی اور اپنے مکرم نبیؐ کی زبانی مشرکوں سے برائت کے اعلان کو حج کے دن پر موقوف کیا ہے:

"وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ. وَ رَسُوْلُهٗ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِی اللّٰهِ وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا

بِعَذَابٍ اَلِیمٍ."(۲)

حج کے دوران مسلمانوں کا اعلانِ برائت استکبار اوراس کے ان ایجنٹوں سے بیزاری و برائت کا اعلان ہے جو افسوس ہزار افسوس آج اسلامی ممالک میں سینہ تان کر پوری آزادی کے ساتھ ریشہ دوانی اور مداخلت کررہے ہیں۔اسلامی معاشروں پر شرک آلود نظامِ حیات' ثقافت اور سیاست مسلط کر کے مسلمانوں کی زندگی میں عملی توحید کی بنیادیں ڈھادی ہیں اور انھیں غیراللہ کی عبادت میں گرفتار کردیا ہے۔ان کی توحید صرف زبانی جمع خرچ اور نام کی توحید ہے۔ان کی زندگی میں مفہومِ توحید کا کوئی اثر باقی نہیں رہا ہے۔

اسی طرح حج مسلمانوں کے اتحاد و وحدت کا بھی آئینہ دار ہے۔ یہ جو خداوندِ متعال تمام مسلمانوں کو اور ان میں سے ہر اُس شخص کو جو حج کی توانائی رکھتا ہو ایک مخصوص جگہ پر اور ایک خاص زمانے میں بلاتا ہے اور ان اعمال و مناسک کے ہمراہ جو نظم و یکجہتی اور میل ملاپ کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے مظہر ہیں رات دن ایک جگہ پر اکٹھا کرتا ہے' اس کا پہلا نمایاں اثر ان مسلمانوں کے اندر وحدت و جماعت کا احساس پیدا کرنا' انھیں مسلمانوں کے اجتماع کی شان و شوکت دکھانا اور ان میں سے ہر ایک کے ذہن کو عظمت کے احساس سے سیراب کرنا ہے۔اسی عظمت کا احساس ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی پہاڑ کی کھوہ میں بھی تنہا زندگی بسر کررہا ہو پھر بھی وہ اپنے آپ کو تنہا محسوس نہیں کرے گا۔اسی حقیقت کا احساس ہے جو ہر اسلامی ملک کے مسلمانوں کو اسلام دشمن کیمپوں یعنی سرمایہ داری دنیا اور اس کے کارندوں کے اقتصادی و سیاسی تسلط اور ان کے فتنہ و فریب کا مقابلہ کرنے کے لئے شجاعت و ہمت سے مالا مال کرے گا اور پھر احساسِ حقارت کا وہ جادو اس پر اثر انداز نہ ہوگا جو اُن قوموں کے مقابلے میں مغربی سامراجیوں کا پہلا اسلحہ ہے جن پر وہ حملہ آور ہوتے ہیں۔عظمت کا یہی احساس ہے جس کے باعث مسلم حکومتیں اپنے عوام پر بھروسہ کر کے اغیار کی طاقت کا سہارا لینے کی ضرورت محسوس نہ کریں گی' مسلمان قوموں اور ان پر حاکم افراد کے درمیان یہ مصیبت آور فاصلہ ایجاد نہ ہوگا' یہ وحدت و جماعت کا احساس ہی ہے جس کے باعث

پرانے اور نئے سامراج کی چال یعنی انتہا پسند قوم پرستی کے جذبات کو ہوا دینے کی سازش ناکام ہو جائے گی۔ مسلمان قوموں کے درمیان یہ وسیع وعمیق کھائی وجود میں نہ آئے گی اور عربی' فارسی' ترکی' افریقی اور ایشیائی قومیں ان کی واحد اسلامی شناخت کی دشمن ورقیب ہونے کے بجائے اس کا ایک حصہ اور ان کی وجودی وسعت کی آئینہ دار بن جائیں گی اور بجائے اس کے کہ ہر قومیت دوسری قومیت کی تذلیل ونفی کا باعث بنے' ہر قوم کی تاریخی' نسلی اور جغرافیائی مثبت خصوصیات کی دوسری اسلامی قوموں کے درمیان تبادلے کا ذریعہ بن جائیں گی۔

حج کو اپنے مشاہد' مناسک اور شعائر کے ذریعے وحدت' عظمت' جماعت اور ملائمت کی یہ روح دنیا کے تمام مسلمانوں میں زندہ کرنی چاہیئے اور مختلف قوم قبیلوں کو ایک امت میں ڈھال کر اسے خداوندِ عالم کی مطلق عبودیت وبندگی کی پُرامن وادی کی جانب ہدایت کرنی چاہیئے اور خدائے جلیل کے اس قول: "اِنَّ هٰذِهٖۤ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ." (۳) کو جامۂ عملی پہنانے کے مقدمات فراہم کرنے چاہئیں۔

اس امتِ واحدہ کی تشکیل' جو ربوبیت ووحدانیت کی چوکھٹ پر پیشانی رگڑتی ہے' اسلام کی عظیم آرزو ہے۔ یہ وہی چیز ہے جس کے سائے میں مسلمان تمام انفرادی واجتماعی کمالات حاصل کر سکتے ہیں۔ یہ وہی مقصد ہے جس کے حصول کے لئے اسلامی جہاد فرض کیا گیا ہے۔ اور حج 'ایک اسلامی عبادت وفریضہ اس کے ایک حصے کے لئے زمین ہموار کرتا ہے۔ بے شک ابراہیمی ومحمدی حج اس عظیم مقصد کے ارکان ومقدمات کا ایک عظیم ترین رکن ومقدمہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس عظیم موقع پر جہاں ذکرِ خدا: "فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا." (۴) اور مشرکوں سے برائت وبیزاری کا اعلان: "وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ رَسُوْلُهٗ." (۵) حج کا رکن مانا جاتا ہے وہیں ہر اُس اقدام اور حرکت سے مقابلے کا بھی بے حد لحاظ رکھا گیا ہے جو تمام بھائیوں' یعنی اس واحد امت کے اجزا کے درمیان جدائی وتفرقے اور دشمنی وعداوت کا باعث بن سکتی ہے۔ یہاں تک کہ

دو مسلمان بھائیوں کے درمیان بحث وتکرار بھی' جس کی عام اور معمول کی زندگی میں کوئی اہمیت نہیں' حج کے دوران حرام ہے: "فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ." (٦) یعنی وہی میدان جہاں مشرکوں "یعنی توحیدی امتِ واحد کے بنیادی دشمنوں" سے برائت کا اعلان ضروری ولازم ہے' وہیں مسلمان بھائیوں "یعنی توحیدی امتِ واحد کے بنیادی اجزا" کے ساتھ جدال حرام وممنوع ہے اور اس طرح حج میں وحدت وجماعت کا پیغام کچھ اور بھی زیادہ صریح اور واضح ہو جاتا ہے۔

حج کے اسرار ورموز اس سے کہیں زیادہ ہیں جن کی طرف یہاں اشارہ کیا گیا ہے اور ان تمام اسرار ورموز میں تدبر اور ان پر غور وفکر' جو مسلم معاشرے اور فرد کی شخصیت کو حیاتِ نو عطا کرنے اور ان کے نیستی ونابودی کے اسباب وعلل سے مقابلہ کرنے کے لئے ہے' حاجی کو ایک نئے افق سے آشنا کرتا ہے۔ ہر حاجی کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ ان اسرار ورموز کے بارے میں غور وفکر کرے' دوسروں سے بحث وگفتگو کرے اور ان سے سرمشق حاصل کرے۔ اسے اس بارے میں بھی سوچنا چاہئے کہ کیا وجہ ہے کہ بعض افراد اور حکومتیں اس کوشش میں ہیں کہ حج کو اس کے تمام سیاسی واجتماعی مفاہیم سے عاری کر کے اسے اس کے صرف ایک عبادتی پہلو کے ساتھ پیش کریں' جس میں صرف انفرادی خصوصیت پائی جاتی ہے؟ کیا سبب ہے کہ دین کو دنیا کے بدلے فروخت کرنے والے نام نہاد علما' جن کی دینی شان کا تقاضا یہ ہے کہ وہ عوام کو ان اسرار ورموز سے آگاہ کرائیں اور ان کی روح وجسم کو اس کے مقاصد کی طرف لے جائیں' اس کے برعکس وہ اس سلسلے میں ہر قسم کی ہدایت ورہنمائی کی مخالفت کرتے ہیں اور ان حقائق پر پردہ ڈالے رہنے پر مصر ہیں؟ آخر کیا بات ہے کہ بار بار لاؤڈ سپیکروں سے اعلان کیا جاتا ہے کہ حج میں سیاست کو دخل نہیں دینا چاہئے؟ کیا اسلام اور اس کے نورانی احکام انسانوں کی مادّی ومعنوی زندگی سنوارنے اور اس کا انتظام چلانے کے لئے نہیں ہیں؟ کیا اسلام میں دین اور سیاست کا چولی دامن کا ساتھ نہیں ہے؟ یہ بھی عالمِ اسلام کا ایک بہت بڑا المیہ ہے کہ بعض افراد کی تنگ نظری' کوتاہ فکری' جمود اور دنیا پرستی ہمیشہ بعض دوسرے

افراد کی حیثیا نہ چالوں اور ان کے بغض و عناد کو مدد پہنچاتی رہی اور ان کی خدمت کرتی رہی ہے۔ جن افراد کے قلموں اور زبانوں کو اسلام کی خدمت میں اور اس کے حقائق کی وضاحت وتشریح کے لئے چلنا چاہئے تھا وہی اسلام کے خلاف سازشیں کرنے والے چالاک دشمنوں کا ہتھیار بنے ہوئے ہیں۔ یہ وہی مصیبت ہے جس کا تذکرہ امام خمینی رضوان اللہ علیہ نے بارہا بڑے درد بھرے انداز میں کیا ہے اور اس پر گریہ فرمایا ہے۔ جبکہ ضروری ہے کہ امت کے علما ودانشور عوام کو اس مسئلے سے روشناس کرائیں اور انھیں سچے علما اور دنیا کے بدلے دین فروخت کرنے والے اغیار کے ایجنٹ ملاؤں کا فرق بتائیں۔

۲۔ دوسرا مسئلہ جس کے بارے میں خاص طور سے اس جگہ اور اس موقع پر غور وخوض کرنا ضروری ہے وہ ہے اسلامی امت کا اپنی تاریخ اور اس تقدیر سے ربط جو اسے اپنے لئے بنانا ہے۔ اسلامی امت کا ماضی وہ چیز ہے جسے مٹانے اور طاقِ نسیاں کے سپرد کرنے کے لئے سامراج نے ایشیا اور افریقہ میں قدم رکھتے ہی انتھک کوششیں کی ہیں۔ اسلامی ممالک میں انسانی و مادّی ذخائر پر قبضہ اور مسلمان قوموں کے مقدرات پر تسلط اٹھارہویں صدی کی آخری دہائیوں سے اب تک سامراجیوں کا براہِ راست یا بالواسطہ مقصد رہا ہے۔ فطری سی بات ہے کہ اس کے لئے مسلمان قوموں کی شخصیت اور ان کے احساسِ عظمت وسربلندی کو کچلنا انتہائی ضروری تھا' تاکہ وہ اپنے لائقِ فخر اور عظیم ماضی سے بیگانہ ہو جائیں اور اس طرح اپنی تہذیب وثقافت کو خیر باد کہہ کر سامراجی تعلیمات اور مغربی ثقافت کو گلے لگانے پر آمادہ ہو جائیں۔ اور یہ حربہ پورے طور سے سازگار اس ماحول میں جو اسلامی ممالک پر مسلط فاسد و مطلق العنان حکومتوں نے تیار کر رکھا تھا کارگر ثابت ہوا۔ اس طرح مغرب کی حملہ آور ثقافت اور ان تمام مفاہیم کا سیلاب جن کا مسلمان قوموں کے درمیان رواج سامراجیوں کے سیاسی واقتصادی تسلط کے لئے ضروری تھا جاری ہو گیا۔ چنانچہ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دو سو سال کے عرصے میں اسلامی ممالک نے مغربی لٹیروں کے لئے ایک ایسے وسیع دسترخوان کی حیثیت اختیار کر لی جہاں کسی قسم کی کوئی روک ٹوک نہ تھی اور وہ براہِ راست حکومت سے لے کر

قدرتی ذخائر کی ملکیت، رسم الخط یا زبان کی تبدیلی، حتیٰ فلسطین جیسے ایک اسلامی ملک پر مکمل قبضے اور اسلامی مقدسات کی تذلیل و تضحیک وغیرہ تک آگے بڑھ گئے اور مسلمانوں کو سیاسی، اقتصادی اور ثقافتی استقلال و آزادی کی برکتوں سے جس کا ایک گوشہ علمی و ثقافتی ترقی ہے یکسر محروم کر دیا۔

آج کے مسلمان ممالک کے سیاسی، فوجی، اقتصادی، سماجی اور ثقافتی حالات پر ایک نظر، ان کی نفسیاتی و مادّی کمزوریوں کے مشاہدے، ان ممالک کی اکثر حکومتوں کی حالت اور ان کے سیاسی نظاموں کے جائزے سے جہاں ہر چیز احساسِ حقارت و ناتوانی کی غمازی کرتی ہے یہ حقیقت واضح و آشکارا ہو جاتی ہے کہ اس صورتِ حال کا اہم ترین سبب ان ممالک اور قوموں کی اپنے تاریخی ماضی اور اس مجد و عظمت سے لاتعلقی و بیگانگی ہے جو صدیوں کے پس منظر سے ہر کمزور و مایوس انسان کو پُر امید سعی و کوشش پر آمادہ کرتا ہے۔ اس تاریخی مجد و عظمت کی بنیاد ابتدا میں قیام اللہ، خدا کے لئے مخلصانہ جہاد اور اسلام کے زندگی ساز و آزادی بخش احکام پر عمل کے ذریعے صدرِ اسلام میں مسلمانوں کے اقدام کی برکت سے مکہ کے غریبانہ ایام میں اور مدینہ میں جہاد کے دوران رکھی گئی۔ وہ مبارک مولود جسے اسلامی معاشرے کے نام سے یاد کیا جاتا ہے حجاز کے جہاد و مبارزے کی برکت سے طاقتور اور ہوشمند جوان بننے میں کامیاب ہو گیا اور پھر وہ صدیوں تک دنیا میں علم و معرفت کی مشعل روشن کئے رہا اور طاقت و سیاست کا پرچم لہراتا رہا۔ اس ساری عظمت کا سرچشمہ مکہ و مدینہ کے جہاد و مبارزے کی عظمت ہے۔

اب یہاں مکہ و مدینہ، مرکزِ وحی اور اس مؤمن و ثابت قدم جماعت پر الٰہی برکتوں کے نزول کا مقام ہے جس نے آیاتِ الٰہی پر عمل و ایمان کی برکت سے اس خاکِ مذلت سے اٹھ کر جس پر وہ غفلت کی نیند سو رہی تھی اپنے لئے وہ آزادی حاصل کی جو ایک انسان کے شایانِ شان ہے اور اس دور کے طاقت و دولت کے خداؤں کے تسلط سے انسان کی نجات اور بشریت کی آزادی کا پرچم بلند کیا اور قرآن سے پھوٹنے والے نورِ معرفت کے ذریعے بشری علم و دانش کا عظیم مرکز ایجاد کیا اور خود صدیوں تک علم و معرفت کے عظیم منبر پر جلوہ گر رہی۔ سخاوت و فیاضی سے پوری بشریت کو ان

علوم کی تعلیم دی۔ اس طویل عرصے میں بڑے بیش قیمت علمی آثار کو جنم دیا اور اپنے علم، سیاست اور ثقافت کے سہارے عالمِ انسانیت کی تقدیر رقم کی۔

یہ سب کچھ خالص اسلامی تعلیمات، عہدِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدرِ اسلام کے ایک مختصر سے دور میں الٰہی حکومت کی برکتوں کے باعث ہوا، جو سلطنتی حکومت کے شجرۂ خبیثہ کی نشو ونما اور توحیدی دور سے رجعت کے باوجود صدیوں تک مسلمانوں کو اپنے میٹھے پھل کا مزہ چکھاتی رہی ہے، انھیں اور پوری بشریت کو کامیاب وکامران کرتی رہی ہے۔ اس سرزمین کا ذرّہ ذرّہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے جانباز ونورانی ساتھیوں کے زمانے کی یاد دلاتا ہے۔ اسی سرزمین پر خورشیدِ اسلام طلوع ہوا اور جہاد کا پرچم لہرایا گیا اور جاہلیت کی تمام زنجیروں سے بشریت کو آزادی نصیب ہوئی۔

آج جبکہ صدیوں کے انحطاط، زوال اور ذلت ورسوائی کے بعد عالمِ اسلام کے مختلف گوشوں میں مسلمان بیدار اور قیام اللہ کی طرف مائل ہو رہے ہیں، آزادی، استقلال اور اسلام وقرآن کی طرف واپسی کی خوشبو بہت سے اسلامی ممالک میں پھیل چکی ہے، لہٰذا ہمیشہ سے زیادہ اس بات کی ضرورت ہے کہ مسلمین اپنے اس نورانی ومعجز نما ماضی اور صدرِ اسلام کے اسلامی جہاد اور قیام اللہ کے زمانے سے اپنا رشتہ محکم کریں۔ اس سرزمین پر اسلامی یادیں ہر صاحبِ فکر مسلمان کے لئے اس شفا بخش دوا کی حیثیت رکھتی ہیں جو اسے یاس وناامیدی اور ضعف وکمزوری کے احساس سے نجات دلائے گی اور ان اسلامی مقاصد تک رسائی کی راہ دکھائے گی جو حکمت اور گہرائی کے حامل ہر انسان کی زندگی اور سعی وکوشش کا مقصد ہوتا ہے۔

یہی وہ جگہ ہے جہاں عظیم الشان پیغمبرؐ نے اپنے مخلص ساتھیوں کے ہمراہ تیرہ سال تک تمام مصیبتیں اور سختیاں برداشت کیں، یہاں تک کہ اسلام کے پودے نے جڑ پکڑلی۔ یہی وہ موقع تھا جب شعبِ ابی طالب میں برسوں مصیبتوں سے لبریز زندگی گزارنے، بلال وعمار، یاسر، سمیہ، عبداللہ بن مسعود وغیرہ جیسے اصحاب پر ظلم وتشدد اور مکہ وطائف کے قبائل کے درمیان رسولِ خداؐ

کے طویل، پُر مشقت اور لا حاصل سفر کے بعد اہلِ یثرب نے عقبہ کے مقام پر بیعت کی اور مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب بابرکت ہجرت کا واقعہ پیش آیا اور اسلامی حکومت کی بنیاد پڑی۔ یہیں پر بدر کی فتح، احد کی شکست، خندق کی مشقت اور حدیبیہ کی آزمائش کا سامنا ہوا، یہیں پر وہ مقام ہے جہاں اخلاص و جہاد نے فتح و کامیابی کو جنم دیا اور مال پرستی و غنیمت طلبی شکست و ناکامی کا باعث بنی۔ یہیں پر قرآن کی آیتیں نازل ہوئیں، اسلامی تہذیب و تمدن اور حیاتِ طیبہ کی عمارت تعمیری ربط برقرار کرتے ہیں، زندگی کا راستہ اور اس کا مقصد پہچانتے ہیں، راستے کے خطروں سے آگاہ ہوتے ہیں، اس تحریک کے مستقبل کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرتے ہیں اور خود کو یہ راستہ طے کرنے کے لئے آمادہ کرتے ہیں، ضعف و حقارت اور دشمن سے خوف کے احساس سے پیدا ہونے والے شک و شبہے پر غالب آتے ہیں اور یہ سب کچھ حج ہی کی برکت ہے۔

جو کچھ ہم نے بیان کیا اس سے یہ سمجھا جا سکتا ہے کہ کل کے سامراجی اور آج کے عالمی استکبار کے سرغنہ، مسلمانوں کے اپنے ماضی سے فکری و قلبی ارتباط سے اتنے ہراساں اور اس سے اتنے برسرِ پیکار کیوں ہیں؟ جی ہاں، یہ ماضی سے ارتباط ہی ہے جو حال اور مستقبل کی تقدیر معین کرتا ہے۔ ایران میں اسلامی انقلاب اور اسلامی جمہوریہ کی تشکیل نیز اس اعلان کے ساتھ ہی کہ ملتِ ایران اسلامی اقدار پر مبنی معاشرہ تعمیر کر کے اس میں اسلامی قوانین نافذ کرنا چاہتی ہے مشرق و مغرب اور ان سے وابستہ پروپیگنڈہ بھونپوؤں نے اسلامی جمہوریہ ایران پر بنیاد پرست قدامت، پرست، ماضی کی طرف لوٹنے والے اور اسی طرح کے دیگر عناوین کے ذریعے پوری شدت کے ساتھ حملہ کیا اور ماڈرن ازم کے نام پر اسلامی ایران کو کڑی تنقید کا نشانہ بنایا کہ وہ ماضی کے رسم و رواج کا پابند ہونا چاہتا ہے۔ اور یہ سب کچھ ایسے عالم میں ہو رہا تھا اور ہو رہا ہے جہاں رجعت پسند مطلق العنان بوسیدہ و فرسودہ رسم و رواج میں جکڑی ہوئی حکومتیں جنھوں نے آزادی، ڈیموکریسی اور انسانی حقوق جیسے جدید مفاہیم کی بو بھی نہیں سونگھی ہے، اور دنیا کے مغرب و مشرق میں اس طرح کی حکومتوں کی تعداد کم بھی نہیں ہے، اس قسم کے حملوں اور تنقیدوں سے محفوظ تھیں اور ہیں،

انھیں کبھی بھی اس قسم کے عنوانات سے یاد نہیں کیا گیا۔ اور عبرت خیز بات تو یہ ہے کہ جن حکومتوں کے یہاں سیاسی ماڈرن ازم کے ابتدائی ترین اصولوں کا بھی نام و نشان نہیں ملتا' پارلیمنٹ' آزاد انتخابات اور غیر سرکاری اخبارات عنقا اور افسانے کی حیثیت رکھتے ہیں' ان کے ریڈیو نے بھی اس ملک کو رجعت پسند کے نام سے یاد کیا جہاں اسلامی تعلیمات کی رو سے عوامی حکومت قائم ہے اور عوام کے ہاتھوں منتخب ہونے والے نمائندوں پر مشتمل پارلیمنٹ میں پاس ہونے والے اسلامی قوانین عوام کی منتخب کردہ حکومت کے ذریعے نافذ ہوتے ہیں اور عوام ملک کے اہم اور نازک مسائل میں بھرپور دلچسپی کے ساتھ حصہ لیتے ہیں۔ جبکہ ان حکومتوں کے خبر رساں ذرائع نے اپنی مضحکہ خیز تنقید سے دانشمندانِ عالم کو بھی ہنسنے پر مجبور کر دیا ہے۔

جی ہاں! استکبار اور اس کے اخباری و پروپیگنڈہ اداروں نیز زرخرید قلمکاروں کو اس بات سے کوئی ملال نہیں ہوتا کہ کوئی ملک قدامت پرستی میں غرق رہے' کوئی قوم جاہلانہ رسم و رواج کی اسیر بنی رہے' لیکن اپنے مادّی خزانوں کا دروازہ اس کے لئے کھلا چھوڑ دے' اس کی توسیع پسندی اور زیادہ طلبی کے سامنے سرِ تسلیم خم کئے رہے' اس کے فسق و فجور' فساد و فحشا' مصرف زدگی' مے خواری اور شہوت پرستی کی ثقافت کو گلے لگائے رہے۔ پھر اسے نہ صرف اس ملک کی رجعت پسندی سے کوئی تردد نہ ہوگا بلکہ خوشی ہی ہوگی۔ وہ قوموں کے اس ماضی کی جانب بازگشت سے سراسیمہ و ہراساں ہیں جو انھیں ان کی عظمت و عزت کی یاد دلاتا ہے' ان کے سامنے جہاد و شہادت کا راستہ کھولتا ہے' انھیں ان کی انسانی کرامت و بزرگی لوٹاتا ہے' ان کے مال و ناموس کو تسلط پسندوں کی دست درازی اور لوٹ کھسوٹ سے محفوظ رکھتا ہے: "وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا (۷) کی تعلیم دیتا ہے: "وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ." (۸) کی تلاوت کرتا ہے: "وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِيْنَ." (۹) کا خطاب یاد دلاتا ہے: "اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ." (۱۰) کا فرمان ان کی زندگی میں نافذ کرتا ہے۔ مختصر یہ کہ خدا' دین اور قرآن کو ان کی زندگی کا محور و مرکز بنا دیتا ہے' طاغوتوں' مستکبروں' آمروں اور اقتدار پرستوں

کے ہاتھ قلم کر دیتا ہے' وہ ایسے ماضی کی طرف بازگشت اور ایسی تاریخ سے ربط پیدا ہونے سے ناخوش' سراسیمہ اور ہراساں ہیں۔ لہٰذا وہ ہر قیمت پر اس کا راستہ روکنا چاہتے ہیں۔

مسلمانوں اور خاص طور سے ان معاشروں کی جہاں آزادی اور قیام اللہ کی نسیم چل چکی ہے' خصوصیت سے علما' روشن خیالوں اور ان کے سربراہوں کو ہوشیار رہنا چاہیے کہ کہیں اس جال میں نہ پھنس جائیں' بنیاد پرستی کے الزام سے نہ ڈریں' رجعت پسندی اور قدامت پرستی کی تہمت سے بھڑک نہ اٹھیں' خبیث' چالباز دشمنوں کو خوش کرنے کی خاطر اپنے اسلامی اصول' اسلام کے نورانی احکام' توحیدی نظام اور دینی معاشرے کے مقاصد بیان کرنے سے گریز نہ کریں' اس سے اظہار بیزاری نہ کریں اور خدا کے ان فرامین کو پیشِ نظر رکھیں:

"وَ لَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَ لَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ." (۱۱)

" قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَ اَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ." (۱۲)

" فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ بَعْضَ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَ ضَآئِقٌ بِهٖ صَدْرُكَ اَنْ يَّقُوْلُوْا لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ جَآءَ مَعَهٗ مَلَكٌ." (۱۳)

" وَ مَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ." (۱۴)

حج کے دوران مدینہ و مکہ میں' احد' منیٰ اور حرا میں' اس سرزمین پر جہاں رسولِ اکرمؐ اور آپؐ کے اصحابِ کرامؓ نے اپنے مبارک قدم رکھے ہیں اور جو ان تمام مصائب و آلام اور جہاد و مبارزے کی شاہد رہی ہے' وحی' جہاد' قرآن و سنت کی اس سرزمین کے چپے چپے پر اس کے ماضی کے بارے میں غور و فکر کیجیے' اس سے اپنا رشتہ جوڑیے' اس کی روشنی میں راہ اور سمت کا تعین کیجیے'

اس کے تجربے کی روشنی میں نتیجے اور انجامِ کار کا مشاہدہ کیجئے' خدا کی قوت وقدرت پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کی نصرت ومدد سے لو لگاتے ہوئے اور خود اپنی توانائیوں پر اعتماد کر کے اس راہ میں قدم بڑھایئے: "وَاللّٰهُ مَعَكُمْ وَ لَنْ يَّتِرَكُمْ اَعْمَالَكُمْ." (۱۵)

۳۔ ایک اور اہم موضوع جس کے بارے میں حجاجِ بیت اللہ کو حج کے مقصد کا ایک حصہ تصور کرتے ہوئے غور وفکر کرنا چاہئے' وہ عالمِ اسلام کے اہم مسائل ہیں۔ اگر حج پوری دنیا کے مسلمانوں کی عظیم سالانہ کانفرنس ہے' تو بے شک اس کانفرنس کا فوری ترین ایجنڈا ہر علاقے کے مسلمانوں کے روزمرہ مسائل ہیں' یہ مسائل استکباری پروپیگنڈوں میں کچھ اس طرح پیش کئے جاتے ہیں کہ دنیا کے مسلمانوں کو اِن سے کوئی درس' تجربہ اور امید حاصل نہ ہو اور اگر کسی حادثے میں استکبار کی بدنیتی یا بدکرداری کا عمل دخل ہو تو نہ مجرم رسوا ہو اور نہ حقیقت فاش ہو' یا سرے سے اس حادثے کا تذکرہ ہی نہیں ہوتا۔ حج ایک ایسا مقام ہے جہاں پروپیگنڈوں کی اس خیانت کا پردہ چاک اور حقیقت کو آشکارا کرنا چاہئے۔ مسلمانوں کی عام معلومات کے لئے زمین ہموار کی جانی چاہئے۔

اب مسلمان بھائی بہنوں کی خدمت میں عالمِ اسلام کے اہم حوادث کی ایک فہرست پیش کرتا ہوں:

الف:۔ آج کا اہم ترین مسئلہ' فلسطین کا مسئلہ ہے جو گزشتہ نصف صدی سے اسلامی دنیا اور شاید عالمِ انسانیت کا اہم ترین مسئلہ بنا ہوا ہے۔ یہاں ایک قوم کی مظلومیت اور اس کی مصیبت و دربدری کی بات ہے' ایک ملک کے چھن جانے کا تذکرہ ہے' اسلامی ممالک کے قلب اور اسلامی دنیا کے مشرقی و مغربی حصے کے سنگم میں کینسر کے پھوڑے کے وجود میں آنے کی گفتگو ہے۔ یہاں اس دائمی ظلم کی بات ہے جس نے پے در پے فلسطین کی مسلمان قوم کی دو نسلوں کو اپنے پنجے میں جکڑ رکھا ہے۔ آج جبکہ سرزمینِ فلسطین پر عوامی طاقت کے ذریعے اسلامی وخونین تحریک نے درحقیقت انسانیت سے بیگانہ مردہ ضمیر جرائم پیشہ غاصبوں کے لئے خطرے کی گھنٹی بجادی ہے' تو دشمن کا طریقۂ کار ہمیشہ سے زیادہ پیچیدہ اور خطرناک ہو گیا ہے۔ پوری دنیا کے مسلمان اس مسئلے پر

ہمیشہ سے زیادہ سنجیدگی سے غور کریں اور اس کے لئے کوئی چارۂ کار تجویز کریں۔ یہ ہے آج کی نئی خبر۔ آج عالمِ اسلام کے درہم برہم حالات اور امریکہ کی قابو سے باہر طاقت سے علاقے کے ملکوں کی وابستگی میں دن بدن اضافہ نے (اسرائیلی) غاصب حکومت کے کینہ توز حملے کے لئے میدان ہموار کر دیا ہے اور بڑے شیطان جو واقعاً اسلام و مسلمین کا خطرناک ترین دشمن ہے کی حمایت و پشت پناہی سے مطمئن ہو کر وہ کھلم کھلا ان مقاصد کے در پے ہے جنھیں چھپانے کی کوئی خاص کوشش بھی نہیں کرتی تھی۔ روسی یہودیوں کی منتقلی' جو اس سابق سپر پاور کو مغربی امداد کی قیمت کا ایک حصہ ہے۔ ایتھوپیا کے ان فاشہوں {یہودیوں کی ایک قوم کا نام} کی منتقلی جو فلسطین کے غاصب امریکی و یورپی صہیونیوں کی خدمت کی غرض سے لائے گئے ہیں اور پھر ادھر ہندوستان کے یہودیوں کی منتقلی۔ حالیہ برسوں میں غصب ہوئے فلسطینی علاقوں حتیٰ بطورِ احتمال لبنان کے مقبوضہ علاقوں میں نئی کالونیوں کی تعمیر' فوجی ساز و سامان اور اجتماعی قتلِ عام کرنے والے مہلک اسلحوں کی فراہمی میں اضافہ' وہ بھی ایسے وقت میں جبکہ امریکہ نے مشرقِ وسطیٰ میں اس قسم کے اسلحوں کی آمد پر پابندی لگانے کا شور مچا رکھا ہے' روزانہ متعدد بار جنوبی لبنان پر ہوائی حملے' فلسطینی و لبنانی نہتے عوام پر بمباری' فلسطین کے عرب باشندوں یعنی اس سرزمین کے اصل مالکوں پر دباؤ اور ظلم و تشدد میں روز بروز اضافہ' عوام کے ساتھ پولیس کا بربریت اور درندگی سے لبریز وحشیانہ سلوک۔۔۔۔ اور اسی حالت میں سیاسی میدان میں عرب حکومتوں اور تنظیمِ آزادیٔ فلسطین کی پسپائی اور بعض عرب سیاست کاروں کے بزدلانہ رَوَیے کا اظہار اور ان سب کے مقابلے میں جارحانہ پوزیشن اختیار کرنا' یہاں تک کہ بین الاقوامی یا علاقائی کانفرنس کے انعقاد کی تجویز کو کسی نہ کسی بہانے سے ٹھکرانا اور آخر کار سرزمینِ فلسطین کے ایک گوشے میں ایک فلسطینی حکومت کی تشکیل کی تجویز بھی' جو فلسطینی فریقوں کی پسپائی اور ذلت پذیری کا ثمرہ ہے' کو ٹھکرا دینا۔۔۔۔ یہ انسان دشمن صہیونیوں کی آشکارا و علانیہ سیاست اور ان کے اعمال کا مجموعہ ہے۔ اور یقیناً اس کے ساتھ ہی ساتھ اس سے کئی گنا زیادہ سازش' دہشت گردی' اغوا' نفسیاتی جنگ' زہریلے پروپیگنڈوں' جانے پہچانے اور

ناشناختہ جرائم' جو صرف صہیونیوں اور ان کے ساتھیوں کے ہی بس کی بات ہے۔ عالمی استکبار اور سامراجی طاقتوں نے ابتدا سے آج تک غاصب اسرائیلی حکومت کو علاقے کی عربی اور پھر اسلامی حکومتوں پر دباؤ ڈالنے کے لئے جنم دیا اور اسے محفوظ رکھا ہے اور ان کا ارادہ ہے کہ اس مسموم خنجر کو اسلامی دنیا کے پہلو میں ہمیشہ گھونپے رکھیں۔ آج اس سدھائے ہوئے کتّے کا پٹّا بڑے شیطان کے ہاتھ میں ہے' لہٰذا کوئی تعجب کی بات نہیں کہ بین الاقوامی قوانین کی بار بار خلاف ورزی' انسانی حقوق کی مسلسل پامالی اور وہ بھی بھیانک ترین شکل میں' ہمسایہ ممالک پر بار بار جارحانہ حملے' کھلم کھلا اور علی الاعلان دہشت گردی نیز انسانوں کا اغوا' زیادہ سے زیادہ ایٹمی اسلحوں اور اسی طرح کے دیگر ہتھیاروں کی فراہمی' کہ اگر دنیا کے وہ ممالک اس طرح کا کوئی کام کرتے جو امریکہ اور دوسری بڑی حکومتوں سے آقا و غلام جیسا رابطہ نہیں رکھتے' تو اسے عظیم سانحہ ٹھہرایا جاتا' لیکن صہیونیوں کو اس کی اجازت ہو اور دنیا کی استکباری تنظیموں خصوصاً بڑے شیطان کی طرف سے کسی قسم کے اعتراض و احتجاج کا باعث نہ بنے!

اس طرح آج صہیونیوں کی غاصب حکومت عالمِ اسلام کے حال و مستقبل کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے۔ لہٰذا مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اتنے بڑے ظلم اور خطرے کے خاتمے کی کوئی سبیل کریں۔ لیکن افسوس کہ اسلامی ممالک کے اکثر سربراہوں کا قول و فعل اس عظیم خطرے کا علاج جو اس نسل پرست صہیونی حکومت کے خاتمے کے سوا کچھ نہیں' تلاش کرنے کے عزم و ارادے کی جانب اشارہ نہیں کرتا' بلکہ اس کے برعکس بعض عرب حکومتوں کے اندر کیمپ ڈیوڈ کی توسیع "اور سادات" کی خیانت کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ مجھے نہیں معلوم ان حکومتوں نے عربوں اور مسلمانوں کے کینہ پرور دشمن کے مقابلے میں یہ جو ذلت آمیز روش اپنائی ہے اور اس کے سامنے سر جھکانے کی جو شرمناک حرکت کی ہے اس کا اپنی قوموں اور خدا کو کیا جواب دیں گے؟

اس خطرے کا اصل علاج مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے' وہ مسلمان مجاہدین کی حقیقی مدد

کر کے فلسطین کے اندر جاری تحریک کو تقویت پہنچا سکتے ہیں' اور مختلف طریقے اپنا کر علاقے کی حکومتوں کو اسرائیل کے ساتھ مفاہمت کے سلسلے میں امریکی دباؤ کے سامنے سر جھکانے سے روک سکتے ہیں۔

لبنان کے سرافراز مسلمانوں کے جرأتمندانہ اور فداکارانہ اقدامات' جنھوں نے بدمعاش صہیونیوں اور ان کے حامیوں کو بار ہا زک پہنچائی اور انھیں گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا اس بات کے بہترین گواہ ہیں کہ مؤمن جوان اور قومیں بہت سے عظیم کام انجام دے سکتی ہیں۔

ب: ایک دوسرا مسئلہ بعض عرب اور افریقی ممالک میں اسلامی تحریکیں ہیں۔ یہ عالمِ اسلام کا ایک بڑا مسرت بخش واقعہ ہے کہ ایک قوم اپنے جوانوں' اپنے روشن خیالوں' اپنے گلی کوچے کے عوام کے ہمراہ اسلامی احکام کے نفاذ اور اسلامی حکومت کی تشکیل کا نعرہ بلند کرے اور اس کے حصول کے لئے اٹھ کھڑی ہو۔ ایران میں عظیم اسلامی انقلاب کے طلوع کے وقت ہی سے دوستوں کو یہ امید وانتظار اور استکباری کیمپ خصوصاً امریکہ کو یہ خوف اور سخت اضطراب تھا کہ ایران کا اسلامی انقلاب عالمِ اسلام کے دوسرے علاقوں میں مسلمانوں کی کامیابیوں کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

دنیا کے چپے چپے میں ہمارے مسلمان بھائی بہن یہ جان لیں کہ اسلامی ایران پر بالجبر تھوپی گئی جنگ کے دوران یا اس سے پہلے اور بعد میں مشرق ومغرب کے مشترکہ دباؤ کا ایک اہم حصہ اسی خیالِ باطل کے پیشِ نظر تھا کہ ایران میں اسلامی جمہوریہ کی ناکامی کے بعد دوسرے ممالک کے مسلمانوں کی نگاہ میں اسلامی تحریک کا تجزیہ ناکام نظر آئے اور ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی سے ان کے دلوں میں امید کی جو شمع روشن ہوئی ہے وہ ان کی توانائیوں کو اس مبارک راہ میں بروئے کار نہ لاسکے۔ اور آج بھی استکباری بھونپوؤں کے اس وسیع پروپیگنڈے کا مقصد اس کے سوا کچھ اور نہیں' وہ یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ایران میں اسلامی انقلاب ناکام اور متوقف ہو گیا ہے اور اپنے اختتام کو پہنچ چکا ہے' اسلامی جمہوریہ کا نظام انقلاب اور اس کے عظیم الشان امام رضوان اللہ تعالی علیہ کے راستے سے ہٹ گیا ہے اور غدار امریکہ کے مقابلے میں اس

نے مصالحتی پوزیشن اختیار کرلی ہے۔ یہ وہی بھونپو ہیں جو حضرت امام قدس سرہ کی حیات کے زمانے میں بارہا اسرائیل سے رابطہ قائم کرنے' اس سے اسلحہ خریدنے اور اس کے ہاتھ تیل فروخت کرنے کی تہمت بڑی بے شرمی اور ڈھٹائی سے اس اسلامی ایران پر لگاتے تھے جو صہیونی نظام کا سب سے بڑا دشمن ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ استکبار کا کوئی بھی حربہ' چاہے وہ عملی ہو یا تشہیراتی کارگر ثابت نہ ہوا اور امید کا وہ شعلہ جو اسلامی انقلاب کی کامیابی اور اس کے مصمم اور ناقابلِ شکست چہرے کے سہارے عالمِ اسلام اور مسلمانوں کی روحوں پر جلوہ گر ہوا تھا اس نے اپنا کام کر دکھایا۔ اور یہ اسی کا نتیجہ ہے جو آج بعض اسلامی ممالک میں اسلامی حکومت کے مطالبے کی خاطر عظیم عوامی تحریکیں بپا ہیں۔ لیکن میں ایک ہمدرد و تجربہ کار بھائی کی حیثیت سے اپنا فرض سمجھتا ہوں کی ان قوموں خصوصاً ان کے قائدین' دانشوروں' روشن خیالوں اور دینی علما کو آگاہ کروں کہ:

۱۔ اس راہ میں بے صبری یا عدم بصیرت کے نتیجے میں تحریک بہت سے خطرات سے دوچار ہوسکتی ہے۔ لہٰذا ان دو عناصر صبر اور دور اندیشی کا بہت خیال رکھیۓ۔

۲۔ اسلامی تحریک اور اسلامی انقلاب کا مطلب ان جاہلی اقدار اور طاغوتی نظاموں کے خلاف طغیان وسرکشی ہے' جنھوں نے انسانوں کو زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے اور ظلم وفساد' طبقاتی ونسلی امتیازات' فسق وفجور وفحشا کے رواج' عوام کے ظلم قبول کرنے اور قوموں کی دوسری تمام بدبختیوں کا باعث بنے ہیں اور ہر چیز کو دولت وطاقت کے مالکوں کی ظالمانہ حاکمیت اور ان کے زیادہ سے زیادہ منافع کی بھینٹ چڑھا دیا ہے۔ پس حقیقی اسلامی تحریک دو ثقافتوں اور دو اقداری نظاموں کے درمیان معرکہ آرائی ہے: ایک انسان کے پیروں میں بیڑیاں ڈالنے کی ثقافت اور دوسری ان بیڑیوں سے نجات دلانے کی ثقافت ہے۔ لہٰذا ہر اسلامی تحریک کے لئے ضروری ہے کہ وہ خود کو دنیا کے تمام طاقتوروں سے مقابلے کے لئے آمادہ کرے' تاکہ دھوکے میں نہ ماری جائے۔

۳۔دشمن اس کوشش میں ہے کہ اپنی تشہیراتی چالوں اور پروپیگنڈوں کے سہارے آپ کو اسلامی حکومت اور اسلامی نظام کا نام لینے سے باز رکھے اور شاید بعض سادہ لوح افراد یہ سوچ بیٹھیں کہ امریکہ اور مغربی حکومتوں کو حساس نہ بنانے کے لئے یہی بہتر ہے کہ علنی بیانات میں اسلامی حکومت کا نام لینے سے اجتناب کیا جائے۔میری نصیحت ہے کہ اس خلافِ مصلحت مصلحت اندیشی سے سختی کے ساتھ پرہیز کیا جائے۔ اسلامی نظام کی تشکیل اور قرآن و اسلام کی بالادستی کے مقصد کو ڈرے سہمے بغیر ہر حال میں واضح وصریح انداز میں بار بار بیان کیجئے اور اسلام کے مقدس نام سے دست بردار ہوکر دشمن کو لالچ میں نہ ڈالئے، مقصد کو مبہم اور غبار آلود نہ بنائیے۔

۴۔اسلام اور اسلامی تحریکوں کو ہمیشہ کھلم کھلا کفر سے زیادہ نفاق سے نقصان پہنچا ہے۔ آج امریکی اسلام (یعنی جب اسلام کا نام اور عنوان امریکہ اور دیگر مستکبروں کے مقاصد کی سمت میں اور طاغوتوں کی خدمت کے لئے استعمال ہو) کا خطرہ امریکہ کے سیاسی و جوہری ہتھیاروں سے کم نہیں بلکہ زیادہ ہے۔امریکی اسلام کے علمبرداروں سے (چاہے وہ دینی علما کے لبادے میں ہوں یا سیاست دانوں کے بھیس میں) ہوشیار رہئے، ان کے بیانات، اشارات اور موقفوں پر تنقید کیجئے، ان سے مدد لینے کی ہرگز کوشش نہ کیجئے۔

۵۔دوسرے ممالک میں اسلامی تحریکوں کے تجربوں اور ان کی موجودہ صورتِ حال سے غفلت نہ برتئے اور استکبار کی مرضی کے برخلاف ان سے رابطہ برقرار کیجئے۔

۶۔آیتِ شریفہ: "وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوا." (۱۶) کو ہمیشہ مدِ نظر رکھئے جس میں دین سے تمسک اور اتحاد کا حکم دیا گیا ہے۔اس کی دونوں نصیحتوں کو اپنا نصب العین بنائیے اور اس سلسلے میں دشمن کے مکر و فریب سے ہوشیار رہئے۔

ج۔اس وقت عالمِ اسلام کا ایک اور مسئلہ عراق اور اس قوم کی رقت انگیز وافسوس ناک حالت ہے‘ جو اپنے حاکموں کی بدنیتی اور بدتدبیری کی چکّی میں پس رہی ہے۔علاوہ برایں کہ برسوں سے گھٹن کے ماحول میں بسر کر رہی ہے‘ دس سال سے زیادہ عرصے سے اپنے پڑوسیوں سے غیر منصفانہ جنگ میں جھونک دی گئی ہے۔اپنے سربراہوں کی احمقانہ اور توسیع پسندانہ تدبیروں کے باعث بمباریوں اور تخریب کاریوں میں اس کے لاکھوں مردوزن‘ بچے بوڑھے اور جوان قتل‘ مجروح‘ اپاہج یا بے گھر ہوگئے ہیں۔اس کے تاریخی وقومی سرمائے کا ایک عظیم حصہ تباہ ہوگیا ہے۔آج یہی قوم انہی حکمرانوں کے ہاتھوں جوان تمام مصیبتوں کے باعث بنے ہیں براہِ راست قتلِ عام اور آوارہ وطن ہورہی ہے‘ کیمیاوی اسلحوں اور وحشیانہ بمباری کا نشانہ بنی ہوئی یاس وناامیدی کے عالم میں زندگی سے مایوس گھڑیاں گزار رہی ہے۔

جس وقت عراقی فوج نے اپنے سربراہوں کی اقتدار پرستی اور زیادہ طلبی کی خواہش کی تسکین کی خاطر کویت پر حملہ کر کے اسے اپنے قبضے میں لیا‘ اس نے خلیجِ فارس کے علاقے میں فوجی جماؤ اور اس کے ساتھ ساتھ منحوس اقتصادی وسیاسی اثر ورسوخ کا بہترین بہانہ امریکہ کے ہاتھ میں تھمادیا اور خلیجِ فارس میں عراق اور مغربی اتحادیوں‘ دونوں طرف سے آگ وخون کی ہولی کھیلی جانے لگی۔بعض مسلمان کچھ اپنی سادہ لوحی اور خیر خواہی کے پیشِ نظر اور کچھ بدنیتی اور شیطانی چالوں کے تحت اسلامی جمہوریہ کے سامنے بڑے اصرار سے یہ تجویز پیش کر رہے تھے کہ وہ عراق کی مدد کرے اور اپنی بساط بھر جنگ کے دائرے کو وسعت دے۔یہ نظریہ اسلام کے مسلّمہ اصول کے برخلاف تھا۔کیونکہ اسلام جہاد کو صرف دین خدا کی نشر واشاعت‘ کمزور ومستضعف قوموں کے دفاع یا اسلامی حکومت کے تحفظ کے لئے واجب سمجھتا ہے نہ کہ جارح حملہ آور‘ توسیع پسند اور غاصب حکومت کے دفاع کی خاطر‘ اور وہ بھی بعث پارٹی کی آئیڈیالوجی کے تحت جو کھلم کھلا اور علی الاعلان دین ومعنویت کی منکر اور اس کی دشمن ہے‘ وہ بھی ظلم‘ فساد‘ نسل کشی کے اس شرمناک ماضی کے ساتھ جس میں عراقی حکومت ایک غیر معمولی درجہ رکھتی ہے اور خاص طور سے وہ حکومت جو تسلط

پسند بڑی طاقتوں کی غلامی اور ان کے سامنے سرِ تسلیم خم کیے رہنے کا ریکارڈ رکھتی ہے اور ایرانیوں نے اس حقیقت کو اس آٹھ سالہ جنگ کے دوران اچھی طرح سمجھ لیا ہے جسے بعثیوں نے استکبار کے اشارے' اس کے ہتھیاروں اور اس کی بھرپور مدد سے اسلامی نظام پر مسلط کیا تھا۔ جی ہاں' اسلام ایسی حکومت کے دفاع کو جہاد نہیں سمجھتا اور اسے جائز نہیں جانتا۔ لیکن یہ تجویز پیش کرنے والے افراد کچھ تو عراق کی تباہی کے ذمے داروں کی مکاری اور ان کے ریاکارانہ بیانات سے متاثر ہوئے تھے' کیونکہ ان عراقی حکمرانوں نے ایک مختصر عرصے کے لئے سادہ لوح افراد کی حمایت حاصل کرنے کی غرض سے اسلام اور دینی مقدسات کا جھوٹا نعرہ بلند کیا تھا' کچھ وہ تھے جو عراقی حکمرانوں کی خباثت اور ان کے ظلم وفساد کے معترف تھے' لیکن اس تجویز کا سبب ملتِ عراق کی حمایت اور ان کا دفاع بتاتے تھے۔ ہم ان سے کہتے تھے کہ عراق کی مظلوم قوم کی مدد واجب ہے' لیکن عراقی حکومت کے حق میں اور اس کے اقتدار کو پائیدار بنانے کے لئے جنگ میں شرکت نہ صرف عراقی عوام کی مدد نہیں' بلکہ عراق کی عوام دشمن حکومت کی مدد اور عراقی عوام پر ظلم ہے' جنھیں دس سال سے اس منحوس نے ایک ناخواستہ جنگ میں پھنسا رکھا ہے۔

امریکہ اور مغربی اتحادیوں کے سامنے سے عراقی فوج اور حکومت کے شرمناک فرار اور مستکبروں کی تمام شرائط کی منظوری کے سہارے آج یہ حکومت نامعلوم مدت تک کے لئے اپنا ذلت آمیز اقتدار بچانے میں کامیاب ہوئی ہے' اور اب پھر عراق کے عوام اور یہ مظلوم قوم جو برسوں سے ایک ظالم' فاسد' شقی اور متشدد حکومت کے ہاتھوں میں اسیر ہے اس جنگ کا تاوان ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اس حکومت کے احساسِ حقارت اور شکست وذلت کا جرمانہ بھی ادا کر رہی ہے۔ وہی حکومت اور فوج جو اپنے گھر میں گھس آنے والے بیرونی دشمنوں کے مقابلے میں موت کے خوف سے سو گھنٹے بھی نہ لڑسکی' آج سو روز سے زیادہ ہو رہے ہیں کہ عراقی عوام کی جان کو لگی ہوئی ہے۔ گھروں کو تباہ' شہروں پر بمباری' مقدس مقامات کی توہین' عوام کو دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور' علما اور بزرگوں کو گرفتار' متعدد لوگوں پر تشدد اور قوم کا قتلِ عام کر رہی ہے۔ شمال میں

کُردوں اور جنوب میں عربوں کا اس طرح قتلِ عام اور اُنھیں در بدر کیا ہے جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی اور واقعاً ہم نے اس دور کے جانے پہچانے مجرموں میں سے کسی کے متعلق ایسی مجرمانہ حرکت نہ سنی ہے اور نہ سوچی ہے۔ ان لوگوں نے عراقی عوام کے ساتھ وہ سلوک کیا ہے جو صاحبِ ضمیر انسان جانوروں کے ساتھ بھی نہیں کرتے۔ امریکہ اور مغربی حکومتوں کی دھمکیوں کے باعث شمالی عراق کے کُردوں کی حالت فی الحال قدرے بہتر ہے' بعد میں کیا ہوگا نہیں معلوم۔ لیکن جنوب کے شیعہ جو مختلف وجوہات کی بنا پر امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے بغض و کینے کا نشانہ بنے ہوئے ہیں' اس کی اہم ترین وجہ یہ ہے کہ انھوں نے اسلام اور اسلامی حکومت کی تشکیل کا نعرہ بلند کیا ہے' وہ عراق کی دین دشمن اور نسل کش حکومت کی طرف سے ڈھائے جانے والے مظالم اور بلاؤں میں گرفتار ہیں اور خطرات ان کے سروں پر منڈلا رہے ہیں۔ یہ عراق کا ایک ہلکا سا خاکہ تھا جو پیش کیا گیا۔ ایک ستم رسیدہ' مظلوم' بے پناہ اور نہتی قوم جس کے مقابلے میں ظالم' سفاک' سخت' اسلامی' انسانی اور بین الاقوامی تمام اصول و قوانین سے بے اعتنا' عوام کا خون بہانے اور ان پر ظلم کرنے میں بیباک حکومت ہے۔۔۔۔ اس قوم کی یا للمسلمین کی فریاد بلند ہے۔ ابھی انہی چند دنوں میں ان لاکھوں افراد پر خونین حملے اور محاصرے کے آثار و علائم واضح و آشکارا ہو چکے ہیں جنھوں نے فوج کے خوف سے اپنا گھر بار چھوڑ کر بصرہ' عمارہ اور ناصریہ کے درمیان واقع دلدلی علاقوں میں پناہ لی ہوئی ہے۔ عورت' مرد اور بچے بیماریوں کا شکار ہیں اور موصولہ خبروں کے مطابق بعض افراد وبا اور چھوت کی بیماریوں میں بھی مبتلا ہو گئے ہیں۔ مغرب اور خاص طور سے امریکہ نے بعض مختصر و غیر مؤثر خبریں بیان کرنے کے سوا ان کی کوئی مدد نہیں کی ہے۔ ان مظلوموں کو صرف خدا اور مسلمان عوام سے امید ہے جو کم از کم ان مظالم کے خلاف احتجاج کر کے ان کی مدد کر سکتے ہیں۔

د۔ ایک اور مسئلہ کشمیری مسلمانوں کی صورتِ حال کا ہے۔ ہندوستانی حکومت نے ان گزشتہ مہینوں میں عالمِ اسلام کے کچھ اہم اور سخت مسائل میں مصروفیت سے' جو ان مظلوم اور دور افتادہ بھائیوں کی حالت سے عام غفلت کا باعث ہوئی ہے' فائدہ اٹھاتے ہوئے ان مسلمانوں پر زیادہ

سے زیادہ تشدد کیا ہے' ان کی جان و مال اور بنا بر روایت ان کی ناموس پر دست درازی کی ہے۔ میں فی الحال مسئلۂ کشمیر کی ماہیت کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کرنا چاہتا۔ باخبر ذرائع جانتے ہیں کہ یہ ان پُرانے زخموں میں سے ہے جو سامراجی برطانیہ نے ہندوستان سے اجباری انخلا کے وقت برصغیر کے پیکر پر لگائے ہیں اور اس طریقے سے اس نے عظیم ہندوستان کے مسلمانوں سے انتقام لیا ہے۔ فی الحال میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہندوستانی حکومت نے اس سلسلے میں سخت اور غیر مناسب حربے استعمال کئے ہیں اور اس اطمینان کے ساتھ کہ بڑی طاقتیں اور انسانی حقوق کی دعویدار حکومتیں مسلمانوں کا حقیقی دفاع ہرگز نہیں کریں گی غیر انسانی طریقۂ کار اختیار کئے ہیں۔ مسلمان قومیں یہ جان لیں کہ کشمیری مسلمانوں کو ان سے حمایت و دفاع کی امید ہے اور یہ تمام مسلمانوں کا اسلامی فریضہ اور اخوت و برادری کا تقاضا ہے۔ اور اگر بھارتی حکومت یہ سمجھتی ہے کہ مسلمانوں کی اتنی بڑی آبادی کو عالمِ اسلام کی جانب سے کسی رَدِعمل کے بغیر ہمیشہ کے لئے دبائے رکھے گی تو یقیناً یہ اس کی بھول ہے۔ یہیں پر ضروری ہے کہ بعض ممالک منجملہ یورپی ممالک میں مسلمان اقلیتوں کی جانب بھی اشارہ کر دیا جائے' کہ ان مسلمانوں پر تشدد اور دباؤ جو اسلامی تشخص برقرار رکھنا چاہتے ہیں اس ڈیموکریسی اور آزادی کی حقیقت سے پردہ اٹھاتا ہے جس کا مغرب ہمیشہ دَم بھرتا ہے۔ بعض یورپی حکومتیں مسجدوں کی تعمیر' اسلامی اجتماعات کے انعقاد اور اسلامی لباس کی رعایت وغیرہ کے سلسلے میں جو سختیاں کرتی ہیں' یا عوام کو ان کے خلاف بھڑکاتی ہیں' اس سے مسلمانوں کو اسلام کے متعلق ان حکومتوں کا مؤقف سمجھ لینا چاہئے۔ یہ وہ اہم مسائل ہیں جن کے بارے میں مسلمینِ عالم کو غور و خوض کرنا چاہئے اور اس دور میں اپنی ذمے داریاں پہچاننے کے لئے ان سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔

۵۔ اس زمانے کا ایک اور اہم مسئلہ مسلمانوں کے درمیان فرقہ وارانہ اختلاف ہے۔ البتہ یہ کوئی نیا مسئلہ نہیں کلامی' فقہی اور فرقہ وارانہ مسائل پر اختلاف' نزاع' حتیٰ بعض اوقات لڑائی جھگڑا اور ضرب وشتم اسلام کی پہلی صدی سے جاری ہے' لیکن اس سلسلے میں نئی بات یہ ہے کہ ایران میں

اسلامی انقلاب کی کامیابی اور پوری اسلامی دنیا میں اس فکر کے پھیلاؤ کے بعد اس ہمہ گیر اسلامی لہر سے مقابلے کے لئے استکبار کا ایک حربہ یہ رہا ہے کہ ایک طرف سے ایران کے اسلامی انقلاب کو اسلامی تحریک کے بجائے ایک شیعی تحریک اور وہ بھی اس کے فرقہ وارانہ مفہوم میں پیش کرے اور دوسری طرف شیعہ سنّی کے درمیان نفاق و اختلاف کا بیج بونے کی بھرپور کوشش کرے۔ ہم نے اس شیطانی سازش کو بھانپ کر شروع ہی سے مسلم فرقوں کو متحد کرنے اور اس فتنے کو ناکام بنانے کی کوشش کی ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اس کے فضل وکرم سے ہمیں اس سلسلے میں خاصی کامیابی بھی حاصل ہوئی ہے اور ان حالیہ کامیابیوں میں سے ایک اسلامی مذاہب کو قریب لانے کے لئے "مجمع جہانی تقریبِ مذاہبِ اسلامی" نام کے عالمی ادارے کی تشکیل ہے۔ آج پورے عالمِ اسلام میں تمام اسلامی مذاہب کے علما، روشن خیال افراد، شعرا، اہلِ قلم اور عام مسلمان شانے سے شانہ ملا کر ایک دل، ایک زباں ہو کر ایران کی اسلامی جمہوریہ اور اسلامی انقلاب کی حمایت کر رہے ہیں۔ لیکن دشمن دولت، منصوبے، پروپیگنڈے اور بے شمار خباثتوں سے لیس ہے اور افسوس کہ دنیا کے بعض حصوں میں اسے کچھ ایسے افراد مل جاتے ہیں جن کے ذہن وزبان پر لالچ وفریب کے ذریعے وہ تسلط حاصل لیتا ہے۔ لہٰذا کبھی کبھی ایک ملک میں کسی سیاست داں اور دوسرے ملک میں کسی نام نہاد عالم یا دکھاوے کے انقلابی کے بارے میں یہ سننے میں آتا ہے کہ اس نے شیعوں کو یا ملتِ ایران کو (جس نے اس دور کے عظیم ترین انقلاب کو جنم دیا ہے اور حیرت انگیز طریقے سے اس کی حفاظت ودفاع کیا ہے) طعن وتشنیع کا نشانہ بنایا ہے، اس کے خلاف زبان کھولی اور قلم چلایا ہے، یا پاکستان کے مسلمان ملک میں (جس کی قوم ہماری نگاہ میں عزیز ترین قوم ہے اور ہمیشہ اسلام اور اسلامی جمہوریہ ایران کی حمایت کرتی رہی ہے) بعض لوگ اسلام اور اتحادِ مسلمین کے دشمنوں سے ڈالر لے کر جلسے منعقد کرتے ہیں، کتابیں اور مقالے لکھتے ہیں، تاکہ تشیع، مکتبِ اہلِ بیتؑ اور شیعوں پر حملے اور ان کے مقدسات کی توہین کریں۔ ہم ان تمام چیزوں کو امریکہ، اس کے ساتھیوں اور اس کے ایجنٹوں کے کرتوت سمجھتے ہیں اور اسلام کے حقیقی علما، نیز قوموں کے دامن کو ان گناہوں

سے پاک و بے داغ تصور کرتے ہیں۔ یہ وہ مسائل ہیں جنھیں مسلمانوں کی ہوشیاری کے ذریعے حل کیا جانا چاہئے اور اسلام دشمنوں کے لئے میدان کھلا نہیں چھوڑنا چاہئے۔

آخری بات اسلامی ممالک کے قدرتی ذخائر پر بڑے شیطان کے دن بہ دن بڑھتے ہوئے تسلط اور ان ممالک میں اس کے زیادہ سے زیادہ سیاسی' اقتصادی اور حتیٰ فوجی پڑاؤ نہایت اہم مسئلہ ہے۔ دنیا میں رونما ہونے والی حالیہ تبدیلیوں کے بعد (جو کمیونزم اور الحادی نظاموں کی تباہی اور زوال کا باعث ہوئی ہیں) یہ ظالم اور توسیع پسند بڑی طاقت پوری دنیا اور خاص طور سے زرخیز اسلامی علاقوں کو جہاں اس کا کوئی رقیب نہ ہو اپنے زیر اثر علاقوں میں تبدیل کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ وہ نام نہاد سرد جنگ سے فراغت کے بعد اس اسلامی بیداری کے خلاف بھرپور جنگ پر کمر بستہ ہوئی ہے جو اس کے اس اثر ورسوخ کی راہ میں سب سے بڑی اور محکم رکاوٹ ہے۔ یہ شیطانی حکومت اپنی خلافِ فطرت اور انسان دشمن طبیعت کی بنا پر اندر سے لاینحل مشکلات میں گرفتار ہے' لیکن اپنی اسی استکباری فطرت کے تحت اپنی مشکلات کو پوری دنیا میں منتقل کرنے اور دنیا کے تمام دولت خیز اور اہم علاقوں منجملہ مشرقِ وسطیٰ اور خصوصاً خلیجِ فارس پر قبضہ جما کر اپنی زندگی کو پہلے سے زیادہ طاقت کے ساتھ باقی رکھنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اگر اس کا یہ منحوس خواب پورا ہو گیا تو اس علاقے کی قوموں کو ایسے بھیانک اور تاریک دور سے گزرنا پڑے گا جس کی ماضی میں کوئی نظیر نہیں ملتی۔ آج امریکی حکومت اس شیطانی مقصد تک پہنچنے کے لئے ہر حربہ استعمال کر رہی ہے اور افسوس عراقی حکمرانوں کی جہالت' غرور اور اقتدار پرستی نے (جس کے لئے عراق کو امریکہ اور مغرب کی طرف سے دی جانے والی سابقہ امداد نے زمین ہموار کی تھی) اس علاقے میں ایسے حالات پیدا کر دیے ہیں جن کے تلخ اور دردناک انجام سے کم و بیش سبھی واقف ہیں۔ اس کے نتائج میں سے ایک یہ ہے کہ اس اہم علاقے میں امریکہ مالک و مختار اور فیصلہ کن طاقت بن گیا ہے' اس نے علاقے کی حکومتوں کو مرعوب کر لیا ہے اور یہ چیز اس علاقے میں اور دنیا کے ہر اس خطے میں جہاں اس قسم کا حادثہ پیش آئے اسلامی وجود بلکہ انسانی بقا کے لئے انتہائی خطرناک ہے۔

آج اس عظیم خطرے سے مقابلے کے لئے اسلام اور مؤمن مصمم انسانوں کے سوا کوئی نقطۂ امید نظر نہیں آتا اور خدا کا شکر ہے کہ آج اسلام کا حیات آفریں اور منور سورج ایک بار پھر انسانوں کی جان و دل پر ضو فشانی کر رہا ہے اور بہت سی مسلمان قوموں نے اپنی زندگی میں اسلامی تعلیمات کو جامۂ عمل پہنانے کی خاطر دین خدا سے عوام کی دوری کے اسباب و علل کے خلاف کام شروع کر دیا ہے۔ یہ امید آفریں اور مبارک اقدام ہے اور انشاء اللہ یہی اقدامات امریکہ کے شیطانی اقتدار اور ہر سرکش طاقت کی زنجیروں کو توڑ کر سب کو نجات دلائیں گے: "كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ." (۱۷)

قومیں اور حکومتیں اسلامِ نابِ محمدیؐ اور اسلام کی طرف رجحان کے سلسلے میں یکساں طور پر ذمے دار ہیں جس کا پہلا منصوبہ قوموں کی زندگی کو بڑے شیطان اور دیگر شیطانوں کے دستِ ظلم سے محفوظ رکھنا ہے۔ اسلامی حکومتوں کو اگر اپنے ملک اور عوام سے محبت ہے تو وہ یہ بات جان لیں کہ یہ وہ چیز ہے جو ملکوں اور ملتوں کی زندگی، شرف اور استقلال نیز حکومتوں کی طاقت کا سرچشمہ ہے۔

ہم خداوندِ عالم سے خدا کے دشمنوں سے برسرِ پیکار تمام مسلمانوں کے شرف، عزت اور استکبار کے چنگل سے ان کی رہائی و کامیابی کے لئے دعا گو ہیں۔ پروردگارا! مسلمانوں کے دلوں پر قرآن و اسلام کا پرتو ہمیشہ جلوہ فگن رکھ، اپنا فضل اور اپنی رحمت ان پر نازل فرما، ان کی تائید اور ان کے دلوں کو امید و ایمان کے ذریعے مستحکم فرما، ولی اللہ الاعظم ارواحنا فداہ وعجل اللہ فرجہ کے دل کو ہم سے خوش کر دے اور ہمارے حق میں ان کی دعاؤں کو مستجاب فرما، حاجیوں کے حج اور سعی و کوشش کرنے والوں کی جدوجہد کو قبول فرما، مسلمانوں کے دلوں کو ایک دوسرے سے روز بہ روز نزدیک سے نزدیک تر اور اختلاف و تفرقے کے اسباب و علل کو نابود فرما، شہدائے راہِ حق کی پاکیزہ روحوں اور اس راہ میں صدمہ اٹھانے والوں کے جسم و روح پر رحمت نازل فرما۔

پروردگارا! پوری دنیا میں تیرے دین کی بالادستی کے لئے چلنے والی ہر تحریک کا ثواب اور

جزائے خیر اپنے صالح اور برگزیدہ بندے امام خمینیؒ کو عطا فرما۔ آمین یارب العالمین۔

وَالسَّلَامُ عَلٰی جَمِیْعِ اِخْوَانِنَا الْمُسْلِمِیْنَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

سید علی الحسینی الخامنہ ای

۳ ذی الحجہ الحرام ۱۴۱۱ھ

❁❁❁

حواشی:

(۱) اور لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کر دو کہ لوگ تمہاری طرف پیدل اور لاغر سواریوں پر دور دراز علاقوں سے سوار ہو کر آئیں گے، تاکہ اپنے منافع کا مشاہدہ کریں اور چند معین دنوں میں ان چوپایوں پر جو خدا نے بطورِ رزق عطا کئے ہیں خدا کا نام لیں اور پھر تم اس میں سے کھاؤ اور بھوکے محتاج افراد کو کھلاؤ۔ (سورۂ حج۔ آیت ۲۷، ۲۸)

(۲) اور اللہ و رسول کی طرف سے حجِ اکبر کے دن انسانوں کے لئے اعلانِ عام ہے کہ اللہ اور اس کے رسول دونوں مشرکین سے بیزار ہیں۔ لہٰذا اگر تم توبہ کر لو گے تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر انحراف کیا تو یاد رکھنا کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے ہو۔ اور پیغمبر آپ کافروں کو دردناک عذاب کی بشارت دے دیجئے۔ (سورۂ توبہ۔ آیت ۳)

(۳) بیشک یہ تمہارا دین ایک ہی دین اسلام ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں۔ لہٰذا میری ہی عبادت کیا کرو۔ (سورۂ انبیاء۔ آیت ۹۲)

(۴) خدا کو اسی طرح یاد رکھو جس طرح اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۲۰۰)

(۵) اور اللہ و رسول کی طرف سے حجِ اکبر کے دن انسانوں کے لئے اعلانِ عام ہے کہ اللہ اور اس کے رسول دونوں مشرکین سے بیزار ہیں۔ (سورۂ توبہ۔ آیت ۳)

(۶) حج کے دوران اپنی عورتوں سے مباشرت بحکمِ خدا کی خلاف ورزی اور جھگڑا یا اظہارِ برتری وغیرہ کے لئے قسمیں کھانے کی اجازت نہیں ہے۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۹۷)

(۷) اور خدا کفار کے لئے صاحبانِ ایمان کے خلاف کوئی راہ نہیں دے سکتا۔ (سورۂ نسا۔ آیت ۱۴۱)

(۸) ساری عزت اللہ رسول اور صاحبانِ ایمان کے لئے ہے۔ (سورۂ منافقون۔ آیت ۸)

(۹) اور آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان کے لئے جہاد نہیں کرتے جنھیں کمزور بنا کر رکھا گیا ہے۔ (سورۂ نسا۔ آیت ۷۵)

(۱۰) حکم صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ (سورۂ انعام۔ آیت ۵۷)

(۱۱) یہود و نصاریٰ آپ سے اس وقت تک راضی نہ ہوں گے جب تک آپ ان کی ملت کی پیروی نہ کرلیں۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۲۰)

(۱۲) پیغمبر! آپ کہہ دیجئے کہ اے اہلِ کتاب کیا تم ہم سے صرف اس بات پر ناراض ہو کہ ہم اللہ اور اس نے جو کچھ ہماری طرف یا ہم سے پہلے نازل کیا ہے ان سب پر ایمان رکھتے ہیں اور تمہاری اکثریت فاسق اور نافرمان ہے۔ (سورۂ مائدہ۔ آیت ۵۹)

(۱۳) پس کیا تم ہماری وحی کے بعض حصوں کو اس لئے ترک کرنے والے ہو یا اس سے تمہارا سینہ اس لئے تنگ ہوا ہے کہ یہ لوگ کہیں گے کہ ان کے اوپر خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا' یا ان کے ساتھ مَلک کیوں نہیں آیا۔ (سورۂ ہود۔ آیت ۱۲)

(۱۴) اور انھوں نے ان سے صرف اس بات کا بدلہ لیا ہے کہ وہ خدائے عزیز و حمید پر ایمان لائے تھے۔ (سورۂ بروج۔ آیت ۸)

(۱۵) اور اللہ تمہارے ساتھ ہے اور وہ ہرگز تمہارے اعمال کے ثواب کو کم نہیں کرے گا۔ (سورۂ محمد۔ آیت ۳۵)

(۱۶) اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور آپس میں تفرقہ پیدا نہ کرو۔ (سورۂ آلِ عمران۔ آیت ۱۰۳)

(۱۷) اللہ نے یہ لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب آنے والے ہیں۔ (سورۂ مجادلہ۔ آیت ۲۱)

پیغامِ حج

۱۴۱۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَنَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہِ الطَّاھِرِیْنَ قَالَ الْحَکِیْمُ: "وَاِذْ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ ھٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا وَّ اجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ. رَبِّ اِنَّھُنَّ اَضْلَلْنَ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَ مَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ."(۱)

اس وقت جبکہ موسمِ حج آ پہنچا ہے' مشتاق دلوں سے بلند ہونے والے نغمۂ لبیک سے حریمِ امنِ الٰہی کی فضا گونج اٹھی ہے' دنیا کے چپے چپے سے مسلمان قومیں ذکر' استغفار' قیام اور اتحاد کی وعدہ گاہ کی طرف رواں دواں ہیں اور بچھڑے ہوئے بھائی ایک دوسرے سے بغل گیر ہو رہے ہیں۔ میں خدائے عزیز وحکیم کی بارگاہ میں خضوع وخشوع کے ساتھ سپاس وتشکر کے طور پر جبہ سائی کرتے ہوئے حضرتِ حق کی صفاتِ حسنٰی کی عظمت کے سامنے حمد وثنا اور اس کے بحرِ رحمت کی وسعتوں کے بقدر شکر وسپاس حضرتِ احدیت کی بارگاہ میں نچھاور کرتا ہوں کہ اس نے پُر شوق

مسلمانوں کو ایک مرتبہ پھر اس فریضے کی بجا آوری کی توفیق عطا فرمائی' اپنے خانۂ امن میں مسلمانوں کے سروں پر عزت و عظمت کا پرچم ایک بار پھر لہرایا' ایرانی حاجیوں کو ایک مرتبہ پھر عظمت ورحمت کے دستر خوان پر بیٹھنے کی توفیق دی۔ زبان و قلم اس عظیم نعمت کی توصیف و تقدیر سے عاجز ہیں۔ خدا کرے کہ آپ حاجیوں کے دل نورِ معرفت سے روشن و منور ہو جائیں اور بحث وگفتگو کے وسیلے کے بغیر حقیقت آپ کی مشتاق روحوں میں متجلی ہو جائے۔

وہ اہم نکتہ جو میں اپنے بھائی بہنوں سے' چاہے اُن کا تعلق کسی بھی ملک وملت سے ہو بیان کرنا چاہتا ہوں' اور وہ یہ ہے کہ: حج ایک الٰہی نعمت ہے جو مسلمان نسلوں کو عطا ہوئی ہے۔ قدردانی وشکر گزاری سے اس میں اضافہ ہوگا اور ناقدری وناشکری مسلمانوں سے یہ نعمت چھین لے گی اور یہ وہی شدید عذابِ الٰہی ہے (جس کا تذکرہ قرآنِ مجید میں ہوا ہے) کہ: "وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِيْدٌ." (۲) حج سے محروم ہو جانے کا مطلب یہ نہیں کہ کوئی مسلمان حج بجا نہ لا سکے' بلکہ مقصد یہ ہے کہ مسلمین اس کے بے شمار فوائد سے محروم ہو جائیں اور اضافے سے بھی مراد یہ نہیں کہ سال بہ سال حاجیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا جائے' بلکہ مقصد یہ ہے کہ اس کے فوائد اور منافع سے بہرہ مند ہوں (جیسا قرآنِ مجید میں ہے) کہ: "لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ." (۳) بجا ہے کہ ہم اس مقام پر گہری نظر سے جائزہ لیں کہ آیا اسلامی دنیا حج کے فوائد سے بہرہ مند ہو سکی ہے؟ اور اصولی طور پر فوائد ومنافع ہیں کیا؟

صحیح حج تمام مسلمانوں کے اندر ایک باطنی انقلاب لا کر خدا کے ساتھ ارتباط' اس پر بھروسہ اور روحِ توحید میں استحکام پیدا کر سکتا ہے' انسان کے ظاہر و باطن میں موجود ان بتوں کو ٹھکرا سکتا ہے جو اسے پست و ذلیل کرنے والی خواہشات اور اسیر کرنے والی طاقتوں کے بھیس میں پائے جاتے ہیں' مسلمانوں میں خود اعتمادی نیز طاقت' کامیابی اور فداکاری کا احساس پیدا کر سکتا ہے۔ اور یہ وہ انقلاب ہے جو ہر انسان کو ایک ایسے موجود میں تبدیل کر دیتا ہے جس کے یہاں شکست کوئی معنی نہیں رکھتی' دھمکی اور لالچ کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

صحیح حج اسلامی امت کے بکھرے ہوئے اعضا کو یکجا کر کے اسے ایک متحد' طاقتور اور کارآمد پیکر کی شکل دے سکتا ہے' انھیں ایک دوسرے سے آشنا اور ایک دوسرے کے مسائل' مشکلات' احتیاجات نیز ترقیوں سے باخبر کر سکتا ہے' آپس میں تجربوں کا تبادلہ کر سکتا ہے۔ اگر ان مقاصد ونتائج کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے حج کا منصوبہ بنایا جاتا اور اس منصوبہ سازی میں اسلامی دنیا کی حکومتیں' علما' روشن خیال اور صاحبِ فکر ونظر افراد تعاون کرتے' تو اسلامی امت کو ایسے عظیم وگراں بہا ثمرات نصیب ہوتے جن کا اسلامی دنیا میں حاصل ہونے والے کسی بھی نتیجے سے مقابلہ نہیں کیا جاسکتا۔

پورے اعتماد کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اگر صرف یہی اسلامی فریضہ صحیح طریقے سے اور اسلامی شریعت کے مطابق بجالایا جائے' تو وہ تھوڑے ہی سے عرصے میں اسلامی امت کو اس کے شایانِ شان عزت وطاقت سے ہمکنار کردے گا۔

بڑی تلخی کے ساتھ یہ ماننا پڑے گا کہ اس الٰہی فریضے کی بجاآوری کی موجودہ شکل اس کی مطلوبہ صورت سے کوسوں دور ہے۔ ہمارے عظیم امامِ راحلؒ نے اس سلسلے میں مؤثر کوششیں کیں اور اسلامی امت کے سامنے عظمت وعزت آفریں حج' انقلابی' تعمیری اور ابراہیمیؑ حج کی واضح تصویر پیش فرمائی اور اب تک حج ان حدود میں اسلامی دنیا میں بے شمار برکتوں کا باعث ہوا ہے۔ لیکن ان سب کے باوجود تمام مسلمان قوموں کے درمیان اس فکر اور اس طرزِ عمل کے رسوخ کے لئے علمائے دین کی مخلصانہ کوششوں اور تمام اسلامی ممالک کے حکمرانوں کی بصیرت ومدد کی ضرورت ہے۔ امید ہے کہ یہ نہایت اہم اور بنیادی فریضہ علما اور حکمرانوں کی توجہ کا مرکز قرار پائے گا۔

اس وقت مناسب ہے کہ اخوت وبرادری کی عطر آگیں فضا سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور ان فرائض کے ایک حصے کی بجاآوری کے عنوان سے' جو حج ہم پر عائد کرتا ہے' اسلامی دنیا پر ایک نظر ڈالوں اور گزشتہ حج سے آج تک کے دوران پوری دنیا میں رونما ہونے والے واقعات وحوادث کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اس کی پوزیشن کا جائزہ لوں اور اس مجموعے میں اپنے فرائض وذمے داری کا انکشاف کروں۔

گزشتہ ایک سال میں رونما ہونے والے حادثات نادر و کمیاب حوادث سے تعلق رکھتے ہیں؛ ہمیں تاریخ میں ایسے ادوار کم ہی نظر آتے ہیں کہ اتنے کم عرصے میں اتنے عظیم واقعات پیش آئے ہوں۔ ان حادثات و واقعات میں سرِ فہرست مشرق کی بڑی طاقت کا زوال اور اس کی غول پیکر قوت کی نابودی ہے، جو دسیوں سال سے دنیا کی دو عظیم سیاسی، فوجی اور تبلیغاتی طاقتوں میں سے ایک مانی جاتی تھی۔

وہ وسیع و عریض سلطنت جو افسانوی فوجی طاقت، ایٹمی اسلحوں اور دوسروں پر اپنا اقتدار جمانے کے تمام امکانات و وسائل سے مالا مال تھی؛ اس کا زوال عام اور مادّی حساب و کتاب کی رو سے محال کاموں میں شمار ہوتا تھا؛ لیکن یہ واقعہ رونما ہوا اور مادّی حساب و کتاب کا نادرست ہونا ایک مرتبہ پھر ثابت ہوگیا۔

مشرقی بلاک کی شکست و ریخت اور یورپ میں بھاری پیمانے پر سیاسی جغرافیے کی تبدیلی اور ان ممالک اور قوموں کی سربلندی بھی جو برسہا برس سے طاقت اور غاصبانہ قبضے کے بل بوتے پر اغیار کے تحتِ تصرف یا ان کے زیر اثر تھیں؛ ان تعجب خیز واقعات کا ایک حصہ ہے۔

اتنی ہی ہیجان انگیز اور دلچسپ ہے افغانستان میں اسلامی انقلاب کی کامیابی اور اس قوم کے ہاتھوں میں اقتدار کا آنا جو جلاوطنی، مظلومیت اور غربت کے عالم میں لیکن اسلام سے والہانہ لگاؤ کے ساتھ چودہ برسوں تک اپنے کاندھوں پر پُر مشقت جہاد کا بوجھ ڈھوتی رہی ہے۔ اسی طرح وسطی ایشیا میں ان قوموں کے ہمراہ چند مسلمان و آزاد ملکوں کا وجود میں آنا جنھوں نے کمیونزم کے ستر سالہ زہر آگیں پروپیگنڈوں اور اس دور کے بچے کھچے ان مہروں کی کوششوں کے باوجود جنھوں نے اسلام سے کبھی مفاہمت کی ہے اور نہ کریں گے اسلام کی آواز بلند کی ہے؛ اپنے مسلمان ہونے پر فخر کررہے ہیں اور اسلامی احکام و قوانین کے نفاذ کے لئے کوشاں ہیں۔ اسی طرح یورپ میں کم از کم دو مسلمان ممالک یعنی البانیہ اور بوسنیا و ہرزگوینیا کا وجود میں آنا ہے جو ابھی سے یورپی حکومتوں کی آنکھوں میں کھٹک رہے ہیں۔

اسی دوسری نوعیت کے واقعات میں الجزائر میں ڈیموکریسی کے معیاروں کے مطابق ہونے والے آزاد الیکشن میں اسلامی جماعتوں کی کامیابی ہے، جو تمام مسلمانوں کے لئے باعثِ فخر و امید اور الجزائر کی مجاہد و تجربہ کار قوم میں اسلامی ایمان کی گہرائی کی غماز ہے۔ اس کی عظمت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس نے اسلام دشمن طاقتوں اور علاقے کے رجعت پسندوں کو یکساں طور سے مضطرب کر دیا۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے مکارانہ بغاوتوں کے ذریعے اسلامی تحریک پر پردہ ڈال دیا اور فی الحال اسے قابو میں کر کے قیدی بنائے ہوئے ہیں۔ البتہ ہر بابصیرت انسان پر یہ بات عیاں ہے کہ یہ حالات زیادہ دنوں تک باقی نہیں رکھ سکتے۔

بہر کیف، ہمارا گزشتہ سال اس طرح کے کم نظیر و تعجب خیز حادثات و واقعات سے لبریز تھا۔ اس کے علاوہ دنیا کے بہت سے علاقوں خاص طور سے عزیز فلسطین، مشرقِ وسطیٰ اور شمالی افریقہ کے بعض ممالک میں اسلامی تحریک کا ارتقا، مسلمانوں کی بیداری اور اپنے اسلامی تشخص کی بازیافت نیز طاقتور مزاحم قوتوں کے خلاف جدوجہد کرنے پر ان کا اصرار بھی اس سال کے نمایاں امتیازات میں سے تھا۔

ان اہم اور عبرت انگیز حادثات نے (جن میں سے بہت سے براہِ راست یا بالواسطہ طور پر اسلام سے متاثر رہے ہیں) مجموعی طور پر اسلام اور مسلمانوں کو ایک نئی صورتِ حال سے دوچار کر دیا ہے اور تمام اسلامی اقوام کا فریضہ ہے کہ وہ اس نئی صورتِ حال کو ٹھیک سے سمجھیں اور وقت ضائع کئے بغیر اس کے مقابلے میں ایک سنجیدہ، متحدہ اور نپا تلا مؤقف اختیار کریں۔

یہ نئی صورتِ حال دو حصوں یا دو عناصر پر مشتمل ہے:

۱۔ پہلا یہ کہ اسلامی فکر اور اسلامی تشخص کو دنیا میں مزید شوکت، عزت اور تحرک حاصل ہوا ہے اور آج پوری دنیا میں اسلام کائنات کی نمایاں ترین حقیقت کے عنوان سے بحث و گفتگو کا مرکز بنا ہوا ہے۔

۲۔ دوسرا یہ کہ دنیا کی توسیع پسند طاقتوں نے اسلام اور اسلامی مقاصد سے دشمنی کے سلسلے میں کچھ اور زیادہ علنی مؤقف اختیار کیا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ کمیونزم کے

زوال کے بعد دنیا کے لئے امریکہ کی جانب سے پیش کئے جانے والے نئے عالمی نظام کا ایک اہم حصہ اسلام کو مٹانے اور دن بہ دن بڑھتی ہوئی اسلامی تحریکوں کو کچلنے سے تعلق رکھتا ہے۔

جو شخص بھی اسلام، موجودہ اسلامی تحریکوں اور اسلام کا دم بھرنے والے ملکوں نیز اسلامی نظام کے قیام کے دعویداروں یا اس کی آرزو رکھنے والی قوموں کے بارے میں امریکی حکومت کے سربراہوں کے بیانات کا جائزہ لے گا، وہ اسلام اور اسلامی نظام سے ان کی گہری اور ابدی نفرت و کینے سے باخبر ہو جائے گا۔

دنیا میں جاری حادثات میں بھی ایسے شواہد کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے جو اس دعوے کو بخوبی ثابت کرتے ہیں۔ ان تلخ ترین اور غم انگیز ترین حادثات میں سے بوسنیا و ہرزگوینا میں جاری حادثات، نیز قرہ باغ اور قفقاز کے علاقے میں خانہ جنگی ہے۔ نام نہاد متمدن یورپ کے قلب میں ''سرائیو'' میں جاری مسلمانوں کا سنگدلانہ و خونین قتلِ عام، اتنا وحشیانہ و متشددانہ ہے جو انسان کو قرونِ وسطیٰ میں یورپ کے جنگ طلب براعظم میں مذہبی و لسانی جنگوں کے دوران ہونے والے مشہور و معروف قتلِ عاموں کی یاد دلاتا ہے۔ بس فرق اتنا ہے کہ آج سابق یوگوسلاویہ کے صربیائی، مسلمانوں کے اجتماعی قتلِ عام کے لئے نئے اور ماڈرن اسلحے استعمال کر رہے ہیں۔

لیکن اس کے باوجود یہ حکومتیں جو انسانی حقوق کے بہانے دور دراز ممالک میں مداخلت کرتی ہیں، وہ ان المیوں کا چپ چاپ بیٹھی تماشا دیکھ رہی ہیں۔ امریکہ اور یورپی ملکوں نے اسی علاقے میں اور اسی سابق ملک کی دوسری جمہوریتوں میں جہاں بیچ میں مسلمانوں کا معاملہ نہیں تھا پورے عزم اور ثباتِ قدم کے ساتھ اس قسم کے قتلِ عام کی روک تھام کی ہے۔ قفقاز کے علاقے میں بھی جو حکومتیں معمولی سے دباؤ کے ذریعے قرہ باغ کے مسلمانوں کو قتلِ عام سے بچا سکتی تھیں انھوں نے نہ صرف یہ کہ کوئی مؤثر قدم نہیں اٹھایا بلکہ اسلامی جمہوریہ (ایران) کی مصالحتی کوششوں کو اپنی مخالفتوں اور سازشوں کا نشانہ بھی بنایا اور اس طرح انھوں نے قفقاز کی نوآزاد قوم کے

مستقبل سے اپنی عدم دلچسپی ثابت کردی۔ وسطی ایشیا کی نو آزاد حکومتوں کو اسلامی رجحانات اور مغربیوں کے بقول ''بنیاد پرستی'' سے ڈرانے کے لئے امریکہ اور اس کے ایجنٹوں کا ان حکومتوں کے ساتھ فوری اور قریبی رابطہ، ہر جگہ پر اسلامی بیداری، جس کی واضح مثال الجزائر میں مسلمانوں کی کامیاب سیاسی تحریک ہے، کے مقابلے میں ان کا مخالفانہ موقف، عراقی عوام کے ساتھ غدارانہ اور فریب کارانہ برتاؤ اور انھیں موجودہ غم انگیز و مظلومانہ صورتِ حال سے دوچار کرنا، سوڈان کے حکمرانوں سے عناد آمیز دشمنی، جو صرف اور صرف ان کے اسلامی رجحانات کا ردِ عمل ہے، اور اسی طرح کی دوسری دسیوں مثالیں مجموعی طور پر ایسے ناقابلِ انکار شواہد و دلائل ہیں جو اسلام، اسلامی بیداری اور اسلامیانِ عالم کی طرف سے اپنے اسلامی تشخص کی بازیابی کے لئے عمل میں آنے والی کوششوں سے امریکہ اور دوسرے توسیع پسندوں کی کھلی دشمنی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

مسلمان قومیں اس سوال کا جواب دیں کہ اس کینہ پرور اور عناد آمیز موقف کے مقابلے میں ان کی کیا ذمے داری ہے؟

اس میں شک نہیں کہ عالمی تانا شاہ صرف دشمنانہ جذبات رکھنے پر ہی اکتفا نہیں کریں گے بلکہ اپنی دشمنی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے تمام مالی، سیاسی، تبلیغی اور اگر ممکن ہو تو فوجی امکانات و وسائل بروئے کار لائیں گے۔ جیسا کہ انھوں نے آج تک کیا بھی ہے۔ ایرانی عوام نے اسلامی انقلاب کی کامیابی سے اب تک ان عداوتوں کا بخوبی تجربہ کیا ہے۔ اور یہ عظیم اسلامی امت، اسلامی ایران یا دنیا کے دوسرے خطوں میں اسلامی تحریکوں کے ساتھ عالمی استکبار کی کینہ توزی کا مشاہدہ کرتی رہی ہے۔

اس میں شک نہیں ہے کہ موجودہ صورتِ حال سے مسلمان قوموں کی لاپرواہی دشمن کی حوصلہ افزائی کا باعث ہوگی اور میدان مسلمانوں کے لئے روز بروز تنگ تر ہوتا جائے گا۔ مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ یہ دکھائیں کہ اسلامی دنیا میں مقابلے کی طاقت موجود ہے اور وہ امریکہ اور ہر جارح کی دشمنی کا منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں۔ اسلامی امت کو کل کے سامراجیوں اور آج کے

مستکبروں کے ہاتھوں اب تک جتنا ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے اس کا بنیادی سبب حکومتوں یا قوموں کا ضعفِ نفس اور پست ہمتی رہی ہے۔

قوموں کی مزاحمت دشمن کو عاجز اور اسے اپنے ظالمانہ مقاصد تک پہنچنے میں ناکام بنا دیتی ہے۔ اگر فلسطینی عوام اور رہنما غاصب صہیونی حکومت کی تشکیل کے آغاز میں اسی فداکارانہ شجاعت سے کام لیتے جس کے نمونے آج اسلامی انتفاضہ صہیونیوں کے مقابلے میں پیش کر رہی ہے، تو فلسطین اس تلخ، پُر مشقت اور زہر آلود صورتِ حال سے دوچار نہ ہوتا اور اگر آج اسلامی تحریکوں کے سربراہ اور مؤمن عوام جہاد کی سختیاں برداشت کرنے پر تیار ہو جائیں، تو بے شک اسلامی امت شیریں مستقبل سے مالا مال ہوگی۔

استکبار، مسلمان قوموں کو اذیت و آزار پہنچانے میں کسی حد و سرحد کا قائل نہیں ہے۔ آج غاصب صہیونی اور ان کا بھرپور حامی امریکہ اتنا آگے بڑھ چکے ہیں کہ اب وہ فلسطینی قوم کے وجود کو بھی تسلیم نہیں کرتے اور فلسطینی قوم نامی حقیقت کے منکر ہیں، حالانکہ فلسطینی قوم ایک ایسی قوم ہے جس کی جڑیں تاریخ میں بہت گہری ہیں اور اس کے جغرافیائی ارتباطات ناقابلِ انکار ہیں۔ جس قوم کے پاس تاریخی بنیاد ہے اور نہ جغرافیائی رابطہ وہ اسرائیل نامی جھوٹی اور جعلی قوم ہے۔

ان اسلامی ملکوں میں جہاں عوام اسلام سے اٹوٹ ایمان کے ساتھ وابستہ ہیں، جیسے نو آزاد جمہوریائیں کہ عوام وہاں پر اسلام کو مٹانے کے لئے کمیونسٹوں کی ستر سالہ کوششوں کے باوجود جوش و ولولے کے ساتھ اسلامی حکومت کے قیام کی بات کر رہے ہیں۔ اسلام دشمن طاقتیں اس قدر آگے بڑھ گئی ہیں کہ وہ ان ملکوں میں اسلام کے پھیلنے کے خطرے کی بات کرتی ہیں اور وہاں کے عوام کے سب سے زیادہ شیریں قلبی لگاؤ کو خطرے سے تعبیر کر رہی ہیں۔

مسلمان قوموں اور افراد کی جانب سے ہم آہنگ اقدام اور مشترکہ فیصلے کے ذریعے استکبار اور اس کے ایجنٹوں کی اس گستاخی کا جواب ضروری ہے، تاکہ مسلمان قومیں استکباری سازشوں کے شر سے محفوظ ہو جائیں۔ اسرائیل کی غاصب حکومت کے خلاف جہاد کے سلسلے میں حکومتوں کی کوتاہی

نے امریکہ میں عربوں اور اسرائیل کے درمیان براہِ راست مذاکرات کرانے کی ہمت پیدا کر دی اور افسوس کچھ عرب سربراہ اس استکباری وار کے انتہائی وسیع پہلوؤں پر توجہ کئے بغیر یہ ذلت برداشت کرنے پر تیار ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اسرائیل کی غاصب حکومت اپنے جارحانہ موقفوں سے ذرّہ برابر پیچھے ہٹے بغیر اپنے مقصد یعنی عرب ممالک سے اپنا وجود تسلیم کروانے میں کامیاب ہو گئی۔

آج صیہونی عناصر دہشت گردی، اغوا، فلسطینی اور لبنانی علاقوں پر غاصبانہ قبضے، فلسطینیوں کی سرکوبی، ان کے قتلِ عام اور ماضی میں اپنے تمام جرائم کے علاوہ جنوبی لبنان کے دیہاتوں پر روزانہ ہوائی حملے کر کے انھیں تباہ و برباد کر رہے ہیں۔ اور اس اطمینان کے ساتھ کہ امریکہ اور یورپ کی طرف سے ان پر کسی قسم کا دباؤ نہیں پڑے گا اس علاقے کے عوام کے ساتھ بھیانک سے بھیانک جرائم و مظالم کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ عرب اسرائیل گفتگو حتیٰ صہیونیوں کے جارحانہ حملوں اور ان کے جرائم کا بھی سدباب نہیں کر سکی ہے۔

یہ پسپائیوں کا ایک نمونہ تھا جو دشمن کو اور بھی زیادہ گستاخ بنا رہا ہے۔ میں اسلامی ممالک کے سربراہوں کی توجہ اس عظیم طاقت کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جو ان کے ہاتھوں میں ہے، اور وہ مسلمان قوموں کی طاقت ہے۔ اس ناقابلِ شکست طاقت کے سہارے اسلامی حکومتیں امریکہ کا، جو آج استکبار کے اسلام دشمن محاذ کی سربراہی کر رہا ہے مقابلہ نیز اپنی قوم اور مظلوم مسلمان عوام کے حق کا دفاع کر سکتی ہیں۔ اسلام کسی قوم کی زندگی سنوانے کے لئے بہترین ضمانت ہے اور اس کے سائے میں تمام قومیں کامل آزادی و استقلال کا مزہ چکھ سکتی ہیں اور اس سے بہرہ مند ہو سکتی ہیں۔ مسلمان ممالک میں عوام کا اسلامی ایمان اس مقصد کے لئے بہترین پشت پناہ ہے۔

امریکہ اور استکبار کے دوسرے سرغنہ اسلامی ممالک کے سربراہوں کو اسلام سے ڈرانے کی بھرپور کوششیں کر رہے ہیں۔ لیکن مسلمان حکومتوں سے امید ہے کہ وہ اسلام سے ڈرنے کے بجائے اس الٰہی آئین کو اپنی قوموں کو نجات دلانے والے دین اور تمام مسلمان قوموں، یعنی اسلامی امت کے اجزا کے درمیان رشتۂ اخوت قائم کرنے والے مذہب کی نگاہ سے دیکھیں گی اور اس

کے ذریعے اپنے لئے عزت وطاقت فراہم کریں گی۔

قوموں کی حمایت وپشتیبانی حاصل کرنے کے لئے یہ خود مستحکم ترین وسیلہ ہے' اور جس حکومت کی پشت پر عوام کا ہاتھ ہو'اس میں اتنی توانائی پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ کسی دھمکی اور خطرے کو خاطر میں نہیں لاتی۔

میں اسلامی قوموں اور مسلمان عوام کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ مسلمان قوموں کی ناکامیوں اور ان کی تمام مصیبتوں کا علاج اسلام کی طرف بازگشت اور اسلامی نظام میں اسلامی قوانین کے زیر سایہ زندگی ہے۔ یہ وہی چیز ہے جو مسلمانوں کو عزت' طاقت اور امنیت ورفاہ جیسی عظیم نعمتوں سے دوبارہ مالا مال کردے گی اور استکباری منصوبہ سازوں نے مسلمان امت کی جس تلخ اور ذلت آمیز تقدیر کا نقشہ تیار کیا ہے اس سے انھیں بچالے گی۔

اسلام کے خلاف استکباری پروپیگنڈے' جو نئے صلیبی حملوں کا ایک حصہ ہیں' یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ اسلام مسلمان قوموں کے اقتصادی وسیاسی مسائل حل کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا' لہٰذا مسلمان قوموں کے پاس اس کے سوا کوئی اور چارہ نہیں کہ وہ مغربی سرمایہ دارانہ نظام کے معیاروں پر استوار حکومتوں کے زیر سایہ زندگی بسر کریں۔ یہ ایک چال اور فریب کارانہ جھوٹ ہے جو اسلامی ممالک کو مغربی استکباری بلاک سے وابستہ کرنے اور ان کے مادّی ذخائر کا استحصال کرنے کی غرض سے گھڑا گیا ہے اور برسوں سے اس کا پروپیگنڈہ کیا جارہا ہے۔

مغرب کا سرمایہ دارانہ نظام لاینحل انسانی مشکلات میں حلق تک ڈوبا ہوا ہے۔ بے کراں دولت وثروت رکھنے کے باوجود سماجی انصاف برقرار کرنے سے مکمل طور پر عاجز ہوگیا ہے۔ امریکہ میں سیاہ فاموں کی حالیہ شورش نے ثابت کردیا ہے کہ امریکی نظام صرف ایشیا' افریقہ اور لاطینی امریکہ کے عوام ہی کے ساتھ ظلم وزیادتی نہیں کرتا بلکہ خود اپنے عوام کے ساتھ بھی ناانصافی برتتا ہے اور وہاں کی طرح یہاں بھی احتجاج کا جواب تشدد اور سرکوبی سے دیتا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ کمیونسٹ بلاک نیست ونابود ہوگیا ہے' لیکن اس کا رقیب یعنی سرمایہ دارانہ بلاک بھی موجودہ

حالت میں' خاص طور سے اس غرور وطغیانی کے ہوتے ہوئے جس میں وہ بلا رقیب ہو جانے کے بعد مبتلا ہوا ہے' باقی نہیں رہ سکتا اور جلد یا بدیر دنیا اس کی نابودی کا بھی نظارہ کرے گی۔

اسلام مسلمانوں اور پوری بشریت کو نجات دینے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ شرط بس اتنی ہے کہ اسے صحیح طریقے سے سمجھا اور اس پر صحیح طریقے سے عمل کیا جائے۔ خدا کے فضل وکرم سے ایران کا اسلامی نظام' اسلام کی توانائیوں اور اس کے اقتدار کا آئینہ دار ہے اور تمام مسلمانوں کے لئے مجسم تجربہ ہے۔ یہ سب اس حال میں ہے کہ اس کی تیرہ سالہ عمر کا آٹھ سال اس ناخواستہ جنگ میں گزر گیا جو مشرق ومغرب کی کینہ پرورانہ منصوبہ سازی کے ذریعے اس پر تھوپی گئی تھی۔ اس جنگ سے پہلے اور بعد میں بھی آج تک جمہوری اسلامی دشمن بلاکوں کی خباثتوں اور دشمنیوں کا بے وقفہ نشانہ بنا ہوا ہے۔ عظیم امام خمینیؒ نے ملتِ ایران کو بیدار کر کے فولادی عزم وارادے اور مخلصانہ عمل کے اسلحہ سے لیس کیا اور اب یہ راستہ تمام قوموں کے سامنے موجود ہے۔

مسلمان حکومتوں سے جن چیزوں کی امید ہے وہ سب کچھ ان کی قوموں کے مطالبے اور ارادے کے ذریعے وجود میں آسکتی ہیں۔ آپ اپنی حکومتوں سے مطالبہ کیجئے کہ وہ استکبار اور صیہونزم سے مقابلہ کریں' تمام دنیا کے مظلوم مسلمانوں کا دفاع کریں' دوسرے مسلمان ممالک اور قوموں سے اتحاد وبرادری کا رشتہ برقرار کریں۔ آپ ان اعلیٰ مقاصد کی راہ میں خلوص اور فداکاری کے ساتھ اپنی حکومتوں کی پشت پناہی کیجئے۔ آپ اپنی حکومتوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کیجئے کہ وہ امریکہ سے نہ ڈریں' اس کی تاناشاہیوں کا مقابلہ کریں۔ آپ اپنی حکومتوں کو سمجھایئے کہ اسلام وقرآن نجات کا واحد راستہ ہیں۔ انھیں لا الہ الا اللہ کے محکم قلعے کی جانب ہدایت کیجئے۔

اس عظیم فریضے کی بجا آوری میں علمائے دین' روشن خیال حضرات' مقررین' فنکار' طلبا اور جوان نہایت اہم کردار کے حامل ہیں' ان کی ذمے داری سنگین ہے۔ مردوں کی طرح خواتین بھی ان کے شانہ بشانہ اس فریضے میں شریک ہیں۔ یہ ہے وہ چیز جس سے آپ کے حق میں ابراہیم خلیلؑ کی دعا قبول ہوگی اور آپ کو الٰہی رابطے کے ذریعے توحید کے اس عظیم منادی سے متصل کرے گی۔

آخر میں ایرانی حجاجِ کرام سے تاکید کرتا ہوں کہ وہ روحانی فلاح ورستگاری کے حصول؛ حضرتِ حق کی بارگاہ میں توبہ وانابہ؛ خدا سے ارتباط اور نفس کی تطہیر کے لئے اس گراں بہا موقع سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھائیں۔ دعا؛ تضرع؛ تفکر اور تصفیۂ روح سے ایک لمحے کے لئے بھی غفلت نہ برتیں؛ خدانخواستہ کہیں ایسا نہ ہو کہ بے قیمت مادّی جلوے؛ جن کی مثال ہر جگہ مل سکتی ہے؛ آپ کی آنکھیں اور دل اپنی طرف جذب کرلیں اور یہ ایام اور گھڑیاں جو معنویت؛ تکمیلِ نفس؛ تربیتِ روح اور مسلمان بھائیوں سے رابطہ قائم کرنے کے لئے مخصوص ہیں مفت میں آپ کے ہاتھوں سے اڑا لے جائیں۔

خداوندِ عالم آپ سب کو الٰہی تفضلات؛ حضرت ولی عصر اروا حنا فداہ کی توجہات اور ان کی پاک وپاکیزہ دعاؤں میں شامل فرمائے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

سید علی حسینی خامنہ ای

اوّل ذی الحجۃ الحرام ۱۴۱۲ھ

❁❁❁

حواشی:

(۱) اور اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم نے کہا کہ پروردگار! اس شہر کو محفوظ بنادے اور مجھے؛ میری اور میری اولاد کو بت پرستی سے بچائے رکھنا۔ پروردگار! ان بتوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیا ہے؛ تو اب جو میرا اتباع کرے گا وہ مجھ سے ہوگا اور جو معصیت کرے گا اس کے لئے تو بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ (سورۂ ابراہیم۔ آیات ۳۵؛۳۶)

(۲) اگر کفرانِ نعمت کروگے تو تمہارا عذاب بھی بہت سخت ہے۔ (سورۂ ابراہیم۔ آیت ۷)

(۳) تاکہ اپنے منافع کا مشاہدہ کریں۔ (سورۂ حج۔ آت ۲۸)

پیغامِ حج

۱۴۱۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ عَلیٰ رَسُوْلِہِ النَّبِی الْاَمِیْنِ وَعَلیٰ آلِہِ الْمَیَامِیْنِ وَاَصْحَابِہِ الْمُنْتَجَبِیْنَ وَالسَّلَامُ عَلیٰ عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ قَالَ اللّٰہُ الْحَکِیْم:"وَ اِذْ بَوَّاْنَا لِاِبْرَاهِیْمَ مَکَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِکْ بِیْ شَیْئًا وَّ طَهِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَ الْقَآئِمِیْنَ وَ الرُّکَّعِ السُّجُوْدِ."(۱)

خداوندِ متعال کے نافذ ارادے نے مؤمنوں کو ایک بار پھر سرچشمۂ توحید، پروردگار کی بارگاہِ رحمت و فضل، مسلمینِ عالم کی روحوں کے قبلے کی فضا اور دلوں کے کعبے کے اطراف اکٹھا کردیا ہے:"وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ." (۲) کی ملکوتی ندا برادرانِ اسلام کے قدرتی اور اجباری فاصلوں پر غالب آئی ہے اور یکساں عشق و ایمان نیز مساوی احتیاج و ضرورت کے تحت دھڑکنے والے دلوں کے جمِّ غفیر کو توحید اور وحدتِ امت کے مرکز کی جانب کھینچ لائی ہے۔

جہل و عناد کے ناپاک ہاتھوں نے عظیم اسلامی کنبے کو آنِ واحد میں اس کی اعتقادی جڑوں

اور آپس کے ایمانی رشتوں سے جدا کرنے کی برسہابرس کوشش کی ہے‘ لیکن ادھر سے بھی یہ فریضۂ حج ہر سال‘ کہن سال‘ قدیمی اور مضبوط جڑوں والے کنبے کے پیکر میں توحید واتحاد کی روح پھونکتا رہتا ہے اور ہر سال تازہ شگوفوں میں روز افزوں اضافہ اسلامی انس ومحبت اور دینی حیات نیز ایمان کی بہار کی تجدید کا مژدہ سناتا رہتا ہے اور دشمنوں کے بنائے ہوئے منصوبوں پر پانی پھیر دیتا ہے۔

یہ حج کا معجزہ ہے کہ مسلمان حکومتوں کے درمیان اتنے شدید اختلاف وتفرقے اور ایک دوسرے کے خلاف معرکہ آرائی کے باوجود مسلمان قوموں کے درمیان ایمانی‘ فکری اور عاطفی رشتے اپنی جگہ برقرار ہیں اور ان قوموں کے باہمی روابط میں دن بہ دن اضافہ ہوتا جارہا ہے۔

حج کے اسرار ورموز اگرچہ اتنے زیادہ ہیں کہ کسی ایک بیان میں انھیں سمیٹا نہیں جاسکتا‘ تاہم ہر راز شناس آنکھ ان کے درمیان سے ان تین خصوصیتوں کو پہلی ہی نگاہ میں پہچان لیتی ہے۔

۱۔ حج وہ واحد فریضہ ہے جس کی بجاآوری کے لئے خداوندِ عالم نے تمام صاحبِ استطاعت مسلمانوں کو دُنیا کے چپے چپے سے عبادت خانوں کی خلوت سے نکال کر ایک مرکز پر اکٹھا ہونے کا حکم دیا ہے اور مشخص ومعین دنوں میں گوناگوں سعی وکوشش‘ حرکت وسکون اور قیام وقعود کے دوران انھیں ایک دوسرے سے جوڑ دیا ہے: "ثُمَّ اَفِیْضُوْا مِنْ حَیْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ." (۳)

۲۔ اس اجتماعی اور آشکار اعمل کی سب سے بہتر منزلِ مقصود ذکرِ خدا یعنی روحانی وقلبی عمل قرار دیا گیا ہے: "وَ یَذْکُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰی مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِیْمَةِ الْاَنْعَامِ." (۴)

۳۔ خداوندِ عالم نے حج کے واضح وآشکار اصفحات میں موحد انسان کی زندگی کے خدوخال پیش کئے ہیں اور اس رمزیت آمیز عمل کے ذریعے مسلمانوں کو بامقصد زندگی گزارنے کا درس دیا ہے۔ حج کے جس پہلو پر بھی نظر ڈالئے ہر عمل اپنے اندر اللہ کے محور کے گرد زندگی

کے معنی اور میدانِ توحید میں مسلمانوں کی معرفت آمیز اجتماعی اور با مقصد تحریک کا واضح وبلیغ درس لئے ہوئے ہے۔ میقات میں داخلہ مقامِ احرام پر حاضری، احرام باندھنے کے بعد تلبیہ، احرام کے باعث حرام ہوجانے والی چیزوں سے اجتناب، کعبہ کے گرد طواف، صفا ومروہ کے درمیان سعی، عرفات ومشعر کے میدان میں وقوف اور وہاں اپنے معبود سے راز ونیاز، تضرع وزاری، ذکر ودعا، منیٰ پہنچ کر قربانی اور شیطانوں پر سنگباری، بال ترشوانہ اور پھر دوبارہ مکہ واپس آکر طواف وسعی، یہ سب تحریک وانقلاب کا سبق ہے۔

زندگی کو اگر حج کے آئینے میں دیکھا جائے، تو وہ خدا کی طرف ایک دائمی سفر بلکہ ایک دائمی انقلاب ودگر گونی ہے۔ حج وہ زندہ وجاوید اور تعمیری عملی درس ہے کہ اگر ہم ہوشیار وبیدار رہیں تو یہ فریضہ عملی میدان میں ہماری زندگی کے واضح خدوخال پیش کردے گا۔

یہ عمومی وعدہ گاہ ہر سال قائم ہوتی ہے تا کہ مسلمان اس اتحاد ومفاہمت کی فضا اور ذکرِ الٰہی کے پرَتو میں اپنی زندگی کی صحیح سمت اور راستے سے آشنا ہو کر اپنے وطن اور اپنے اعزہ واقربا کی آغوش میں واپس جائیں اور اسی طرح بعد کے برسوں میں دوسرے گروہ اور طبقے آئیں اور واپس جائیں، درس حاصل کر کے ذخیرہ کریں، کہیں اور عمل کریں، سنیں اور غور وفکر کریں اور آخر کار یہ ساری امت اس درجے پر فائز ہوجائے جو خدا کی مرضی اور دین کی تعلیم ہے۔

اقوام، ملل، نسلوں اور قبیلوں کی چہار دیواریوں سے نکل کر اور ان سرحدوں سے بلند ہو کر اسلامی امت کی حیات کے عظیم منظر کا مشاہدہ اور خود اپنے وجود کی گہرائیوں کا مطالعہ، نیز شائستہ ومناسب طرزِ زندگی کا انتخاب اور وہ بھی ذکرِ خدا کے ایک پرَتو میں۔۔۔۔ یہ ہے وہ سرچشمۂ معرفت جو فیاض ولازوال حج کے دوران حرمِ امنِ الٰہی میں جمع ہونے والے جمِ غفیر کے لئے جاری ہوتا ہے اور جن لوگوں نے اپنے ذہن ودل کے ظرف کھول رکھے ہیں انھیں اس زلالِ معرفت سے سیراب کرتا ہے۔

کل بھی اور آج بھی یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ حج ایک انفرادی فریضہ ہے

جس کے دوران ہر شخص کو انفرادی طور پر اپنے خدا سے راز و نیاز اور عبادت و دعا میں مشغول رہنا چاہئے۔ وہ غفلت زدہ افراد تو لائقِ ذکر ہی نہیں جو سفرِ حج کو تفریحی و تجارتی سفر سمجھتے ہیں۔ حج اپنی ان تمام خصوصیات و امتیازات کے ساتھ' جو کسی بھی دوسرے اسلامی فریضے میں یکجا نظر نہیں آسکتے' ان لوگوں کی محدود فکر اور خطا کار و بے نور نگاہ سے کہیں بالاتر ہے۔

ہمارے زمانے کی وہ عظیم شخصیت جس نے حج کو اوہام و خیالات کے پردے سے نکال کر اس کے اسرار و رموز کو مسلمانوں کے ایک عظیم گروہ کے ذہن و عمل میں نمایاں کیا' ہمارے امامِ کبیر اعلیٰ اللہ مقامہ کی شخصیت تھی۔ آپ نے حجِ ابراہیمیؑ کی آواز بلند کی اور خلائق کو اس کی دعوت دی اور ایک مرتبہ پھر: "وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ." (۵) کی صدائے عام دنیا کے کانوں تک پہنچائی۔

ابراہیمیؑ حج' وہی محمدیؐ حج ہے جس میں توحید و اتحاد کی جانب اقدام تمام مراسم و شعائر کی جان ہے۔ یہ وہ حج ہے جو باعثِ برکت و ہدایت اور امتِ واحدہ کی حیات و اقدام کا بنیادی ستون ہے۔ یہ حج منافع سے سرشار اور ذکرِ خدا سے لبریز ہے۔ یہ وہ حج ہے جس میں مسلمان قومیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم و وسیع امت کا اور اس کے اندر اپنی موجودگی کا احساس کرتی ہیں اور قوموں کی قربت نیز اخوت و برادری کے احساس کے سائے میں ضعف' کمزوری' عاجزی' ناتوانی اور خود باختگی کے احساس سے نجات پاتی ہیں۔

ابراہیمیؑ حج وہ حج ہے جس میں مسلمان اختلاف و تفرقے سے دست بردار ہو کر اتحاد و یکجہتی کی جانب آگے بڑھیں' کعبۂ جو توحید کی یادگار اور شرک و بت پرستی سے برائت و نفرت کی علامت ہے' اس کی رمزیہ معنویت کی معرفت کے ساتھ اس کا طواف کریں اور مناسکِ حج کے ظاہر و پیکر سے گزر کر اس کے باطن و روح تک رسائی حاصل کریں اور اس سے اپنی زندگی نیز اسلامی امت کی حیات کے لئے زادِ راہ فراہم کریں۔

اب میں عالمِ اسلام کے چپے چپے سے آئے ہوئے آپ مسلمان بھائی بہنوں کے حج کے قبول و پُرثمر ہونے کی دعا اور خداوندِ عالم کی ہدایت و رحمت کی امید کے ساتھ مناسکِ حج میں غور

وفکر اور تدبر کی فرصت کو غنیمت سمجھتے ہوئے یاددہانی کے طور پر کچھ ایسی باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں جن کی جانب توجہ تمام مسلمانوں کے لئے مفید اور سودمند ہے۔

ا۔ پہلی بات توحید سے متعلق ہے، جو حج کی بنیادی روح اور اس کے بہت سے اعمال ومناسک کی جان ہے۔ قرآنِ مجید کے عمیق مفہوم کے مطابق توحید کا مطلب اللہ کی جانب توجہ، نیز شیطانی طاقتوں اور بتوں کی نفی ہے۔ سب سے خطرناک شیطانی قوت خود انسان کے اپنے وجود میں موجود نفسِ امارہ اور پست وگمراہ کردینے والی نفسانی خواہشات ہیں، اور دنیا و معاشرے کی سطح پر وہ فتنہ جو اور فساد انگیز استکباری طاقتیں ہیں جنھوں نے آج مسلمانوں کی زندگی میں اپنے پنجے گاڑ رکھے ہیں اور جنھوں نے اپنی شیطانی چالوں کے ذریعے مسلمان قوموں کے جسم وروح کو اپنی سیاستوں کا کھلونا بنالیا ہے۔

حج کے دوران مراسمِ برائت ان ہی طاقتوں سے بیزاری کا اعلان ہیں۔ ہر بابصیرت آنکھ اور عبرت آمیز نگاہ مسلم معاشروں کی زندگی میں سامراجی طاقتوں کے تسلط یا اسلامی ممالک پر اپنا اثر ورسوخ قائم کرنے کے لیے ان کی کوششوں کا مشاہدہ کرسکتی ہے۔ بعض اسلامی ممالک میں سیاست، اقتصاد، بین الاقوامی تعلقات اور دنیا میں رونما ہونے والے حوادث و واقعات کے سلسلے میں موقف کا انتخاب توسیع پسند بڑی طاقتوں خاص کر امریکہ کے زیرِ اثر اور تابع ہے۔ بہت سے اسلامی ممالک میں بدکاریوں کا رواج اور علی الاعلان قانونی حمایت کے زیرِ سایہ فحاشی اور دیگر حرام کاریوں کا چلن ان طاقتوں کی شیطانی سیاستوں کے زیرِ اثر ہے۔

حج اور اس کے توحیدی اعمال وشعائرِ حج بجالانے والے مسلمان پر جو ذمے داری عائد کرتے ہیں وہ ان تمام طاقتوں اور ان کے مجرمانہ اعمال سے برائت و بیزاری کا اعلان ہے، اور یہ ان شیطانی قوتوں کی نفی کے لئے اسلامی ارادے کی تجسیم کی راہ میں پہلا قدم ہے۔ یہ حج تمام اسلامی معاشروں میں اسلام وتوحید کی حاکمیت کے استقرار کے لئے سنگِ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔

۲۔ دوسری بات مسلمانوں کے اتحاد و یکجہتی سے تعلق رکھتی ہے، جو مناسکِ حج کا ایک اور نمایاں عمل ہے۔ یورپی سامراج نے جس دن سے اسلامی ممالک میں قدم رکھا ہے، اس کی ایک حتمی اور یقینی

سیاست مسلمانوں کے درمیان پھوٹ ڈالنا رہی ہے۔اس مقصد کے لئے اس نے کبھی فرقہ وارانہ اختلافات کا حربہ استعمال کیا ہے' تو کبھی نیشنلزم وقوم پرستی کے ہتھیار کا سہارا لیا ہے اور کبھی ان کے علاوہ دوسرے ذرائع کو آزمایا ہے۔اور افسوس کی بات یہ ہے کہ اتحاد کے علمبرداروں اور مصلحین کی صدائے احتجاج ونصیحت کے باوجود دشمن کا یہ حربہ آج بھی کسی حد تک اسلامی امت کے پیکر پر وار کر کے اسے زخمی اور مجروح کر رہا ہے۔شیعہ سنّی' عرب عجم اور ایشیائی افریقی اختلافات کو ہوا دینے اور عربی' تورانی' فارسی نیشنلزم کو اہمیت دینے کی ابتدا اگر چہ اغیار کے ہاتھوں سے ہوئی ہے لیکن افسوس ہے کہ آج یہ کام خود اپنے ہی لوگ انجام دے کر دشمن کو فائدہ پہنچا رہے ہیں۔اب چاہے اس کا باعث ان کی کج فکری وکج فہمی ہو یا اغیار کی غلامی وبردگی' یہ انحراف وگمراہی بعض اوقات اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ کچھ مسلمان حکومتیں اسلامی مذاہب اور اقوام وملل کے درمیان پھوٹ ڈالنے کے لئے خطیر رقوم صرف کرتی ہیں اور بعض افراد کھلے عام بعض ایسے اسلامی فرقوں کے کفر کا فتویٰ جاری کرتے ہیں جو تاریخِ اسلام میں درخشاں ماضی کے مالک ہیں۔

مسلم قوموں پر فرض ہے کہ وہ اس قسم کے اعمال کے خبیث وپلید محرکات کو پہچان کر بڑے شیطان اور اس کے چیلوں کے چھپے ہوئے ہاتھوں کو پشت سے باندھ کر خیانت پیشہ افراد کو بے نقاب کریں۔

۳۔ایک اہم نکتہ جس سے واقفیت تمام مسلمانوں کے لئے ضروری ہے اور اس سے مقابلے کے لئے اپنی ذمے داری کا احساس فرض ہے' یہ ہے کہ آج تقریباً پوری دنیا میں استکباری طاقتوں نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش آمیز اور بھرپور جنگ چھیڑ رکھی ہے۔اگر چہ یہ معرکہ آرائی کوئی نئی چیز نہیں ہے اور یورپ کی سامراجی تاریخ میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں' لیکن یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان کے طرز کے تنوع' گوناگونی اور ان کے علی الاعلان انجام پانے اور بعض مقامات پر ان کے قساوت آمیز ہونے کی مثال نہیں ملتی اور یہ اسی دور کی ایجاد ہے۔

عالمِ اسلام کی موجودہ صورتِ حال کے ایک جائزے سے اس وقوعے یعنی اسلام کے خلاف

معرکہ آرائی میں کھلم کھلا شدت آجانے کے اسباب وعلل واضح ہوجاتے ہیں۔اس کا سبب اور وجہ مسلمانوں کے درمیان بیداری کے پھیلاؤ کے سوا کچھ نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں نے گزشتہ دو دہائیوں میں پورے عالمِ اسلام حتیٰ غیر اسلامی ممالک میں بھی ایک گہری اور حقیقی تحریک شروع کردی ہے' جسے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی تحریک کا نام دینا چاہیے۔آج جو جوان' تعلیم یافتہ اور عصرِ حاضر کے علوم سے مالا مال نسل ہے' جس نے کل کے سامراجیوں اور آج کے مستکبروں کے برخلاف نہ صرف یہ کہ اسلام کو فراموش نہیں کیا' بلکہ انسانی علوم کی ترقی کے باعث اس کے ایمانی عقائد میں مزید گہرائی اور روشنی بھی آگئی ہے اور وہ ایمانی حرارت کے ساتھ اسلام کو گلے لگارہی ہے' نیز اسی میں اپنی گم شدہ جنت تلاش کررہی ہے۔ایران میں اسلامی جمہوریہ کی تشکیل' اس کا ثبات واستحکام اور روز بروز بڑھتا ہوا اس کا اقتدار اس جوان اور گہری تحریک کا اوج ہے۔اور خود اس نے مسلمانوں کی بیداری کے پھیلاؤ میں سب سے بڑا کردار ادا کیا ہے۔

یہی وہ چیز ہے جس نے استکباری محاذ کو (جو پہلے ہمیشہ قوموں کے مقدسات اور ان کے عقائد کے خلاف کھلم کھلا معرکہ آرائی سے گریز کرتا تھا) اسلام کے خلاف تمام ممکنہ وسائل بروئے کار لاتے ہوئے بھرپور قساوت اور بے رحمی کے ساتھ کھلم کھلا محاذ آرائی پر مجبور کردیا ہے۔امریکہ اور یورپی ممالک میں ایسے بہت سے حکمرانوں اور سیاست دانوں کا نام لیا جاسکتا ہے' جنھوں نے کم از کم ایک بار اپنے بیان میں اسلامی ایمان کے پھیلاؤ کو صاف لفظوں میں عظیم خطرہ اور اس کے خلاف معرکہ آرائی کو ضروری اور لازمی قرار دیا ہے۔جیسے جیسے ایمان اور اسلامی عمل کی طرف مسلمان جوانوں کا رجحان بڑھتا جارہا ہے' ویسے ویسے سراسیمگی اور دشمنی کے باعث یہ اظہارات واضح تر ہوتے جارہے ہیں۔اور اب معاملہ اس حد تک بڑھ گیا ہے کہ بعض اسلامی ممالک کے حکمراں اور وہ سیاستداں بھی جو اسلام سے اپنی دشمنی وعناد کو ہمیشہ منافقت کی نقاب کے پیچھے چھپائے رکھتے تھے' اپنے امریکی اور یورپی آقاؤں کا اتباع کرتے ہوئے کھلم کھلا اور صاف لفظوں میں اسلامی خطرے کا نعرہ بلند کررہے ہیں اور جن لوگوں پر یہ فرماں روائی کررہے ہیں ان کے

مقدس ایمان کو اپنے لئے خطرہ تصور کر رہے ہیں۔

عالمی سطح پر اسلامی بیداری کے خلاف معرکہ آرائی مختلف شکلیں اور انداز لئے ہوئے ہے۔ الجزائر میں ایک آزاد اور پورے طور سے ڈیموکریٹک الیکشن میں عوام کی بھاری اکثریت نے اسلامی محاذ کی حکومت کے حق میں ووٹ ڈالا' لیکن ایک پُر تشدد فوجی بغاوت نے الیکشن کے نتائج کو منسوخ' کامیاب امیدواروں کو قید اور عوام کو کچل دیا۔ اس وقت مستکبر طاقتوں' امریکہ اور یورپ نے چین کا سانس لیتے ہوئے فوجی باغیوں کی بھرپور حمایت کر کے اس معاملے کے پیچھے اپنے چھپے ہوئے ہاتھ کو آشکارا کر دیا۔

سوڈان میں جب اسلامی تنظیموں نے عوام کی بھرپور حمایت سے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی' تو مغرب نے رنگ برنگی سازشیں کرنا شروع کر دیں۔ سرحد کے اندر اور سرحد پار سے انھیں اب بھی دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔

فلسطین اور لبنان میں غاصب صہیونی مسلمان فلسطینیوں پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑ رہے ہیں' ان پر طرح طرح سے تشدد کر رہے ہیں' اور امریکہ ان درندہ صفت سفاکوں کو ہر طرح کی مدد پہنچا رہا ہے۔ ساتھ ہی وہ لبنان کے مظلوم مسلمان مدافعین پر دہشت گردی کا الزام لگا رہا ہے۔

جنوبِ عراق میں ملتِ عراق کا ایک عظیم حصہ' جو اسلامی مقاصد اور اسلامی نعروں کے ساتھ بعثی حکومت کے خلاف جدوجہد کر رہا ہے' بعثیوں کے ظلم وستم اور وحشیانہ حملوں کا نشانہ بنا ہوا ہے' لیکن امریکہ اور مغربی ممالک جنھوں نے دوسرے مسائل میں صدام کے خلاف اپنے بھرپور اقدام کے سلسلے میں اپنے اغراض ومقاصد آشکارا کر دیے ہیں' اس مقام پر رضایت آمیز اور حوصلہ افزائی کا سبب بننے والی خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔

کشمیر اور ہندوستان میں ہندوؤں کا جاہلانہ تعصب' حکومت کی چشم پوشی' بلکہ بعض مقامات پر اس کی مدد سے مسلمانوں کے مقدسات' ان کے جان ومال اور ناموس کو اپنے جارحانہ حملوں کا نشانہ بنائے ہوئے ہے اور امریکہ ومغربی ممالک غیر جانبدارانہ مسکراہٹ کے ساتھ خاموشی سے

نظارہ کر رہے ہیں۔

مصر میں مسلمان نسلوں کے سب سے زیادہ روشن خیال افراد اس ملک کی نالائق اور بدکردار حکومت کے ظلم و ستم، قید و بند اور تشدد کا نشانہ بنے ہوئے ہیں اور امریکہ اس عظیم ملک کی پست و حقیر اور اغیار سے وابستہ حکومت کی مالی و فوجی مدد کر کے اس کی حوصلہ افزائی کر رہا ہے۔

تاجکستان میں عوام کی اکثریت مسلمان ہے اور اسلام کے سائے میں زندگی بسر کرنے کی متمنی ہے، لیکن انھیں کمیونسٹ حکومت کے بچے کھچے افراد بڑی بے رحمی کے ساتھ کچل رہے ہیں۔ وہاں کے مسلم باشندوں کی بڑی تعداد کو ان کے وطن سے نکال دیا گیا ہے، لیکن مغربی ممالک، سابق سوویت یونین میں کمیونزم کی واپسی کے خوف اور اندیشے کے باوجود کمیونسٹوں کے اس اقدام کو غنیمت سمجھ رہے ہیں اور اسلام اور کمیونزم کے درمیان موازنے کے وقت کھلم کھلا اسلام دشمنوں کا ساتھ دے رہے ہیں۔

امریکہ اور یورپ میں مسلمانوں اور اسلامی تنظیموں کی توہین کی جا رہی ہے اور ان پر طرح طرح کے الزامات لگائے جا رہے ہیں۔ بعض مقامات پر اسلامی قوانین کی رعایت (جیسے عورتوں کا پردہ کرنا وغیرہ) پر پابندی لگائی جا رہی ہے، واجب القتل مصنف کی بائیکاٹ کی گئی کتاب میں اسلام کی علانیہ توہین کی یورپی حکومتوں کے سرغنہ کھلم کھلا اور بار بار تائید و حمایت کر رہے ہیں، یہاں تک کہ برطانیہ کی بدنامِ زمانہ حکومت کے سربراہ نے اس بکاؤ، بے قیمت مصنف سے ملاقات بھی کی ہے۔

ان سب سے بدتر بوسنیا میں مسلمانوں کی نسل کشی کا المیہ ہے، جس کی کوئی مثال نظر نہیں آتی۔ ایک سال سے زیادہ کا عرصہ ہو رہا ہے کہ نسل پرست صربوں نے اور ادھر کچھ عرصے سے کروشیائیوں کے تعاون سے صربیائی حکومت سے ملنے والے اسلحوں اور رسد نیز غیر ملکی امداد کے سہارے مسلمانوں یعنی بوسنیا ہرزگوینیا کے اصل باشندوں کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنا رکھا ہے، اور ناقابلِ تصور سفاکی، درندگی اور بے رحمی و شقاوت سے ان کا قتلِ عام کر رہے ہیں۔ امریکہ اور یورپ نے نہ صرف یہ کہ ان مظلوموں کی کوئی مدد نہیں کی اور صربوں کے مظالم کی روک تھام کے

لئے کوئی اقدام نہیں اٹھایا' بلکہ اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل کے وسائل وامکانات سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے مظلوم مسلمانوں تک اسلحہ پہنچنے کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کر رکھی ہیں۔ چنانچہ اقوامِ متحدہ کی فوج بھیج کر اس محاصرے اور ناکہ بندی کو مکمل کر دیا گیا ہے۔

آج اور کل کے مسلمانوں کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ امریکہ اور یورپ کے بڑے ممالک بوسنیا کے اس بھیانک المیے کے براہِ راست ذمے دار ہیں۔ اس ایک سال کے عرصے میں ان لوگوں نے صرف جھوٹے وعدے کئے ہیں' لیکن ہزاروں مقتولوں میں سے ایک شخص کو بھی قتل ہونے سے نہیں بچایا ہے اور اس سے بھی بڑھ کر ان پر اپنی دفاعی طاقت مضبوط بنانے پر بھی پابندی عائد کر دی ہے۔

ہمارے دور میں اسلام اور مسلمانوں سے امریکہ اور مغربی ممالک کی دشمنی کا یہ ایک ہلکا سا خاکہ ہے۔ مسلمانوں کی نجات اور ان کی مشکلات کا حل نہ مذاکرات اور گفتگو ہے نہ التماس ومفاہمت اور نہ وہ راستے جو بعض سادہ لوح افراد مسلمانوں کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ اس کا علاج صرف اور صرف ایک چیز ہے' اور وہ ہے مسلمانوں کا اتحاد' اسلامی اصول اور اس کی اقدار کی سختی کے ساتھ پابندی' دشمن کے دباؤ کا بھرپور مقابلہ اور طویل مدت میں اس پر عرصۂ حیات تنگ کر دینا۔ آج عالمِ اسلام کی چشمِ امید اسلامی ممالک کے غیرتمند اور بہادر جوانوں پر ہے' کہ وہ ناموسِ اسلام کا دفاع کر کے اپنا تاریخی کردار ادا کریں۔

۴۔ ایک اور اہم نکتہ جس کی تاکید ضروری ہے' وہ یہ ہے کہ استکبار اپنی تمام شیطانی تدبیروں' جھوٹے پروپیگنڈوں' سیاسی چالوں اور پوری طاقت کو بروئے کار لانے کے باوجود اسلامی بیداری کے ارتقا اور اسلام کی طرف رُجحان کی تحریک کو روکنے میں کامیاب نہیں ہوسکا ہے۔ امریکہ' استکباری ممالک اور ان کے علاقائی ایجنٹوں نے مختلف ملکوں میں اسلامی تحریک کے خلاف' من جملہ ایران میں مقدس اسلامی نظام کے خلاف' ان گزشتہ چند برسوں میں سیاسی' فوجی' اقتصادی اور تبلیغاتی میدان میں ایسی بھیانک اور وسیع مہم چلائی ہے کہ تاریخ میں جس کی مثال نظر نہیں آتی' اور اس دوران صہیونی حکومت نے علاقے میں امریکہ کے دُم چھلے کے طور پر ذلت وخباثت کی انتہا کرتے ہوئے' جس کی اس سے امید

بھی تھی، اپنا کردار ادا کیا ہے۔ مادّی اور عام حساب کتاب کے مطابق دشمنی وعناد کی بنیاد پر کی گئی مستکبروں کی اس بھرپور سعی وکوشش کے نتیجے میں اسلامی مماک میں اسلامی تحریکیوں کو کمزور، بے دَم یا پارہ پارہ ہوجانا چاہئے تھا، لیکن اس کے برعکس آج ہر شخص یہ مشاہدہ کررہا ہے کہ یہ تحریکیں رفتارِ زمانہ اور گردشِ ایام کے ساتھ ساتھ اور بھی زیادہ مستحکم، پائیدار اور وسیع ہوگئی ہیں۔

آج بہت سے اسلامی ممالک کو پیش کیا جاسکتا ہے جہاں اگر دو سال قبل الجزائر میں ہونے والے الیکشن کی طرح انتخابات کرائے جائیں، تو اسلامی تنظیمیں یا افراد اس ملک کی اکثریت کا ووٹ حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے۔ جبکہ ان ممالک میں اسلامی تنظیموں کی سرگرمیوں پر پابندی لگی ہوئی ہے، یہاں تک کہ اسلام پسندوں کو سیاسی، تبلیغی مظاہرے کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔

فلسطین کے مقبوضہ علاقوں میں مسجد کو مرکز بنا کر اسلامی نعروں کے ساتھ عوام کی جدوجہد نے صہیونیوں کا ناطقۂ حیات تنگ کردیا ہے۔ لبنان میں اسلامی مجاہد گروہوں نے پارلیمانی الیکشن میں بھاری کامیابی حاصل کی ہے۔

اسلامی جمہوریہ ایران کے متعلق بہت سے سادہ لوح افراد یہ تصور رکھتے تھے کہ یا تو یہ پوری طرح ناکام ہوجائے گی یا اپنے اصول ومقاصد سے دستبردار ہوجائے گی۔ لیکن ان کی توقعات کے برخلاف وہ اپنے انقلابی اصولوں پر سختی سے کاربند رہتے ہوئے خلافِ امید سرعت کے ساتھ ترقی کی منزلیں طے کررہی ہے۔

میں عالمِ اسلام کے تمام مسلمان بھائی بہنوں سے یہ عرض کرتا ہوں کہ دشمن کی ایک بڑی چال آپ کو مایوس اور مستقبل کے بارے میں ناامید کرنا ہے۔ دشمن کی شکست کے لئے یہی کافی ہے کہ کوئی بھی مسلمان کسی بھی صورت میں اپنے دل میں یاس وناامیدی کو جگہ نہ دے۔ کوئی بھی چیز ہمیں یاس وناامیدی کی اجازت نہیں دیتی۔ اگر دشمن میں اس الٰہی تحریک کو نابود کرنے کی توانائی ہوتی تو وہ کم ازکم اس کو آگے بڑھنے سے ہی روک لیتا، حالانکہ آپ سب لوگ مشاہدہ کررہے ہیں کہ دشمن اس میں بھی ناکام رہا ہے۔ الٰہی سنتیں اور معروضی حالات اس نئی اسلامی تحریک کے روشن

مستقبل کی بشارت دے رہے ہیں اور قرآن نے بار بار یہ اعلان کیا ہے کہ: "وَ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ." (٦) متقین کا انجام اچھا ہوگا۔

۵۔ اس بات میں شک نہیں کہ عالمی سطح پر ماڈرن پروپیگنڈہ استکبار کا سب سے زیادہ کار آمد ہتھیار ہے۔ آج ایسے بے شمار اخبار، ریڈیو اور ٹیلیویژن چینل ہیں جنھوں نے اپنی ساری جدوجہد اسلام سے دشمنی کے لئے وقف کر دی ہے، اور ان کی تعداد میں روز بہ روز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ زرخرید ماہرین سامعین کے اذہان کو گمراہ کرنے، حقائق کو مسخ کرنے، اسلامی تحریک اور عظیم اسلامی شخصیتوں کو بدنام کرنے کی غرض سے خبریں، تبصرے اور مقالے تیار کرنے میں مصروف ہیں اور اسلامی جمہوریہ ایران اپنے انقلاب کی کامیابی کے ابتدائی دنوں سے آج تک ہمیشہ اس قسم کے گمراہ کن پروپیگنڈوں کا شکار رہی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ فطری بنیادوں پر استوار اس خالص اسلامی تحریک کے مقابلے میں ان کی چالیں کبھی کامیاب نہیں ہو سکی ہیں اور دشمن اپنے مقصد کے حصول میں پوری طرح ناکام رہا ہے۔ وارثِ انبیا حضرت امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کی ملکوتی تصویر کو بگاڑ کر پیش کرنے کی غرض سے کئے گئے جھوٹے پروپیگنڈوں اور افواہوں کے باوجود آپ کی انقلابی دعوت کی موجوں نے سارے عالمِ اسلام کا احاطہ کر لیا ہے اور دنیا کے چپے چپے میں آپ کا نام، آپ کی فکر، آپ کی ہدایات، آپ کی نشانیاں اور آپ کی تصویریں پھیل چکی ہیں اور یہ ہمارے دعوے کی بہترین دلیل ہے۔

لیکن ان تمام باتوں کے باوجود یہ یقین ہے کہ مسلمان قوموں کے افکار و نظریات کے صحیح و سالم رہ جانے کی ایک بڑی وجہ علما، روشن خیال مفکرین، فعال و باشعور جوانوں، فن کاروں اور صاحبانِ فکر و قلم کی ہدایات اور ان کی جہد و جہد ہے۔ اس سلسلے میں ہم سب، خاص طور سے فرض شناس و متعہد علمائے دین پر عظیم ذمے داریاں عائد ہوتی ہیں۔

دشمن نے ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد سے اب تک اسلامی ایران کے خلاف تہمت، بہتان اور الزام تراشی کا بازار گرم کر رکھا ہے، اس کے علاوہ آج دنیا میں جہاں کہیں

بھی کوئی اسلامی تحریک سر اٹھاتی ہے اسے بھی ان ہی تہمتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ تعصب اور فکری جمود کی تہمت جسے آج ''بنیاد پرستی'' کے نام سے یاد کیا جاتا ہے' دہشت گردی کی تہمت' انسانی حقوق سے بے اعتنائی کی تہمت' ڈیموکریسی اور جمہوریت کی مخالفت کی تہمت' عورتوں کے حقوق ضائع کرنے کی تہمت' صلح سے نفرت اور جنگ وجدال سے الفت کی تہمت۔ اگر کسی شخص میں ذرّہ برابر بھی انصاف ہوگا' تو وہ ان تہمتوں کے بے بنیاد ہونے اور ان کے عائد کرنے والوں کی بے حیائی اور بے شرمی کو اچھی طرح سمجھ لے گا۔

اسلامی ایران پر جمہوریت مخالف ہونے کا الزام لگایا جاتا ہے' جبکہ عظیم اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد سے چودہ مہینوں کے اندر دو مرتبہ ریفرنڈم کرائے گئے' ایک ریفرنڈم میں ایرانی عوام نے اسلامی جمہوریہ کو ملک کے سیاسی نظام کے طور پر منتخب کیا اور دوسرے میں انھوں نے آئین کے حق میں ووٹ ڈالا اور اسی مدت میں تین عام انتخابات ہوئے۔ پہلے انتخابات آئین ساز کونسل کے اراکین چننے کے لئے' دوسرے انتخابات صدر جمہوریہ کے چناؤ کے لئے اور تیسرے انتخابات اسلامی پارلیمنٹ کے ممبران کے چناؤ کے لئے۔ اور آج تک صدرِ جمہوریہ' نیز پارلیمنٹ کے ممبروں کے چناؤ کے لئے انتخابات قانونی وقت کی پابندی کے ساتھ ہوتے رہے ہیں۔

اسلامی ایران پر دہشت گردی کا الزام وہ لوگ لگا رہے ہیں جنھوں نے خود ہی دہشت گرد صیہونی حکومت کی سب سے زیادہ حمایت کی ہے اور کر رہے ہیں' انقلاب دشمن ایرانی دہشت گرد تنظیموں کی سرپرستی کر رہے ہیں' ان کے ٹکڑوں پر پلنے والوں نے اسلامی ایران کے اندر سینکڑوں بار بموں کے دھماکے کر کے بچوں' بوڑھوں' مردوں اور عورتوں پر مشتمل ہزاروں بے گناہوں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے۔

اسلامی جمہوریہ کی طرف صلح سے مخالفت کی نسبت وہ لوگ دے رہے ہیں جنھوں نے عراق کی بعثی حکومت کی حوصلہ افزائی کر کے ایران پر آٹھ سالہ جنگ مسلط کی' اور اس مدت میں اس حکومت کی بھرپور مدد کرتے رہے' جو اسلامی ایران پر حملہ کرنے کے باعث ان کی محبوب

حکومت بن چکی تھی۔

عورتوں کے حقوق کی پامالی کی تہمت وہ لوگ لگا رہے ہیں جو پردے کی پابندی اور شرعی حدود کی رعایت کرتے ہوئے ملک کے اعلیٰ عہدوں پر فائز ایرانی عورت کی اعلیٰ منزلت کو پسند نہیں کرتے اور مغربی معاشروں میں زن و مرد کے تعلقات پر حاکم ابتذال اور عورتوں کے بزدلانہ استحصال کو عورت کی معاشرتی زندگی کے لئے بہترین نسخہ تصور کرتے ہیں۔

ایران پر انسانی حقوق کی پامالی کا الزام وہ حکومتیں لگا رہی ہیں جو خود انسانی حقوق کی پامالی کے سلسلے میں بڑے بڑے جرائم کی مرتکب ہوئی ہیں، یا ان کے لئے زمین ہموار کی ہے۔ آج بوسنیا میں جس قدر انسانی حقوق پامال کئے جا رہے ہیں، کیا یہ نئی دنیا اس کی نظیر پیش کر سکتی ہے؟ کیا ملتِ فلسطین جیسی ایک ملت کے حقوق کی پامالی انسانی حقوق کا زیاں نہیں ہے؟ کیا نام نہاد انسانی حقوق کی علمبردار دنیا کی آنکھوں کے سامنے چار سو فلسطینی باشندوں کو اپنے گھر اور وطن سے نکال دینا چشم پوشی کے قابل واقعہ ہے؟ کیا خلیجِ فارس میں امریکہ کے ہاتھوں ایران کے مسافر بردار طیارے پر حملہ، یا امریکہ میں سیاہ فاموں کے ساتھ ناانصافی، یا الجزائر میں فوجی باغیوں کی حمایت، یا مصر کی بدعنوان حکومت کی پشت پناہی، یا امریکہ میں کچھ لوگوں کو زندہ نذرِ آتش کر دینا اور اسی طرح کی دوسری سینکڑوں مثالیں انسانی حقوق کی پامالی اور اس کی حدود سے تجاوز نہیں ہیں؟ کیا وہ حکومتیں جو اتنی دیدہ دلیری سے انسانی حقوق کو پامال کر رہی ہیں، یا پامال کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کر رہی ہیں، ان کے دل کو واقعی ان کے دعوے کے مطابق ایران میں انسانی حقوق کی پامالی سے دکھ پہنچ رہا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کی تہمت لگانے والے من جملہ امریکہ کے موجودہ حکمراں جنھوں نے پروپیگنڈے میں کام آنے والے اس زنگ آلود حربے کے ذریعے نیا ہنگامہ برپا کر رکھا ہے اپنے جھوٹے وعدوں اور کذب بیانی سے بخوبی واقف ہیں، انھیں اسلامی جمہوریہ کی جو بات اچھی نہیں لگتی وہ یہ نہیں ہے، بلکہ کچھ اور ہی باتیں ہیں جن کے کھلم کھلا اعلان کی سیاسی مصلحت انھیں اجازت نہیں دیتی، اگر چہ امریکی مصنفین اور نظریہ پردازوں کے بیانات کے تجزیے سے ان

کا اصل مقصد آشکارا ہو جاتا ہے۔

اسلامی جمہوری نظام کی وہ چیزیں جو امریکہ اور تمام دوسرے مستکبروں کو غضبناک کرتی ہیں وہ یہ ہیں:

پہلی چیز: دین کا سیاست سے جدا نہ ہونا اور اسلامی جمہوریہ کی اسلامی بنیاد۔

دوسری چیز: اس نظام کی سیاسی آزادی واستقلال، یعنی یہ نظام بڑی طاقتوں کی تاناشاہی کو تسلیم نہیں کرتا جو آج پوری دنیا میں رائج ہے۔

تیسری چیز: مسئلہ فلسطین کے حل کے لئے اسلامی جمہوریہ ایران کی طرف سے پیش کی جانے والی واضح و متعین تجویز۔ اسلامی جمہوریہ ایران کی تجویز یہ ہے کہ غاصب صہیونی حکومت کو ختم کر کے اس کی جگہ پر خود فلسطینیوں پر مشتمل ایک فلسطینی حکومت قائم کی جائے اور اس حکومت کے زیر سایہ فلسطین میں مسلمان، عیسائی اور یہودی صلح وآشتی کے ساتھ زندگی بسر کریں۔

چوتھی چیز: تمام اسلامی تحریکوں کی سیاسی واخلاقی حمایت اور دنیا کے کسی بھی گوشے میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کی مذمت۔

پانچویں چیز: اسلام، قرآن، پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر انبیائے الٰہی کی عظمتوں کا دفاع اور ان مقدسات کی توہین و بے حرمتی کو رواج دینے والی سازشوں کا مقابلہ، جیسا کہ شیطانی آیات کے واجب القتل مصنف کے سلسلے میں مشاہدہ کیا جا چکا ہے۔

چھٹی چیز: اسلامی امت کے اتحاد اور اسلامی ممالک اور حکومتوں کے درمیان سیاسی واقتصادی تعاون کے لئے سعی وکوشش اور "عظیم اسلامی امت" کی شکل میں مسلمان قوموں کے اقتدار کو مستحکم بنانے کی سمت میں اقدامات۔

ساتویں چیز: مغرب کی جانب سے مسلط کی گئی ثقافت اور تہذیب کی نفی اور مسلمان ممالک میں اسلامی ثقافت کے احیا پر اصرار۔ کیونکہ مغربی حکومتیں اپنی تنگ نظری اور تعصب کے پیش نظر دنیا کی تمام قوموں سے اپنی ثقافت کو زبردستی منوانا چاہتی ہیں۔

آٹھویں چیز: جنسی ابتذال' بدکاری اور فحاشی کے خلاف جدوجہد۔ بعض مغربی ممالک خاص طور سے امریکہ اور برطانیہ نے آج کل بڑی بے شرمی و بے حیائی کے ساتھ جنسی بے راہ روی کی منحرف ترین شکل کو قانونی حیثیت دے دی ہے' یا اسے قانونی حیثیت دینے کی تیاری کر رہی ہیں اور دسیوں سال پہلے سے اس بدکاری کی مختلف شکلوں کو اسلامی ممالک میں داخل اور رائج کرنے کی منصوبہ بندی اور سعی و کوشش میں مصروف ہیں۔

یہ ہیں وہ چیزیں جو اسلامی جمہوریہ ایران سے امریکہ اور اس کے ساتھیوں کی دشمنی کا باعث بنی ہیں۔ ظاہری بات ہے' اگر وہ دشمنی کے ان اسباب و علل کا کھلم کھلا اعلان کر دیں اور مذکورہ فہرست لوگوں کے سامنے پیش کر دیں' تو وہ اپنے اس عمل سے مسلمان قوموں کی نگاہ میں اسلامی جمہوریہ ایران کے وقار و اعتبار میں اضافے کا سبب بنیں گے۔ کیونکہ یہ قومیں ان اصولوں کی شیدا ہیں۔ اسی لئے وہ اپنے پروپیگنڈوں میں ایک طرف اسلامی ایران پر دہشت گردی وغیرہ کی تہمت لگاتے ہیں اور دوسری طرف اپنے جھوٹے تجزیوں اور جعلی خبروں کے ذریعے یہ تأثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ گویا اسلامی جمہوریہ اپنے اصولوں سے دستبردار ہو گئی ہے اور دشمنوں کے سامنے اس نے سرِ تسلیم خم کر دیا ہے۔ یہ دونوں ہی باتیں جھوٹی ہیں اور ان کا سرچشمہ استکبار کی فریبی اور مکارانہ خصلت ہے۔

اسلامی جمہوریہ کے اصول جو راہِ امام خمینیؒ اور اسلام کے مسلّم الثبوت اصول و مبانی سے عبارت ہیں' دشمنوں کی منشا کے برخلاف آج بھی اسلامی ایران میں معتبر ہیں اور ہماری معاشرتی و سیاسی زندگی کی بنیاد ہیں۔

ایران کے عوام اور حکومت' اسلامِ نابِ محمدیؐ کے سائے میں زندگی (جو عزیز ترین جانوں کی قربانی دے کر ہاتھ آئی ہے) کسی بھی حال میں کھونے کو تیار نہیں۔ امام خمینی رضوان اللہ علیہ کے اصول اور خاص طور سے دین کا سیاست سے جدا نہ ہونا اور اسلام و قرآن کو گوشہ نشین کر دینے کے لئے جدید مادّیت کے دباؤ کی مزاحمت جیسے اصولوں سے اسلامی جمہوریہ کبھی دستبردار نہیں ہوگی اور

ہر حال میں انھیں مشعلِ راہ بنائے رہے گی۔

۶۔آخر میں حجاجِ محترم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے مسلمان بھائیوں سے آشنا ہونے کے لئے حج کے موقع سے بھرپور فائدہ اٹھایئے۔ مسلمانوں کی رفتار و گفتار کے ذریعے عالمِ اسلام کے حالات سے واقفیت حاصل کیجئے۔ تجربوں' آرزوؤں' توانائیوں اور ماحصل کا ایک دوسرے کے ساتھ تبادلہ کیجئے اور اپنے حج کو اسلام پسند حج سے زیادہ سے زیادہ نزدیک کیجئے۔

میں ایرانی بھائی بہنوں کو بھی نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی زبان اور عمل سے دوسرے ممالک سے آئے ہوئے بھائی بہنوں تک اپنے پُر شکوہ انقلاب' عظیم ملک اور شجاع و دلیر ملت کا پیغام پہنچائیں' خانۂ خدا اور حرمِ پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوار کی مختصر سی مدت کو غنیمت جانئے۔ یادوں سے بھری سرزمینِ حجاز اور حج کے گرانقدر مواقف سے ذکرِ خدا کے ذریعے دل کو زندہ کرنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم' نیز آنحضرتؐ کی عترتِ طیبہؑ کے ساتھ اپنے معنوی رشتوں کو مستحکم بنانے' خصوصاً حضرت ولی اللہ الاعظم امامِ زمانہ علیہ السلام' جو یقیناً مراسمِ حج کے دوران موجود رہتے ہیں اور آپ کی مقدس موجودگی سے بامعرفت دل فیضیاب ہوتے ہیں' لہٰذا آپؑ کے مقدس وجود سے متوسل ہونے' قرآن سے اُنس اور اس کی کھلی آیات میں غور و فکر کرنے' نیز دعا و تضرع اور توسل کے کسی موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے' کیونکہ خدا سے تقرب کے یہی ذرائع ہیں' ان سے بھرپور فائدہ اٹھایئے۔ مسلمانوں کی مشکلات کے دور ہونے اور اسلام اور اسلامی جمہوریہ کی روز افزوں قوت و عزت کے لئے دعا کیجئے۔ اور خداوندِ عالم سے حضرت امام خمینیؒ قدس سرّہٗ کی روح اور شہدائے اسلام کی ارواحِ طیبہ کے درجات کی بلندی کی درخواست کیجئے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

سید علی الحسینی الخامنہ ای

ذی الحجہ الحرام ۱۴۱۳ھ

حواشی:

(۱) اور اس وقت کو یاد لاؤ جب ہم نے ابراہیم کے لئے بیت اللہ کی جگہ مہیا کی کہ خبردار ہمارے بارے میں کسی طرح کا شرک نہ ہونے پائے اور تم ہمارے گھر کو طواف کرنے والوں، قیام کرنے والوں اور رکوع و سجود کرنے والوں کے لئے پاک و پاکیزہ بناؤ۔ (سورۂ حج۔ آیت ۲۶)

(۲) اور لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کردو۔ (سورۂ حج۔ آیت ۲۷)

(۳) پھر تمام لوگوں کی طرح تم بھی کوچ کرو اور اللہ سے استغفار کرو کہ اللہ بڑا بخشنے والا اور مہربان ہے۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۹۹)

(۴) اور چند معین دنوں میں ان چوپایوں پر جو خدا نے بطورِ رزق عطا کئے ہیں خدا کا نام لیں۔ (سورۂ حج۔ آیت ۲۸)

(۵) اور لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کردو۔ (سورۂ حج۔ آیت ۲۷)

(۶) انجامِ کار بہرحال صاحبانِ تقویٰ کے لئے ہے۔ (سورۂ اعراف۔ آیت ۱۲۸)

پیغامِ حج

۱۴۱۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ الْکَرِیْمِ الْاَمِیْنِ وَعَلٰی آلِہٖ الْمَیَامِیْنِ وَاَصْحَابِہٖ الْمُخْلِصِیْنَ وَالسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ."

"وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالًا وَّ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ."(۱)

ماہِ ذی الحجہ الحرام امتِ مسلمہ کے لئے اپنے ابدی ذخیرے کے ساتھ آ پہنچا ہے۔اس ہمیشہ جاری رہنے والے اور نہ ختم ہونے والے روحانی منبع وسرچشمۂ فیض کے سلسلے میں ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں؛ جس سے مسلمان اپنی ہمت ومعرفت کے مطابق ہر سال بہرہ مند ہوکر اپنے لئے توشۂ آخرت فراہم کرتے ہیں۔

خدا نے اپنے علم وحکمت سے فریضۂ حج میں جو وسعت وہمہ گیری اور منافع سموئے ہیں وہ اس قدر زیادہ ہیں کہ کسی دوسرے اسلامی فریضے میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ایک مسلمان شخص کے

لئے خلوت میں اپنے خدا کے حضور ذکر اور روحانی خضوع، معرفتِ ذات اور دل کو گناہ کی دھول سے صاف کرنا، ہر فرد کے لئے اجتماع میں شامل ہونا، پوری امتِ مسلمہ کے ساتھ ہر مسلمان کی وحدت اور ''جماعتِ مسلمین'' کی عظمت سے پھوٹنے والی قدرت کا احساس، روحانی زخموں اور بیماریوں یعنی گناہوں سے شفا حاصل کرنے کے لئے ہر فرد کی جدوجہد سے لیکر امتِ اسلامیہ کے دکھ درد اور اس کے جسم پر لگنے والی چوٹوں کی شناخت حاصل کر کے ان کے علاج معالجے کی سعی اور مسلمان اقوام یعنی اس عظیم جسم کے اعضا کے ساتھ ہمدردی کے اظہار تک وہ امور ہیں جو حج اور اس کے مختلف احکام و مناسک کی روح میں سمائے ہوئے ہیں۔

قرآن مناسکِ حج کو ''شعائر'' کے نام سے یاد کرتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ مناسک محض ایک انفرادی عمل یا ایک شخصی ذمے داری کی انجام دہی سے عبارت نہیں، بلکہ یہ نشانیاں انسان کے شعور اور معرفت کی سمتوں کو متعین کرتی ہیں۔ ان علامتوں کے پس پردہ توحید کارفرما ہے، یعنی ہر اس طاقت کی نفی جو کسی نہ کسی صورت میں انسان کے جسم و جاں پر قابض اور مسلط ہے، نیز توحید سے مراد اپنے تمام وجود پر اللہ کی مطلق حاکمیت کو لاگو کرنا ہے، یا واضح اور عام فہم الفاظ میں مسلمانوں کی انفرادی اور اجتماعی زندگی پر اسلامی نظام اور قوانین کی حاکمیت و بالادستی کو رواج دینا ہے۔ حج سے متعلق آیات کے ذریعے قرآنِ مجید سب کو مشرکین کے بتوں سے اظہارِ برائت کی دعوت دیتا ہے: ''فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ.'' (۲) ممکن ہے یہ بت ایک زمانے میں انہی بتوں کی صورت میں رہے ہوں جو کعبہ میں رکھے گئے تھے، لیکن موجودہ اور (آئندہ کے) ہر دور میں انسانی زندگی اور اس کے نظام پر ناجائز بالادستی قائم رکھنے والی وہ تمام طاقتیں جن میں آج سامراجیت اور امریکہ کی شیطانی طاقت کے علاوہ مغربی ثقافت اور مسلم ممالک اور اقوام پر مسلّط کی جانے والی بُرائی اور بیہودگی کی طاقت بالکل واضح ہے، وہ سب طاقتیں بھی انہی بتوں کے مترادف ہیں۔ یہ دوسری بات ہے کہ کٹھ پتلی حکومتوں سے وابستہ اور ان کے آلۂ کار نام نہاد علما اس بات پر اصرار کرتے نظر آتے ہیں کہ ان بتوں سے مراد صرف وہی لات و منات اور ہبل ہیں جو فتح مکہ کے دن

پیغمبر اکرمؐ کے فاتح سپاہیوں کے پاؤں تلے کچل کر چور چور اور نابود ہو گئے تھے۔ ان درباری ملاؤں کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے تئیں فریضۂ حج کو ہر طرح کے سیاسی مفہوم سے عاری کر سکیں، لیکن شاید وہ اس امر سے غافل ہیں کہ لاکھوں مسلمانوں کا یہ اجتماع، جس میں دنیا کے گوشہ وکنار سے مسلمان ایک ہی وقت میں ایک جگہ جمع ہوتے ہیں، بذاتِ خود سب سے بڑے سیاسی مفہوم کا مظہر اجتماع ہے۔ اس لئے کہ یہ امتِ مسلمہ کا وہ مظاہرہ ہے جس میں نسلی، لسانی، جغرافیائی اور تاریخی اختلافات کو بھلانے کے بعد مسلمانوں کو ایک ساتھ متحد کر کے ایک کُل کی حیثیت سے متعارف کرایا جاتا ہے۔ لیکن وہ اور ان کے آقا یہ چاہتے ہیں کہ مسلمان نہ تو اس عظیم وحدت سے کچھ سمجھ سکیں اور نہ ہی ان میں سے کوئی فرد اپنی اجتماعی حیثیت کو محسوس کر سکے۔ اگر کچھ لوگ ہر قسم کے جھوٹ اور مکروفریب پر مبنی باتیں کرتے ہیں، تو صرف اس لئے کہ اس طرح وہ وحدت واتحاد کے داعیوں اور شرک کے سرغنوں سے اظہارِ برائت کی صدا بلند کرنے والوں پر عرصۂ حیات تنگ کر سکیں۔

اسلامی جمہوریۂ ایران خواہاں ہے کہ اگر حج کے صحیح مفہوم سے مناسبت رکھنے والے سب سے بڑے عمل کو نہیں تو کم از کم چھوٹے چھوٹے اعمال کو ضرور انجام دے اور وہ عمل مسلمانوں کو دعوتِ اتحاد دینا، مسلم اقوام کو ایک دوسرے کے بارے میں صحیح خبروں سے آگاہ کرنا اور شرک وفساد کے سرغنوں سے نفرت وبرائت کا اظہار کرنا ہے، اور جو کوئی بھی ان گرانقدر اور اعلیٰ اقدار کے خلاف ہے اس کی ہر بات ناحق ہے اور قرآن نے اسی بارے میں فرمایا ہے کہ: "وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ." (۳) اسلامی جمہوریۂ ایران کے خلاف باتیں کرنے والوں کی باتیں "قولِ زور" یعنی (غلط اور بے بنیاد) ہیں، اس لئے کہ اسلامی جمہوری ایران مقبوضہ فلسطین پر صہیونی حکومت کے اقتدارِ اعلیٰ کو مسترد کرنے کے علاوہ غاصبوں کے ساتھ چند فاسد اور ٹھکرائے ہوئے لوگوں کی ساز باز کو ہرگز اہمیت نہیں دیتا، وہ عرب ممالک میں امریکہ کی مالکانہ مداخلت کی مذمت کرتا ہے، وہ بعض مسلم حکام کی طرف سے محض امریکہ اور صہیونیوں کو خوش کرنے کی خاطر اپنی مسلمان اقوام سے غداری کے عمل کو ایک قبیح عمل خیال کرتا ہے، اسلامی جمہوریۂ ایران مسلمانوں کو اپنی طاقت کو سمجھنے اور

محسوس کرنے کی دعوت دیتا ہے' اس لئے کہ آج کی دنیا میں کوئی بھی بڑی طاقت مسلمانوں کی طاقت کا مقابلہ نہیں کر سکتی' وہ اسلامی ممالک کے نظم و نسق کو چلانے کے لئے اسلامی معارف اور شرعی قوانین کی طاقت' اہمیت اور افادیت پر یقین کے ساتھ ساتھ مغرب کی مسلط کردہ ثقافت کو جو عریانی' فحاشی اور بے دینی کی مظہر ہے اسلامی ممالک کے لئے بیحد نقصان دہ تصور کرتا ہے' مختصر یہ کہ وہ (اسلامی جمہوریہ ایران) قرآن اور اسلام کی پیروی کی تاکید کرتا ہے۔

اگر آج تمام اسلامی ممالک بھی کھلم کھلا یہی باتیں کرنے لگیں اور سب اسی مؤقف پر ڈٹ جائیں۔ یعنی غاصب اسرائیل اور امریکہ کی جبری مداخلت کو ناجائز قرار دینے لگیں' شراب نوشی' فحاشی' عریانیت' جنسی بُرائیوں اور مرد و زن کی آمیزش کی نفی کریں' صہیونیوں کے ساتھ ساز باز کرنے والوں کو غدّار قرار دینے کے علاوہ مسلمانوں کو متحد ہونے اور بڑی طاقتوں کے خلاف ڈٹ جانے کی دعوت دینے لگیں' نیز اپنے حکومتی' اقتصادی اور سیاسی وغیرہ مسائل میں اسلامی احکام لاگو کریں' تو ان ممالک اور حکام کے خلاف بھی وہی پروپیگنڈے شروع ہو جائیں گے جو آج اسلامی جمہوریہ ایران کے خلاف کئے جا رہے ہیں۔ نیز یہ تمام تر الزامات' دشنام طرازیاں اور غیر شائستہ زبان ان کے خلاف بھی کھولی جائے گی' سامراجی اور صہیونی خبر رساں ایجنسیوں کے علاوہ امریکہ' برطانیہ اور ان کے پیروکاروں کے ریڈیو وغیرہ سے یہی گالم گلوچ اور غیر شائستہ زبان ان کے خلاف بھی استعمال ہونے لگے گی۔

اور یہی ہے وہ "قَوْلَ الزُّوْر." جسے اللہ تعالیٰ نے شرک کا ہمسر اور ہم پلہ قرار دیا ہے۔ اور تعجب کی بات تو یہ ہے کہ درباری ملاؤں نے بھی دنیا کے بعض خطوں میں اس حرام اور خلافِ اسلام عمل کو اپنایا ہوا ہے اور وہ امریکہ اور صہیونیوں کی پروپیگنڈہ مہموں کی تبلیغ و ترویج میں ہمہ تن سرگرمِ عمل نظر آ رہے ہیں' لیکن کیونکہ بعض اسلامی ممالک کے علما کا ہمیشہ سے یہ شیوہ اور روش رہی ہے کہ انھوں نے جابر حکمرانوں کے سامنے مکمل طور پر سرِ تسلیم خم کر رکھا ہے' اس لئے یہ صورتِ حال زیادہ تعجب کن بھی نہیں ہے۔ بہر حال اس وقت ہم سب کے سامنے اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت "حج"

ہے اور تمام مسلمانوں بلکہ پوری امتِ مسلمہ کو اس سے بھرپور فائدہ حاصل کرنا چاہئے اور جس طرح کہ ارشادِ خداوندی ہے: ''جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ.'' (۴) مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس سے اپنے دین اور دنیا کے فروغ اور فلاح کے لئے بھرپور استفادہ کریں۔ آج مسلمانوں کا دین خطرے میں ہے، اسے دشمن کے ثقافتی حملے کا سامنا ہے، اسلامی معاشروں میں بُرائی، ظلم وستم، بے ایمانی اور فحاشی و بے حیائی کے رواج کے لئے اسلام مخالف طاقتیں اپنے تشہیری اداروں اور ذرائع ابلاغِ عامہ کے ذریعے کوشاں ہیں۔

دنیائے اسلام عمومی طور پر اسلامی ممالک میں سامراج کے روز افزوں غلبے، نیز اس وجہ سے کہ اس کی ہر وہ حکومت یا گروہ جو لوگوں کے اذہان کو اسلام کی حقیقی حاکمیت اور مسلمان اقوام کی خودمختاری و آزادی کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہے، اُسے استعمار کی جانب سے کئی گنا دباؤ اور دشمنی کا خطرہ ہے۔ اسلام پر اس ہمہ گیر حملے کی علمبردار شیطانِ اعظم، یعنی ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی حکومت ہے۔

اسلام اور مسلمانوں کو جس قدر بھی مسائل و مشکلات درپیش ہیں ان کے پیچھے ہر بابصیرت آنکھ اس اسلام مخالف حکومت کے ہاتھ یا ارادے کو دیکھ سکتی ہے۔ مقبوضہ فلسطین میں صہیونیوں کی من مانیوں، گستاخیوں نیز توسیع پسندانہ عزائم اور اسرائیل کے ساتھ زیادہ سے زیادہ عرب ممالک کو ساز باز کی طرف راغب کرنے کا اہم ترین عامل اور عنصر یہی امریکہ ہے۔

علاقے کی وہ رجعت پسند حکومتیں جو امریکہ کے سامنے سرِ تسلیم خم کیے ہوئے ہیں، اگر انھیں امریکہ کی حمایت حاصل نہ ہوتی، تو وہ غاصب حکومت کے مدافعین اور ساز باز کے مخالف فلسطینیوں کے خلاف نہ ہوتیں، نیز وہ لوگ جنھیں اپنے اسلامی فریضے کی بنا پر اسرائیل سے برسرِ پیکار ہونا چاہیے تھا، وہ اسرائیل مخالف قوتوں کے ساتھ مقابلے کا لباس ہرگز نہ پہنتے۔ علاوہ ازیں امریکہ کی غیر مشروط حمایت کے بغیر نہ تو غاصب اسرائیلی حکومت حرمِ حضرت ابراہیمؑ میں ہونے والے قتلِ عام جیسے عظیم سانحے کا ارتکاب کرسکتی تھی اور نہ ہی اپنے آپ کو اس سانحے سے بری

الذمہ ظاہر کرنے کی جرائت کر سکتی تھی۔

بوسنیائی مسلمانوں کے سلسلے میں بھی یہی بات صادق آتی ہے۔صربوں کے ہاتھوں گوراشدے اور سرائیوو کے باشندوں کا قتلِ عام جو حقیقت میں معاصر دنیا کے انسانی دامن پر ذلت ورسوائی کا بدنما داغ ہے' اس کی بھاری ذمے داری بھی دنیا پر مسلط طاقتوں خصوصاً سب سے زیادہ امریکہ کے کاندھوں پر عائد ہوتی ہے۔ اگر ان کی مداخلت پسندانہ پالیسیاں نہ ہوتیں' تو آج بوسنیائی مسلمان ہر طرح کے اسلحے سے لیس صربوں کے سامنے اسلحہ کی امداد سے محروم نہ ہوتے اور ہاتھ پاؤں بندھی ہوئی نیز دشمنوں کے محاصرے میں گھری ہوئی ایک قوم خونخوار' جارح اور حمایت یافتہ حملہ آوروں کے ظلم ستم کی بھینٹ نہ چڑھتی۔

المناک پہلو تو یہ ہے کہ امریکہ اور نیٹو ممالک نے نہ صرف یہ کہ بوسنیائی مسلمانوں کے قتلِ عام پر مبنی اس سفاکانہ منصوبہ بندی پر اپنی رضامندی ظاہر کی ہے' بلکہ اقوامِ متحدہ اور اس کے سیکریٹری جنرل کو مکمل طور پر اس منصوبے پر عمل درآمد کرانے کا اختیار دے کر صربوں کے ہاتھوں بوسنیائی مسلمانوں کا قلع قمع کرنے پر بھی اپنی رضامندی کی علامت ظاہر کی ہے۔صرف یہی نہیں بلکہ بوسنیا کے مسلمان بچوں' عورتوں' بوڑھوں اور نوجوانوں پر وحشیانہ حملے کے کئی ہفتے بعد گوراشدے شہر میں' جہاں ہزاروں بے گناہ لوگ قتل ہوئے اور جہاں کے باشندوں پر اتنی بڑی مصیبت کا پہاڑ ٹوٹا تھا' وہاں صربوں پر فضائی حملے کو مؤخر کرنے کے بعد یہ لوگ اس مسئلے کو اپنی انسان دوستی' امن پسندی اور غیر جانبداری پر محمول کرتے ہیں۔

آیا کئی گھنٹوں اور دنوں کے بعد اگر کوئی کوڑے کے ذریعے کسی شخص کی سزا کو مؤخر کر دے' تو کیا وہ انسان دوستی کا دعویٰ کر سکتا ہے؟ کیا سزا نہ دینے کو دلیل کے طور پر پیش کرنا غیر جانبدار ہونے کا ثبوت ہے؟

یہی مسئلہ جو ظاہری طور پر غیر جانبداری ہے درحقیقت مسلمانوں کے خلاف مخاصمانہ روش ہے' جسے ان تمام امور میں دیکھا جا سکتا ہے جن میں ایک طرف اپنے دشمنوں کے ظلم وستم اور دباؤ کی

زد میں آنے والے مظلوم مسلمان ہیں اور دوسری طرف امریکہ اور اس کے یورپی اتحادی ممالک۔ ایسے ہی امور کی مثالوں میں بطورِ نمونہ کشمیر کے دل ہلا دینے والے مسائل، قرہ باغ اور تاجکستان کے مسلمانوں کی تکلیف دہ صورتِ حال ہے۔ جہاں کہیں بھی کوئی حکومت یا جماعت اسلام کا نعرہ لگاتی ہے اور بغیر کسی قید وشرط کے اسلام کی بالادستی کے لئے جدو جہد کرتی ہے، تو اسے توہین، الزامات، تشدد، سختی اور امریکہ کی خباثت آمیز دشمنی سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ اس امر کی واضح مثالیں حکومتِ سوڈان، الجزائر کی اسلامی تحریک، لبنان کی حزب اللہ، حماس اور فلسطین کی اسلامی جہاد، مصری مسلمان اور اسی طرح کے دیگر لوگ ہیں۔ ان سب کے ساتھ عالمی سامراج اور اس کے کٹھ پتلی عناصر بلکہ ان سب سے بڑھ کر امریکہ نے ایک ایسا رَوَیہ اور سلوک اپنایا ہوا ہے جو تشدد پر مبنی قبائلی معاشروں کے اصولوں اور رَوَیوں کی طرح ہوتا ہے۔

اسلامی ملک ایران کے خلاف غصے اور بے انصافی پر مبنی امریکہ کے معاندانہ اصول اور دشمنی جو کہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے غیر مؤثر رہی ہے ایک الگ کہانی ہے جس سے دنیا کے بہت سے لوگ بخوبی باخبر ہیں۔ کیا آج عظیم امتِ مسلمہ، مسلمان سربراہانِ مملکت، سیاستداں، دانشور اور علمائے دین پر ذمے داری عائد نہیں ہوتی؟ وہ افراد جو اسلام کے عظیم القدر پیغمبر کی اس حدیث پر عقیدہ رکھتے ہیں جس میں آپؐ نے فرمایا: "مَنْ اَصْبَحَ وَلَمْ يَهْتَمْ بِاُمُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ۔" (۵) آیا ان لوگوں کے لئے اس مقصد کی تکمیل کے لئے حجِ بیت اللہ سے زیادہ بہتر موقع اور ایامِ معلومات سے زیادہ مناسب کوئی وقت ہوسکتا ہے؟ یقینی طور پر اس امر کو ہرگز بے مقصد قرار نہیں دیا جاسکتا کہ حضورِ اکرمؐ نے مشرکین سے نفرت وبرائت کے اظہار کے لئے (جو ایک مکمل سیاسی عمل ہی نہیں بلکہ پہلی اسلامی ریاست کے نظام اور حکومت کے سیاسی ڈھانچے کی اہم ترین اساس بھی ہے) حج کے دنوں کا انتخاب فرمایا اور قرآنی دستور میں اعلان کیا گیا کہ:

"وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ

وَ رَسُولُهُ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْآ اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ وَ بَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ۔" (٦)

جی ہاں، حج ایک ایسا فریضہ ہے جس کے ذریعے امتِ مسلمہ کی تمام اہم سیاسی مشکلات حل کی جا سکتی ہیں۔ اس لحاظ سے حج ایک دینی سیاسی فریضہ ہے اور اس کی فطرت و خصوصیات اس بات کی واضح طور پر نشاندہی کرتی ہیں۔ جو لوگ اس حقیقت کا انکار کرتے ہوئے اس کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہے ہیں، وہ درحقیقت ان مسائل کے حل کے خلاف ہیں۔

مختصر یہ کہ حج وحدت، مسلمانوں کے اقتدارِ اعلیٰ اور مسلمانوں کی انفرادی و اجتماعی اصلاح سے عبارت فریضہ ہے۔ بلکہ مختصر الفاظ میں اسے دنیا و آخرت کے فریضے سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ جو لوگ حج کے سیاسی مفہوم کو قبول نہیں کرنا چاہتے، وہ درحقیقت اسلام کو سیاست سے دور اور دین کو سیاست سے جدا سمجھتے ہیں۔ جبکہ سیاست سے دین کی جدائی کا نعرہ وہی مسئلہ ہے جسے اسلامی معاشرے پر اسلام کی حاکمیت کے مخالفین نے بیسیوں سال سے مسلط کر رکھا ہے اور آج جب ایران میں دین مقدس اسلام کی بنیادوں پر استوار ایک حکومت قائم ہو چکی ہے، نیز پورے عالمِ اسلام میں اسلامی حکومت کے قیام کا روز افزوں شوق و ولولہ تیزی سے پھیل رہا ہے، اس نعرے کو ہر زمانے سے زیادہ تیزی اور سختی کے ساتھ بلند کیا جا رہا ہے۔ اور جہاں اس ہدف کی تکمیل کے لئے راہیں ہموار کی گئی ہیں، وہاں وہ لوگ جہاں تک ان کا بس چلتا ہے سختی اور نہایت سنجیدگی کے ساتھ اس کے خلاف میدانِ کارزار میں اُترتے ہیں۔

اسلامی حاکمیت جہاں اسلامی ممالک میں مستکبرین کی مداخلت کے مقابلے میں ڈٹ جانے کی ضامن ہے، وہاں اسلامی ممالک کے نظم و نسق چلانے کے لئے بڑھنے والی شیطانی طاقتوں اور عالمی سامراج سے وابستہ عناصر کے ہاتھ ہمیشہ کے لئے قلم کر دینے کا باعث بھی ہے۔ لہٰذا یہ ایک فطری امر ہے کہ سامراج اور اس کے کٹھ پتلی عناصر، تمام شیاطین اور ان کے پیروکار اس اسلامی حاکمیت سے ناراض ہوں، جبکہ اس کے برعکس خدا اور روزِ جزا پر ایمان رکھنے والے اسلام کے سچے

پیروکار، اسلامی حاکمیت کو اپنانے کے لئے اسی انداز سے جہاد کریں۔

اب جبکہ سعادتمند لوگوں کو یہ توفیق حاصل ہوئی ہے کہ وہ دنیا کے تمام خطوں سے معین دنوں میں آ کر حج بیت اللہ کا شرف حاصل کریں، میں نہایت عجز و انکساری کے ساتھ خداوندِ متعال سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ ان کے حج کو قبول فرمائے اور انھیں اس کا اجرِ عظیم عطا کرے۔ نیز انھیں اور پوری امتِ مسلمہ کو اس (حج) کے منافع سے بہرہ مند فرمائے۔

میں اس موقع پر اپنے بھائیوں اور بہنوں کو بعض امور کی خاص طور پر تلقین کرنا چاہتا ہوں:

۱۔ (حج کے) اس موقع کو اپنی ذات کی تعمیر اور خضوع و خشوع کے لئے ایک غنیمت سمجھ کر اپنی پوری زندگی کے لئے اس سے روحانی زادِ راہ حاصل کریں۔

۲۔ مسلمانوں کے اہم ترین مسائل کے حل کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اور یہ خواہش ہمیشہ اپنی دعاؤں اور مناجات میں شامل رکھیں۔

۳۔ دیگر ممالک کے مسلمانوں اور ان کی روزمرہ زندگی کے مثبت و منفی پہلوؤں سے آشنائی حاصل کرنے کی خاطر ہر مناسب لمحے سے استفادہ کریں۔

غیر ایرانی مسلمان افراد کو چاہئے کہ وہ اسلامی ملک ایران سے متعلق حقائق اور مسائل کو خصوصیت کے ساتھ اپنے ایرانی بھائیوں اور بہنوں کی زبانی سنیں اور عالمی پروپیگنڈوں کی سچائی اور جھوٹ کو پرکھیں۔ علاوہ ازیں ہمیشہ یہی کوشش کریں کہ مسلمانوں کے مسائل کے بارے میں حضرت امام خمینی (قدس نفسہ الشریفہ) کی تعلیمات سے آشنائی اور استفادہ کر کے تاریخِ اسلام کے اس عظیم مصلح کو بہتر طریقے سے سمجھیں۔

۴۔ امتِ مسلمہ اپنے ملک کے حالات کے بارے میں ہر قسم کی صحیح اطلاع اور شناخت دوسرے ممالک کے مسلمانوں تک پہنچائیں۔

۵۔ اپنی گفتگو کے دوران، چاہے آپ کا تعلق کسی بھی اسلامی ملک سے ہو یا آپ کسی بھی نقطۂ نظر کے حامی ہوں، اسلامی تفکرات کو اُجاگر کریں اور دوسروں کو بھی اس بارے میں سوچنے کی تلقین

کریں۔ قطع نظر اس کے کہ آپ کی جغرافیائی‘ نسلی یا گروہی سرحدیں کہاں ملتی ہیں؟

۶۔ ہمیشہ اپنے سننے والوں کو اس امر کی یاددہانی کرائیں کہ خدائے متعال نے کروڑوں مسلمانوں کو اسلامی ممالک کی صورت میں ایک عظیم طاقت عطا کی ہے‘ ان ممالک میں نہ صرف بے شمار مادّی اور روحانی طاقتیں موجود ہیں بلکہ یہ ثقافت کے عظیم ورثے‘ تہذیب وتمدن‘ یقین اور اخلاقیات جیسی نعمتوں سے بھی مالا مال ہیں۔

۷۔ یورپی طاقتوں خاص طور پر امریکہ کے اس خواب کو کہ وہ ہمیشہ قائم رہنے والی دائمی طاقت ہے شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دیں۔ سامراج چاہتا ہے کہ اس کی ہمیشہ تجلیل وتعریف ہوتی رہے اور وہ اپنے دوام کو مسلمانوں کے ذہن میں بٹھادے۔ اس بات کو خود بھی یاد رکھیں اور دوسروں کو بھی اس کی یاددہانی کرائیں کہ جس طرح بظاہر ناقابلِ شکست نظر آنے والی کمیونسٹ طاقت موجودہ نسل کے سامنے بغیر کوئی نشان چھوڑے ٹوٹ کر راکھ ہو چکی ہے‘ اسی طرح ممکن ہے کہ موجودہ (نام نہاد) بڑی طاقتیں بھی جلد تباہ ہو کر نابود ہو جائیں۔

۸۔ اسلامی ممالک کے دانشوروں اور علمائے دین کی ذمے داریاں بہت زیادہ ہیں۔ آپ کو چاہئے کہ آپ انھیں اور دیگر افراد کو اس حقیقت کی یاددہانی کراتے رہیں۔

۹۔ جہاں تک مسلم قائدین کے لئے حسنِ نیت کا تعلق ہے‘ اسلامی ممالک کے سربراہوں کو ان کی ذمے داریوں‘ ان کو درپیش مسائل‘ مسلمانوں کے مفادات کے حصول‘ استعماری طاقتوں سے دور رہنے کی تلقین‘ اپنے لوگوں پر اعتماد اور اپنے حکمرانوں کے ساتھ اچھے روابط استوار کرنے کے بارے میں یاددہانی کراتے رہیں۔ خدا کے حضور دعا گو ہیں کہ وہ ان معاملات کو درست کرنے میں آپ کا حامی ومددگار ہو۔

۱۰۔ ہمیشہ یاد رکھیں کہ فقط سربراہوں پر ہی یہ لازم نہیں ہے کہ وہ اپنے کاندھوں پر قوم کی ذمے داریوں کا بوجھ اٹھائیں‘ بلکہ ہر وہ شخص جو ان عظیم مقاصد کو سمجھ سکے‘ وہ ایک انتہائی اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ محترم حجاجِ کرام کا حج خداوندِ متعال کے لطف وکرم اور حضرت امامِ زمان

ولی اللہ الاعظم ارواحنا لہ الفدا کی خاص توجہ سے بارگاہِ ایزدی میں شرفِ قبولیت حاصل کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا فضل وکرم اور رحمتِ واسعۂ الٰہی امتِ مسلمہ اور مسلمانوں کے شاملِ حال ہوگی۔

والسلام علی جمیع عباد اللہ الصالحین

سید علی حسینی خامنہ ای

۴ ذی الحجہ الحرام ۱۴۱۴ھ

❁❁❁

حواشی:

(۱) اور لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کردو کہ لوگ تمہاری طرف پیدل اور لاغر سواریوں پر دور دراز علاقوں سے سوار ہوکر آئیں گے۔ (سورۂ حج۔ آیت ۲۷)

(۲) تم ناپاک بتوں سے پرہیز کرتے رہو۔ (سورۂ حج۔ آیت ۳۰)

(۳) لغو اور مہمل باتوں سے اجتناب کرتے رہو۔ (سورۂ حج۔ آیت ۳۰)

(۴) اللہ نے کعبہ کو جو بیت الحرام ہے لوگوں کے قیام کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ (سورۂ مائدہ۔ آیت ۹۷)

(۵) جو شخص اس حالت میں صبح کرے کہ وہ مسلمانوں کے امور سے بے خبر ہو تو وہ مسلمان نہیں۔ (حدیثِ پیغمبرؐ)

(۶) اور اللہ و رسول کی طرف سے حجِ اکبر کے دن انسانوں کے لئے اعلانِ عام ہے کہ اللہ اور اس کا رسول دونوں مشرکین سے بیزار ہیں۔ لہٰذا اگر توبہ کرلو گے تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر انحراف کیا تو یاد رکھنا کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کرسکتے ہو۔ اور پیغمبر آپ کافروں کو دردناک عذاب کی بشارت دے دیجئے۔ (سورۂ توبہ۔ آیت ۳)

پیغامِ حج

۱۴۱۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّد المُصْطَفٰی وَ آلِہٖ الطَّاھِرِیْنَ."

"وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْکَ رِجَالاً وَّ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ."(۱)

جس طرح سے جہانِ طبیعت پر بہار نشاطِ زندگی سے لبریز ہوکر اپنے معین وقت میں آتی ہے اسی طرح موسمِ حج بھی جو روح و دل کی بہار ہے اور میقات تک پہنچنے والے مسلمانوں کے دل میں توحیدی زندگی کی روح پیدا کرنے کا موسم ہے، ہر سال خدا کے مقرر کردہ وقت پر آتا ہے، پاک اور مبارک چشمے کی طرح بہتا ہے اور پورے عالمِ اسلام پر حیاطِ طیبہ کی پھوار برساتا ہے۔ اور جن لوگوں کی رسائی اس مبارک چشمے تک ہوتی ہے وہ گناہ، شرک، مادّی سوچ، پستی اور بدکرداری کے خیالات کے گرد و غبار سے دھل جاتے ہیں۔ اور اگر وہاں پہنچنے والے اہلِ توجہ اور اہلِ تذکر ہوں تو عمر بھر کے لئے اچھائیوں اور کامیابیوں کا ذخیرہ حاصل کرتے ہیں۔

چودہ سو سال سے زیادہ عرصے سے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز میں ابراہیم خلیلؑ کی ندا ہر سال اسی موسم میں بیت اللہ کے مہمانوں کو اتحاد و معنویت کے مرکز کی طرف لے آتی ہے' تاکہ مرکزِ توحید کے گرد اس عروجِ ابدی کے تسلسل کے ہمراہ طواف کریں اور مقامِ ابراہیمؑ کے پیچھے کعبۂ محمدیؐ کی طرف نماز پڑھیں۔ اور صفا اور مروہ کے درمیان صدق وصفا پانے کے لئے مؤمن کی ابدی سعی کو مجسم کریں۔ اور عرفات میں اپنے حقیر اور ناچیز ہونے کی شناخت اور خدا کی عزت وعظمت کی معرفت حاصل کریں۔ اور مشعر میں اپنے وجود کے تاریک صحرا میں نورِ حق کی تابندگی کا ادراک اور خدا سے قلبی لگاؤ' عشق اور اس سے انس پیدا کرنے' نیز اسے یاد رکھنے اور یاد کرنے کا شعور پائیں۔ اور منیٰ میں شیطانِ بزرگ اور دیگر چھوٹے بڑے شیطانوں کو نشانے پر لیکر سنگ باری کریں۔ اور راہِ بندگی سے منحرف کرنے والی خواہشات اور تمایلات کو ذبح کرنے کی غرض سے علامتی طور پر منیٰ میں ایک قربانی ذبح کریں۔ اور یہ سارے مناسک احرام کی حالت میں' جبکہ حاجی اپنے حریمِ قلب وروح میں اس بہشت کی نعمتوں سے باز رہتا ہے' دیگر مسلمانوں کے ساتھ بجالائیں' جو کہ قومیتوں اور ثقافتوں اور مادّی اور معنوی مرتبوں میں مختلف ہیں اور مختلف ممالک سے آئے ہوئے ہیں۔ اور اپنی مادّی زندگی کی اس آلودہ فضا میں روح ودل پر لگے ہوئے میل کچیل کو ہٹانے کے لئے علامتی طور پر حلق وتقصیر کریں۔ اور گناہوں کی دوری اور خدا کی محبت ومعرفت کی تجلی کی وجہ سے روح ودل کو حاصل ہونے والی طراوت اور تازگی کے ساتھ پھر سے خدا کے گھر کی طرف پلٹیں اور پہلے سے بہتر معنویت کے افق پر فائز ہو کر طواف' نماز اور سعی کو بجالائیں اور توحید' معنویت اور صدق وصفا کے ذخیرے کے ساتھ' نیز شیطان کا مقابلہ کرنے کے عزمِ راسخ اور اپنے نفس پر غالب آنے کی قوت کے ساتھ اپنے اپنے ممالک کو لوٹنے کی تیاری کریں۔ اور عطرِ حج سے دنیا کے گوشے گوشے کو معطر کرنے کے لئے آمادہ ہو جائیں۔ اسلام کی بے مانند حکمت نے اس حیرت انگیز' اسرار ورموز سے بھری ہوئی آزمائش کو اس طرح سے مرتب کیا ہے کہ ہر دور میں' ہر زمانے میں اور دنیا کے مشرق ومغرب میں

جہاں جہاں تک اسلام پھیلا ہے وہاں وہاں تک اسلام کے اس عظیم پیکر کے بکھرے ہوئے اعضا کو جوڑنے اور یکجا کرنے کے لئے یہی ایک واجب کافی ہے۔

ہر سال مخصوص تاریخوں میں سب یکجا ہوتے ہیں؛ اس زمانے میں بھی جب دنیا کے بعض ملکوں سے کعبے کا سفر مشتاقانِ خانۂ خدا کے لئے پورے ایک سال کا تھا؛ اور اس زمانے میں بھی جب امت مسلمہ کے دشمنوں کو اپنا زہریلا پروپیگنڈہ کرۂ ارض کے تمام علاقوں تک پہنچانے کے لئے ایک گھنٹے سے زیادہ (وقت) کی ضرورت نہیں۔ ہمیشہ اس عظیم پیکر (امتِ مسلمہ) کے منتشر اور بکھرے ہوئے اجزا اس اتحاد و طاقت کے مرکز کے محتاج رہے ہیں جو صفا و معنویت، برادری و اخوت، توحید و معرفت اور علم و آگاہی کا مرکز ہے۔ اسلام میں اگر حج نہ ہوتا تو ایک بنیادی رکن اور ایک جوہری جز کی کمی رہتی۔ حج کی ذات اور جوہر میں دو اہم عناصر پائے جاتے ہیں۔

۱۔ فکری و عملی طور پر خدا سے نزدیکی اور قربت۔

۲۔ شیطان اور طاغوت سے جسمانی اور روحانی دوری۔

حج کے اعمال و تروک سب کے سب ان دونوں کو حاصل کرنے اور ان کے مقدمات و اسباب فراہم کرنے کے لئے ہیں۔ اسلام اور دیگر الٰہی ادیان کا خلاصہ بھی یہی دونوں ہیں:

"وَ لَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَ اجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ." (۲)

حج سے متعلق مندرجہ ذیل آیات اور اس طرح کی دیگر آیات میں بھی ان دونوں عناصر (قربِ خدا اور طاغوت سے دوری) کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے:

"حُنَفَآءَ لِلّٰهِ غَيْرَ مُشْرِكِيْنَ بِهٖ." (۳)

"فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا." (۴)

"فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ

اَشَدَّ ذِكْرًا." (۵)

ذکر' نماز' تسلیم' احرام' اپنے آپ اور خدا میں غور وفکر' تصفیۂ باطن اور سعی وتلاش وہ امور ہیں جن سے قربِ خدا حاصل ہوتا ہے۔ اور آخر میں یہی امور حاجی کے توشہ دانِ سفرِ حج میں تقویٰ کو زادِ راہِ زندگی بنا کر رکھ دیتے ہیں: "تَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى وَ اتَّقُوْنِ يٰۤاُولِى الْاَلْبَابِ." (۶) مذکورہ امور کے نتائج شیطان اور طاغوت سے اجتناب کرنے' پستیوں میں دھکیلنے والی خواہشات اور شہوات سے دلبستگی توڑنے' صبر وخود اعتمادی کی توانائی اور عظیم امتِ اسلامی کی قوت سے مدد حاصل کرنے کی صورت میں نکلتے ہیں۔

ان اہم نتائج کو پانے کے لئے طواف' سعی' وقوفِ عرفات' مشعر' منیٰ میں سب کے مل کر ہر طرف سے جمرات شیطان کو ہدف قرار دینے اور شیطان سے عمومی اظہارِ نفرت و برائت کرنے کے مقامات میں مسلمانوں کو ہم آوازی' ہم فکری' ہم گامی اور ہم آہنگی کی صورت میں حرکت کرنے کی ضرورت ہے۔ مختصر یہ کہ ہم دستی' ہم دلی' دنیا بھر کے تمام مسلمانوں میں ہم عزمی' امن وامان اور قدرت وتوانائی کا احساس' اتحاد اور ہمبستگی کے سائے میں حاصل ہوتے ہیں: "وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا." (۷) اگر حج کو اسی طرح بجالایا جائے جس طرح قرآن نے چاہا ہے۔ اور پیغمبر اسلامؐ نے فرمایا ہے اور عمل کیا ہے: "خُذُوْا عَنِّىْ مَنَاسِكَكُمْ." (۸) پیغمبرؐ کے عمل سے حج کے مناسک حاصل کئے جائیں تو یہ افراد کو کمال اور امت کو عزت فراہم کرے گا۔ جس کسی نے بھی ایسے حج کی مخالفت کی اور حج کو ان خطوط سے جدا کرنا چاہا کہ جن پر اسے تسلیم کیا گیا ہے' تو اس نے حقیقت میں فردِ مسلم کے کمال اور امت مسلمہ کی عزت کی مخالفت کی ہے۔

آج کا استکبار صہیونیت کے منصوبے کے مطابق امریکہ کی سربراہی میں آشکارا طور پر اسلام اور مسلمانوں کے مقابلے میں ہے۔ یہ اسلام دشمنوں کی دیرینہ اسلام دشمنی کا تسلسل ہے' لیکن آج جدید طریقوں' جدید مقاصد اور جدید وسائل کے ساتھ اظہارِ دشمنی کرتے ہیں۔ کتنے

افسوس کی بات ہے کہ مسلمان ایسے فتنہ انگیز، فتنہ پرور اور برسرِ پیکار دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے حج سے فائدہ نہ اٹھائیں، جبکہ حج بہترین مرکزِ استقامت، مرکزِ قوت اور محورِ اتحاد ہے۔ مسلمان ایسے مرکز کے ہوتے ہوئے دشمنوں کے مقابلے میں نہتے رہیں اور مقابلہ نہ کریں۔ کامل اور بامعنی حج تقریبِ قلوب، تبادلِ علم و آگاہی اور دشمنوں کے مخفی مقاصد کی افشاگری کرسکتا اور اسلام اور مسلمانوں کے خلاف دشمنوں کی سازشوں کو ناکام بنا سکتا ہے۔

آج اسلام دشمنوں، یعنی استکباری اور صہیونی قوتوں کا بنیادی اور اہم کام مسلمانوں میں افتراق ڈالنا اور جو بھی ملک، حکومت یا معاشرہ اسلامی بیداری اور قرآن کی حاکمیت کی حمایت کرتا اور اسلام و مسلمین کی عزت کی بات کرتا ہے، اس کے خلاف طرح طرح کے پروپیگنڈے کر کے اسے بدنام کرنا ہے۔ اس لئے کہ صاف ظاہر ہے اگر وہ افتراق اور پروپیگنڈے کے زور پر امت کے اس فعال اور متحرک حصے کو امت کے بقیہ حصے سے جدا کرنے میں کامیاب ہو جائیں، تو پورے پیکرِ اسلام کے خلاف جو ان کی حیثیانہ تدبیریں ہیں ان کو پورا کرنا آسان ہو جائے گا۔

اِن دنوں اسلامی جمہوریۂ ایران کے خلاف وسیع پیمانے پر پروپیگنڈے کی یلغار دنیا کے سامنے ہے۔ اگرچہ خدا کے فضل سے ابھی تک وہ اپنی اس پروپیگنڈہ مہم میں ناکام ہیں، لیکن پھر بھی وہ اس سے باز نہیں آئیں گے۔ حضرت امام خمینیؒ کے زمانے سے اب تک ان کی ایران دشمنی کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس ملک میں ہر سیاسی فیصلے کو اسلام کے معیار پر پرکھا جاتا ہے، پھر اسے قبول یا رد کیا جاتا ہے۔ تمام سیاسی فیصلے اور اقدامات اسلامی تعلیمات کی بنیاد پر کئے جاتے ہیں۔ ہم صہیونزم سے تعلقات کو مسترد کرتے ہیں، اس لئے کہ اس سے تعلقات جوڑنا فلسطینیوں کی جلاوطنی اور فلسطین پر غاصبانہ قبضے کو تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔ ہم فلسطین، بوسنیا، افغانستان، کشمیر، چیچنیا، آذربائیجان اور الجزائر کے عوام اور دیگر مسلمان قوموں کی حمایت کرتے ہیں۔ اس لئے کہ قرآن نے واضح اور آشکارا طور پر کمزوروں اور مستضعفین کی حمایت کو ضروری قرار دیا ہے:

"وَ مَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَ النِّسَآءِ وَ الْوِلْدَانِ الَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ اَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا وَّاجْعَلْ لَّنَا مِنْ لَّدُنْكَ نَصِيْرًا." (۹)

اور ہم اسلامی ممالک اور دیگر کمزور ملکوں میں امریکہ کی اثر اندازی' دخل اندازی اور تسلط کی مخالفت کرتے ہیں' اس لئے کہ یہی قرآن کا حکم ہے:

"لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّيْ وَ عَدُوَّكُمْ اَوْلِيَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَيْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ." (۱۰)

ہم اپنے ملک میں قوانین اور ضوابط کا معیار' اسلامی احکام کو سمجھتے ہیں' اس لئے کہ قومی عزت' آزادی' آسائش اور مادّی و معنوی کمال کا حصول اسلامی احکام پر عمل کرنے سے وابستہ ہے۔ یہ سب وہ اسباب ہیں جن کی وجہ سے عالمی استکبار صیہونی ریشہ دوانیوں کے ہمراہ ایران کو اپنا بڑا دشمن سمجھتا ہے اور ممکنہ دشمنی سے نہیں چوکتا۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ تمام اسلامی ممالک میں ہمارے اہداف اور مقاصد کو پذیرائی حاصل ہو رہی ہے۔ اکثر اسلامی ممالک کے جوانوں' پڑھے لکھے طبقوں' علمی مراکز کے اہلِ علم اور یونیورسٹیز کے اساتذہ اور شعرا' ادبا اور پاکیزہ اور غیرت مند عناصر نیز کثیر تعداد میں صاحبانِ منصب و حکومت اور مڈل کلاس کے عوام کے دل ہی نہیں زبان و قلم بھی ہمارے اہداف (اسلامی اہداف) سے موافقت رکھتے ہیں۔

ہم اسرائیل اور عربوں کے گٹھ جوڑ کے مخالف ہیں' اسلامی ممالک کے حکمرانوں پر روز بروز بڑھتے ہوئے امریکی تسلط اور یورپ' ایشیا اور افریقی مسلمانوں کے مسائل سے اسلامی حکمرانوں کی لاپرواہی کے مخالف ہیں۔ ان تمام باتوں کو استکبار ایران میں اسلام کی بالادستی اور ایران کی بڑھتی ہوئی قدرت و اقتدار کا نتیجہ سمجھتا ہے۔ اس لئے وہ اپنے دل میں ایران کے لئے

دیوانگی کی حد تک غیظ وغضب رکھتا ہے۔ جو لوگ ابراہیمیؑ حج' بامعنی حج اور رہنما حج کی مخالفت کرتے ہیں' ان کی مخالفت کی وجہ بھی وہی ہے جس کی بنا پر استکبار غیظ وغضب کا شکار ہے۔ حج کی حقیقت میں غور وفکر کرنا معجزاتی حد تک اس فکر (اسلامی فکر) کو مسلمانوں میں عام کرنے کی تحریک پیدا کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ حج ایک عظیم چوراہہ ہے' جس تک دنیا کے مشرق ومغرب اور شمال وجنوب کی راہیں پہنچتی ہیں' جہاں اسلام اور مسلمانوں کے حوالے سے گفت وشنید اور تبادلِ آراء انجام پا سکتے ہیں۔

میں حج کے اس محشرِ عظیم میں اکٹھے ہونے والے بھائیوں اور بہنوں کو انکسارانہ طور پر نصیحت کرتا ہوں کہ حج میں غور وفکر کریں اور وہ دو اصلی نکتے۔ ایک یہ کہ: خود کو خدا کے حوالے کرنا' فکری طور پر اس ذات کی نزدیکی اور اس کی حقیقی اور خالص بندگی کے ذریعے اس کی قربت پانا' اور دوسرا یہ کہ: شیاطین اور دشمنانِ راہِ خدا سے دوری ونفرت' حج سے حاصل کریں۔ اور خدا کی محبت سے سرشار دل' تقویٰ سے بھرپور نفس اور اسلامی امت کے مستقبل کی نسبت امید سے لبریز روح' اسلامی اہداف کو جامۂ عمل پہنانے کے عزمِ راسخ اور مسلم معاشروں میں اسلامی ثقافت اور اسلامی معارف وقوانین کو فروغ دینے کے مقصد کو لیکر اپنے اپنے ملکوں کو لوٹ جائیں۔ دشمنوں کی کھوکھلی قوت ہماری آنکھوں کو خیرہ نہ کر دے۔ وہ مسلمانوں کی فکری کمزوری اور ان کے انتشار وافتراق سے فائدہ اٹھا کر سادہ لوح جوانوں کو اپنی قوت کئی گنا بڑھا کر دکھاتا ہے۔ جب بھی مستکبرین کے اظہارِ قدرت کو مسلمانوں نے دل سے روکنا چاہا' کامیاب ہوئے ہیں اور استکبار کو شکست ہوئی ہے اور وہ اپنے مقصد میں ناکام ہوا ہے۔ اسلامی جمہوریہ ایران پر ایک نظر ڈالیں اور اس کے حالات کا مشاہدہ کریں' تو آپ کو معلوم ہوگا کہ امریکہ اور اس کے ہمکاروں کی سولہ سالہ عظیم افسانوی دشمنی بھی اس ملک کا کچھ نہیں بگاڑ سکی ہے اور ہمیں خدا نے کامیابی عطا کی ہے۔ آج کا ایران گزشتہ کی نسبت زیادہ کامیاب' زیادہ بانشاط' زیادہ پُر امید اور زیادہ توانا ہے۔ آج امریکہ جو کہ اسلامی بیداری کو روکنے کی جنگ میں پرچمدارِ شیطنت واستکبار ہے' اس نابرابر جنگ میں نہ صرف ناکام ہو

ا ہے بلکہ وہ اندرونی طور پر اقتصادی، سیاسی اور امنیتی اعتبار سے لاینحل مشکلات میں گرفتار ہے ۔جس طرح کہ سپر پاور رہنے کی خام خیالی اور کوشش میں بھی وہ بُری طرح شکست کھا چکا ہے۔اور انشاءاللہ آئندہ بھی شکست کے تلخ ذائقے کو چکھتا رہے گا۔

فلسطین کے بارے میں ان کا دیکھا ہوا خواب اب ایک نہ کھلنے والی گرہ بن چکا ہے۔ یا مشرقی افریقہ میں سومالیہ سے بے آبرو ہو کر اس کا نکلنا یا یورپ میں بالکان کے مسئلے میں اس کا بے اثر کردار یا اپنی عزت کو داؤ پر لگا کر چہار گوشۂ عالم میں ایران سے دوسرے ممالک کے روابط تڑوانے کے لئے کوشش کرنے اور اس میں ناکام ہونے پر نظر ڈالیں یا دنیا کے حوادث جیسے ارجنٹائن کے حادثے میں ایران پر الزام لگانے کی بھرپور کوشش اور حقائق کے سامنے آنے کی وجہ سے بے آبرو ہو کر شکست سے دوچار ہونے کو دیکھیں، تو واضح ہو جائے گا کہ سپر پاور ہونے کا خواب بس خواب ہے اور اس کا یہ دعویٰ بھی دیگر بہت سارے دعوؤں کی طرح (جیسے حقوقِ بشر کا طرفدار ہونے کا دعویٰ) حقیقت سے عاری ہے۔

مسلمان اگر معرفت حاصل کریں اور عزم وارادے کے ساتھ دشمن کے مقابلے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں، تو استکبار کی قوت سے بھی طاقتور ہیں۔استکباری قوتیں انسانی مسائل ومشکلات کے میدان میں غیر معمولی ضعف اور لاعلاج کمزوریوں میں مبتلا ہیں۔اس لئے اسلام کی عظیم امت تو کجا کسی بھی ملت ومملکت کو، بالخصوص روشن فکر اور راسخ عزم وارادے کی حامل قوموں کو استکبار کے خوف میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے۔

میں آخر میں ایک مرتبہ پھر تمام حاجیوں کو حج کے ہر ہر عمل اور شعار میں غور وفکر کی دعوت دیتا ہوں، نیز اللہ تعالیٰ کی لایزال قدرت سے مدد حاصل کرنے اور حبل اللہ سے تمسک رکھنے کی تاکید کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ اپنے دلوں کو حج کے انوارِ الٰہی سے منور رکھنے والے لوگ موردِ تائیدات وتفضلاتِ الٰہی ہوں گے۔حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عجل اللہ فرجہ الشریف وارواحنا فداہ) کی پاکیزہ دعائیں ان کے شاملِ حال ہوں گی اور وہ حجِ مقبول، مستجاب دعاؤں، معنوی

ذخائر کے ساتھ اپنے اپنے شہروں کو لوٹیں گے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ
سید علی حسینی خامنہ ای
ذی الحجہ الحرام ۱۴۱۵ھ

حواشی:

(۱) اور لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کرو کہ لوگ تمہاری طرف پیدل اور لاغر سواریوں پر دور دراز علاقوں سے سوار ہو کر آئیں گے۔ (سورۂ حج۔ آیت ۲۷)

(۲) اور یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا ہے کہ تم لوگ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے اجتناب کرو۔ (سورۂ نحل۔ آیت ۳۶)

(۳) اللہ کے لئے مخلص رہو اور کسی طرح کا شرک اختیار نہ کرو۔ (سورۂ حج۔ آیت ۳۱)

(۴) پھر تمہارا خدا صرف خدائے واحد ہے تم اسی کے اطاعت گزار بنو۔ (سورۂ حج۔ آیت ۳۴)

(۵) پھر جب سارے مناسک تمام کر لو تو خدا کو اسی طرح یاد رکھو جس طرح اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۲۰۰)

(۶) اپنے لئے زادِ راہ فراہم کرو کہ بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے اور اے صاحبانِ عقل ہم سے ڈرو۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۹۷)

(۷) اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے خانۂ کعبہ کو ثواب اور امن کی جگہ بنایا۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۲۵)

(۸) مجھ سے اپنے اعمال و مناسکِ حج سیکھو۔ (حدیثِ رسولِ اکرمؐ)

(۹) اور آخر تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں اور ان کمزور مردوں، عورتوں اور بچوں کے لئے

جہاد نہیں کرتے ہو جنہیں کمزور بنا کر رکھا گیا ہے اور جو برابر دعا کرتے ہیں کہ خدایا ہمیں اس قریے سے نجات دیدے جس کے باشندے ظالم ہیں اور ہمارے لئے کوئی سرپرست اور اپنی طرف سے مددگار قرار دیدے۔ (سورۂ نسا۔ آیت ۷۵)

(۱۰) اپنے دشمنوں کو دوست مت بنانا کہ تم ان کی طرف دوستی کی پیش کش کرو۔ (سورۂ ممتحنہ۔ آیت ۱)

پیغامِ حج

۱۴۱۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلیٰ اللّٰہُ عَلیٰ سَیِّدِ الْاَوَّلِیْنَ وَالْآخِرِیْنَ مُحَمَّدِ الْمُصْطَفیٰ وَآلِہِ الْمَیَامِیْنَ وَ السَّلاَمُ عَلیٰ بَقِیَّۃِ اللّٰہِ فِی الْاَرَضِیْنَ."

حج، جو تقویٰ اور معنویت سے سرشار اور خیر و برکتوں کا سرچشمہ ہے، رہتی دنیا تک ہر سال عالمِ اسلام اور ملتِ اسلامیہ کے ایک ایک فرد پر اپنا فیض و سخاوت جاری رکھے ہوئے ہے، تا کہ ہر شخص اور ہر گروہ اپنے ظرف اور لیاقت کے مطابق اس سے فیضیاب ہو سکے۔ (یاد رہے کہ) صرف خانۂ کعبہ کی زیارت سے مشرف ہونے والے حجاجِ کرام ہی اس (عظیم) سرچشمے سے فیضاب نہیں ہوتے، (بلکہ) اگر اس بے نظیر فریضے کی صحیح ترجمانی اور درست شناخت ہو جائے اور اس پر عمل کیا جائے تو دنیا کے کونے کونے میں بسنے والے تمام مسلمان اس کی برکتوں سے مالا مال ہو جائیں گے۔

بنی نوع بشر کے افراد اور مختلف گروہ و طبقات ہمیشہ سے دو وجوہات کی بنا پر مصیبتیں اور

نقصانات جھیلتے رہے ہیں: اوّل: خود اپنے اندر سے کہ جس کی بنیاد بنی نوع بشر کی اپنی کمزوریاں، ایسی نفسانی اور آزاد خواہشات کہ جن کی مہار ٹوٹ چکی ہے، شکوک وشبہات، ایمان کی دولت سے محرومیت اور انسان کو صفحۂ ہستی سے مٹادینے والی خصلتیں۔ دوّم: وہ بیرونی دشمن عناصر جو اپنے ظلم وتجاوز گری، گھمنڈ اور درندگی کے ذریعے انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو خطرے میں ڈال کر ہر طرف سے اس پر گھیرا تنگ کر کے زبردستی اپنی طاقت کا لوہا منوانے کے لیے آئے دن طرح طرح کی جنگیں مسلط کر کے بنی نوع بشر پر ظلم وستم کے پہاڑ کھڑے کر دیتے ہیں، جوان کے لئے وبالِ جاں بن جاتے ہیں۔

اسلامی معاشرے کو انفرادی اور اجتماعی دونوں لحاظ سے ان دونوں خطرات کا ہمیشہ سے سامنا رہا ہے، اور آج پہلے سے کہیں زیادہ اس کو ان خطرات کا سامنا ہے۔ بیرونی عناصر اپنے ناپاک عزائم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے ایک طرف تو اسلامی ممالک کے اندر فساد وفحشا کے بازار گرم کرنے کے درپے ہیں اور ان دشمنوں سے وابستہ بعض لوگوں کی طرف سے مغربی ثقافت اور تمدن کو اسلامی ممالک کے اندر پھیلانے کے لئے ان کی بھرپور مدد ہو رہی ہے جس کی جھلکیاں ان کے انفرادی اور اجتماعی طرزِ زندگی سے لیکر شہروں کی بناوٹ اور مختلف مطبوعات سے چھلک رہی ہیں اور بعض مسلمان قوموں کو اپنی فوجی، سیاسی اور اقتصادی پابندیوں کا نشانہ بنانا اور لبنان، فلسطین، بوسنیا، کشمیر، چیچنیا اور افغانستان کے مظلوم عوام کے خون کی ہولی سے اپنے ہاتھ رنگین کرنا، اسی سلسلے کی وہ دوسری کڑی اور واضح نشانی ہے جو اسلامی معاشروں کو خوف زدہ کرتی نظر آ رہی ہے۔

چنانچہ حج وہ ہمیشہ جاری رہنے والا دریائے بیکراں اور خداوندِ متعال کا لازوال عطیہ ہے جس سے مسلمان اپنے رنج والم اور گرد وغبار اور آلودگیوں اور بیماریوں کو دھو کر اپنے اندر روحانی نکھار پیدا کر سکتے ہیں، اور اس ابدی ذخیرے سے کمک اور مدد حاصل کر کے ہر زمانے میں ان دونوں طرح کے المیوں اور نقصانات کا ازالہ کر سکتے ہیں۔

حج میں تقویٰ، ذکرِ الٰہی، حضورِ قلب، خشوع وخضوع اور پروردگارِ یکتا کی طرف پورا دھیان

دینا وہ عظیم عنصر ہے جس کے ذریعے پہلے خطرے کا مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ جبکہ امتِ مسلمہ کا باہمی اتحاد و یگانگت اور احساسِ عظمت و قدرت جو در حقیقت حج کا عظیم مظہر ہے کے ذریعے دوسرے خطرے کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ لہٰذا حج میں یہ دونوں پہلو اور عنصر جتنا نمایاں اور قوی ہوں گے افراد اور اسلامی معاشرے میں ان دونوں بحرانوں اور خطرات کے سامنے اتنا ہی مقابلہ کرنے کی قدرت زیادہ ہوگی اور جب کبھی بھی یہ دونوں یا ان میں سے کوئی ایک پہلو کمزور، ضعیف یا اصلاً ناپید ہوگا اتنا ہی امتِ مسلمہ کے اندر انفرادی اور اجتماعی لحاظ سے نقصانات اٹھانے اور بحران کا خطرہ منڈلاتا نظر آئے گا۔ اسلام کی مقدس شریعت اور خود قرآنِ مجید کی تصریحات میں حج کے ان دونوں پہلوؤں کو واشگاف الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ چشمِ بینا اور منصف مزاج دل رکھنے والے افراد کے لئے اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ: ''فَاذْكُرُوا اللهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا۔'' (۱) کے ساتھ ساتھ خدا کا یہ لازوال دستور بھی آیا ہے کہ: ''وَ اَذَانٌ مِّنَ اللهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ رَسُوْلُهٗ۔'' (۲) ان دونوں آیات کی اس حکمتِ آمیز آیت: ''لَنْ يَّنَالَ اللهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَآؤُهَا وَ لٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ۔'' (۳) کے ساتھ ہم آہنگی امیدوں کا وہ بانگِ درا لئے ہوئے ہے جو اس آیت: ''لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ۔'' (۴) میں نازل ہوا ہے۔ ان دونوں پہلوؤں سے چشم پوشی یا ان کی اہمیت کو کم کرنے کی غرض سے تبلیغ و کوشش اور ہر طرح کی بات گویا ان آیاتِ کریمہ اور قرآنِ مجید کے فرامین کے ساتھ مقابلہ کرنے کے مترادف ہے۔ امتِ مسلمہ کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی خسارہ اور نقصان نہیں کہ اس کے دینی اور سیاسی قائدین تعلیماتِ اسلامی کی اعلیٰ اقدار اور اس کے اَن مٹ اور رہنما اصولوں کو جو تمام مسلمانوں اور پوری بشریت کی زندگی کے لئے ذخیرۂ ابدی ہیں اپنی غفلت اور جہالت کی بنا پر پس پشتِ ڈال کر ان سے بہرہ مند ہونے کے تمام راستوں کو سبوتاژ کر دیں۔

انہی ابدی ذخائر میں سے ایک ذخیرہ حج ہے۔ لہٰذا امتِ مسلمہ کا فرض بنتا ہے کہ اسے اچھی طرح پہچانے اور مسلمانوں کو اس سے بہرہ مند ہونے کے تمام مواقع اور ذرائع فراہم کرے۔ آج دنیائے اسلام ایسی سنگین اور عظیم مشکلات اور خطرات سے دوچار ہے کہ اگر مسلمانوں نے اپنی ایمانی طاقت، جہاد، (خدا پر) توکل، اپنی بلند ہمتوں، چشمِ بینا اور ان لازوال خداداد ذخائر جو اس نے اس دین حنیف میں رکھے ہیں سے استفادہ کر کے ان کا ازالہ نہ کیا تو اسلام دشمن استکباری طاقتیں جو سیاسی، فوجی اور جدید ٹیکنالوجی سے لیس ہیں آئے دن ان کی مشکلات میں اضافہ اور ملتِ مسلمہ کی نجات اور آزادی کو دسیوں سال پیچھے دھکیل دیں گی، اور پھر صدیوں تک مسلمان سر اٹھانے کے قابل نہیں رہیں گے۔ اور یہ بھی قوی امکان ہے کہ بعض اسلامی ریاستوں کو کلی طور پر صفحۂ ہستی سے مٹا دیں، مغربی کلچر اور تمدن کو زبردستی پھیلا کر آہستہ آہستہ عریانی اور بے راہ روی کا بازار گرم کر کے ان ریاستوں میں موجود باقی ماندہ اسلامی آثار اور خصوصیات کو نابود کر دیں۔

آج سرزمینِ ایران میں اسلامی جمہوریت تشکیل پانے اور بہت سے اسلامی ممالک میں اسلامی تحریکوں کے جنم لینے کے بعد بہت سارے تلخ و شیریں حقائق سے پردہ چاک ہو چکا ہے اور دنیائے اسلام کے اکثر افراد درپیش حالات و واقعات کو بخوبی سمجھتے اور ان کا تجزیہ و تحلیل کرنے کی صلاحیت اور قدرت رکھتے ہیں۔ لیکن یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ ذرائع بلاغ کا جادو، ریڈیو، ٹیلی ویژن اور مختلف مطبوعات جو پوری دنیا اور خصوصاً صیہونزم اور اس سے وابستہ مغربی ممالک اور بعض دیگر وہ اسلامی ممالک جو درحقیقت عالمی استکبار کے آلۂ کار ہیں سے پھیلنے والی بے بنیاد خبریں جادو کی چھڑی کی طرح واضح اور صاف حقائق تک کو دھندلا کرتے نظر آ رہے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اجمالی طور پر دنیائے اسلام کو درپیش مشکلات اور انھیں حل کرنے کے ذرائع اور وسائل کی فہرست بیان کی جائے۔

ذرائع اور وسائل کے سلسلے میں ہم سب سے پہلے پچاس سے زیادہ اسلامی ممالک میں بسنے والے ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں کی اجتماعی قوت سے آغاز کریں گے جو بحر الکاہل اور

بحرِ اطلس تک کی سرحدوں کے مالک ہیں۔ مسلمانوں کی اس عظیم آبادی میں بہت ساری ایسی باہوش اور زیرک قومیں بھی ہیں جن کی ثقافت اور تہذیب ہزاروں سال پر محیط ہے اور ان میں سیاسی اور علمی شخصیتیں بھی موجود ہیں، یہی وہ انسانوں کا (مانندِ سیلاب) مجموعہ ہے جس کا نام امتِ مسلمہ ہے، جو بے حد قیمتی ثقافت اور باعظمت میراث کے ساتھ اور بے مثال درخشندگی اور بارآوری کے ساتھ تنوع اور رنگارنگی کے باوجود بڑی حیرت انگیز یکسانیت اور یگانگت سے بہرہ مند ہے جو اسلام کی گہرائی و نفوذ، اس کی خاص اور خالص وحدانیت کے باعث اس (عظیم پیکر) کے تمام اجزا، ستونوں اور پہلوؤں میں نمایاں وجلوہ فگن ہے۔

ہمدلی اور باہمی اخوت کے جذبے سے سرشار یہ قومیں جو سیاہ فام، سفید فام اور زرد فام نسلوں پر مشتمل ہیں، اور جو درجنوں مختلف بولیاں بولتی ہیں، سب کی سب خود کو عظیم امتِ مسلمہ کا جز سمجھتی اور اس پر فخر کرتی ہیں۔ سب ہر دن ایک ہی مرکز کی طرف رُخ کر کے بیک زبان اللہ تعالیٰ سے راز و نیاز کرتی ہیں، سب ایک ہی آسمانی کتاب سے درس و الہام لیتی ہیں، اور وہ ایک ایسی آسمانی کتاب ہے جو اپنے اندر حقائق اور رہتی دنیا تک کے انسانوں کے لیے قوانین اور ذمے داریاں نبھانے کے اصولوں کو سموئے ہوئے ہے: "وَ نَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ وَّ هُدًى وَّ رَحْمَةً وَّ بُشْرٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ." (۵)

انسانوں کا یہ مجموعہ جسے مسلمانوں کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے، جغرافیائی لحاظ سے ایک ایسے وسیع و عریض علاقے کا مالک ہے، جو اپنے سینے میں معدنیات خصوصاً تیل کے ذخائر سے مالا مال ہونے کی وجہ سے غنی ترین اور بے نیاز ترین علاقہ کہلانے کا مستحق ہے۔

آج کے اس پُر تمدن مشینی دور میں جہاں ہر چیز کے چرخ و حرکت کا دارومدار پیٹرولیم مصنوعات پر منحصر ہے، اگر انسانوں کا یہ مجموعہ (جسے امتِ مسلمہ کہا جاتا ہے) صرف چند مہینوں کے لئے دنیا کی منڈیوں تک تیل کی رسائی بند کر دے، تو دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ منجملہ دنیا کی وہ بڑی بڑی حکومتیں اور طاقتیں جو صدیوں سے لیکر آج تک مسلمانوں کی تقدیر اور ان کے جذبات کو

بازیچۂ اطفال قرار دیکر اپنے زور اور طاقت سے ان کا استحصال کررہی ہیں ایک دم تاریکی میں ڈوب جائیں۔ اور سردی سے ٹھٹھر کر بے سروسامانی کی حالت میں غرق ہوجائیں۔ اس کے علاوہ بھی امتِ مسلمہ سینکڑوں سیاسی' اقتصادی' ثقافتی اور معاشرتی وسائل سے مالا مال ہے۔ چنانچہ گہری نگاہ رکھنے والے افراد ان کے بارے میں اچھی طرح آگاہ ہیں۔

اب ذرا اس امت کو درپیش مشکلات اور مسائل پر ایک نظر ڈالیں' وہ مشکلات اور مسائل جو اس باصلاحیت اور بااستعداد انسانی مجموعے کی ترقی اور خوشحالی میں رکاوٹ بنی ہیں جن کی وجہ سے امتِ مسلمہ ان ذخائر سے استفادہ کر کے بہرہ مند ہونے کی صلاحیت کھو چکی ہے اور علم و دانش کے بڑھتے ہوئے قافلے سے پیچھے رہ گئی ہے اور اپنے عظیم وسائل اور مادّی ذخائر سے بہرہ مند ہونے سے قاصر ہے اور دنیائے ثقافت و سیاست میں اپنی امتیازی تہذیب اور ثقافت کھو کر مغربی تہذیب و ثقافت میں ڈوب چکی ہے اور بین الاقوامی سیاسی میدان میں بھی دوسرے اور بیگانے افراد کی سیاست کی بھینٹ چڑھ چکی ہے' فوجی اور دفاعی لحاظ سے بھی دیکھا جائے تو اکثر اسلامی ریاستیں استکباری قوتوں کی طرف سے متعدد تجاوزات کی زد پر قرار پا رہی ہیں۔

ان مشکلات میں سے اکثر و بیشتر خود امتِ اسلامی کے اندرونی اختلافات' خیانت کاری اور کوتاہی و غفلت کا نتیجہ ہیں۔ ہماری مشکلات کی فہرست ایک طویل کہانی کی حیثیت رکھتی ہے جن میں سے بنیادی مشکلات اور مسائل کو اس فہرست کی شکل میں پیش کیا جاسکتا ہے:

☆ فرقہ وارانہ اختلافات' جو اکثر و بیشتر علمائے سو یا اغیار کے آلۂ کار لکھاریوں کی طرف سے مسلمانوں کے درمیان پھیلائے جا رہے ہیں۔

☆ قوموں کے درمیان اختلافات' جو قومیت کی بنیاد پر آواز اٹھانے والے افراد کی افراط و تفریط کا نتیجہ ہیں۔ اگرچہ یہ چیزیں روشن فکری کے نام سے وابستہ افراد سے سرزد ہوتی ہیں۔

☆ اسلامی ممالک میں مداخلت کرنے والی طاقتوں کے مقابلے میں سرِ تسلیم خم کرنا جس نے بعض ممالک کو سپر طاقتوں میں بدل دیا ہے۔

☆ بعض اسلامی ریاستوں کا مغربی ثقافت کے آگے سرِ تسلیم خم کر دینا' یہاں تک کہ اسلامی ریاستوں میں اسے ترویج دینا اور اپنے ہم وطنوں کے دینی اور اعتقادی مسائل سے بے اعتنائی اور چشم پوشی اختیار کر کے ان کے حقِ خود ارادیت اور دینی ضروریات کو اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کی بھینٹ چڑھا دینا۔

☆ امتِ مسلمہ کی بعض سیاسی اور ثقافتی شخصیات کا دنیا پر مسلط سپر طاقتوں خصوصاً امریکہ سے مرعوب ہونا۔

☆ اسلامی ریاستوں کے مرکز میں اسرائیل جیسی غاصب اور خونخوار ریاست کا وجود جو خود بہت ساری مشکلات کا سبب اور بنیادی عامل ہے۔

☆ دین کو سیاست سے جدا کر کے اسے انفرادی اور شخصی حد تک محدود کرنے کی پالیسی اختیار کر کے یہ کہنا کہ دین کا حکومت' سیاست اور اقتصاد سے کوئی تعلق نہیں۔

مذکورہ مسائل اور مشکلات کے علاوہ ایسی دسیوں بنیادی مشکلات بھی پائی جاتی ہیں جن کی اگرچہ تاریخی بنیادیں ضرور ہیں لیکن اگر امتِ مسلمہ سے تعلق رکھنے والے سیاسی اور دینی قائدین اخلاص' ہمت اور آزادی کا اظہار کرتے تو قابلِ علاج تھیں۔

یہ وہ بنیادی مسائل اور مشکلات ہیں جن کی وجہ سے دنیائے اسلام سیاسی طور پر پستی' جہالت اور فقر و نیازمندی کا شکار ہو چکی ہے اور امتِ مسلمہ میں پسماندگی' جنگ' خرافات اور تعصّبات جیسے مسائل بھی انہی مشکلات کا نتیجہ ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر حج کو صحیح اور درست طور پر سمجھا جائے اور جس طرح خدا نے فرض کیا ہے بالکل اسی طرح اس پر عمل کیا جائے تو یقیناً ہماری ان بنیادی بیماریوں اور ہماری تمام تر ناکامیوں کا بہترین علاج اور درمان ہو سکتا ہے۔ البتہ یہ کام اچانک اور کم عرصے میں انجام نہیں پا سکتا۔ اس کے لیے سالہا سال چاہئیں کہ امتِ مسلمہ کے تمام حجاجِ کرام چاہے وہ مرد ہوں یا خواتین دنیا کے چاروں گوشوں سے توحید کے عظیم پرچم تلے جمع ہو کر روحانی اور ہم آہنگ عبادات بجا لائیں اور صدرِ اسلام کی عظمتوں اور بدر و احد کی یاد سے اپنے

سینوں میں جلا پیدا کریں اور اس مسجد کی زیارت کا شرف حاصل کریں جس کے در و دیوار سے آیاتِ قرآنی کی نغمہ سرائی حلقومِ رسولِ اکرمؐ سے اب بھی سنائی دے رہی ہے اور آج بھی صدرِ اسلام کے مجاہدین کی نعرہ ''اللہ اکبر'' کی صدائیں آ رہی ہیں، وہ بھی ایک ایسے روحانی ماحول میں جہاں ہزاروں ضعیف نفس، خود غرض اور بھٹکے ہوئے انسان خداوندِ متعال کی عظمت و کبریائی اور قدرت کے سامنے حضورِ قلب کے ساتھ راز و نیاز اور عبادات کے ذریعے ہر طرح کے گناہوں کی آلودگیوں سے خود کو پاک کر کے اپنے دلوں کو مضبوط اور ارادوں کو قوت بخشتے ہیں۔ ایک ایسے پُر فیض ماحول میں جو دنیا کے تمام مسلمانوں کو قطع نظر رنگ و نسل آپس میں اتحاد و یگانگت اور دوستی کا درس دے کر شیطان کی فریب کاریوں کو کمزور اور اسے ذلیل و خوار کرتا ہے۔ جی ہاں! ایک کامل اور صحیح معنوں میں انجام پانے والا حج، توحیدی حج، یعنی وہ حج جو خدا اور مومنین سے عشق کا سرچشمہ اور شیطانوں، بتوں اور مشرکوں سے اظہارِ برائت پر مشتمل ہو، یقیناً ایسا حج امتِ مسلمہ کی تمام مشکلات اور اس کے تمام مسائل کو پہلے مرحلے میں متوقف اور پھر انھیں دور کر سکتا ہے، اور اسلام کی عزت، امتِ مسلمہ کی شگوفائی، استقلال اور بیگانوں کے شر سے اسلامی ملکوں کی آزادی کا باعث بن سکتا ہے۔

حج کی اہمیت کے صحیح ادراک ہی کا نتیجہ تھا کہ جمہوری اسلامی ایران کے عظیم انقلاب کی کامیابی کے بعد ایران کے بین الاقوامی مسائل میں حج کو پہلا مقام حاصل ہوا، اور اس سیاستِ الٰہی سے آراستہ فریضے کو جو حقِ متعال کی عزت و قدرت کا عظیم مظہر ہے دولتِ کریمہ (جمہوری اسلامی) نے عبادی پہلو سے جو کہ رحمت و غفرانِ الٰہی کی جلوہ گاہ ہے مخلوط کر کے آج صدیوں بعد پھر سے اس عظیم فریضے کو صدرِ اسلام کے دور میں انجام پانے والے حج سے نزدیک کر دیا ہے۔ اور نمونے کے طور پر مناسکِ حج کی انجام دہی کے موقع پر ایک بار پھر مشرکین سے اظہارِ برائت کو زندہ کر دیا ہے۔ اور آج اسلام مخالف قوتوں کی طرف سے سخت مخالفت اور سیاسی دباؤ کے باوجود بطورِ وظیفۂ شرعی مشرکین سے اظہارِ برائت کا سلسلہ جاری و ساری ہے۔ پچھلی ایک صدی پر محیط

عرصے سے اسلام کی مخالفت پر مبنی پروپیگنڈوں اور اسلام دشمن عناصر کے ہتھکنڈوں کے باوجود نظام مملکتِ جمہوری اسلامی ایران نے اسلام کی عظمت، استقلال، عزت اور اس کی شگوفائیوں کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچا کر ثابت کر دیا ہے کہ حج نہ صرف شخصی اور انفرادی مفادات کے حصول کا ایک ذریعہ اور وسیلہ ہے بلکہ دنیا کے تمام مسلمانوں کے اندر تقویٰ اور ایمان کی روح پھونکنے اور اسلام کی مقدس شریعت کو معاشرے میں نافذ کر کے اسلام اور مسلمانوں کی عزت و آبرو اور دشمنانِ اسلام کے چنگل سے نجات اور آزادی دلانے کا بہترین وسیلہ ہے۔

چنانچہ جو لوگ حج کی جامعیت اور اس سے مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہونے والی بے تابی اور بیداری کی نفی کرتے ہیں، در حقیقت یہ لوگ مسلمانوں کی عزت و استقلال سے کھیل کر عالمی استکبار اور صہیونزم کے چنگل سے آزادی اور نجات کی راہ کو مسدود کر رہے ہیں۔ لہٰذا اس سلسلے میں دیے جانے والے فتووں کے انبار اور غلط نظریات در حقیقت خداوندِ متعال کے نازل کردہ احکام اور اصولوں کے خلاف ہیں اور اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ یہ لوگ دنیا کے گوشہ و کنار میں رونما ہونے والے واضح حقائق اور حالات سے جہالت و نادانی اور مسلمانوں کے امور کے بارے میں بصیرت نہ رکھنے کی بنا پر اس طرح کے خیالات اور نظریات کو شہ دے رہے ہیں۔

آج جو کوئی بھی امتِ مسلمہ کی سنگین مشکلات اور اس پر ظالم و جابر امریکہ کے تسلط واستبداد کے بارے میں تھوڑی بہت معلومات رکھتا ہے، جو کوئی بھی صہیونزم کے مظالم اور مسلمانوں کے خلاف اس کے گھناؤنے ہتھکنڈوں اور سازشوں سے آگاہی رکھتا ہے، جو کوئی بھی کینسر کے غدود کی مانند اسرائیل کی اقتصادی، سیاسی اور دفاعی ترقی و پیشرفت کو علاقے کے دیگر ممالک اور حکومتوں کے لئے خطرے کی گھنٹی کے طور پر درک کرتا ہے، جو کوئی بھی فلسطینیوں کی رنج والم سے بھری داستان، ان کی وطن سے دور غربت میں اپنے خانے وکاشانے کو ظالم و جابر اور غاصب اسرائیل کے ہاتھوں ویران ہوتا دیکھ رہا ہے، جو کوئی بھی جنوبی لبنان اور غاصب صہیونیوں کے ہاتھوں ناجائز قبضہ شدہ علاقوں میں آئے دن ہونے والے حملوں سے آگاہی رکھتا ہے، جو کوئی بھی

حال ہی میں امریکہ کی سرپرستی میں صہیونیوں کی طرف سے ہونے والے حملوں کے بارے میں جانتا ہے‘ کہ کس طرح پورے بارہ دنوں تک زمین‘ فضا اور دریا سے انھیں اپنا نشانہ بنا رکھا ہے اور بچوں اور عام لوگوں کا قتلِ عام ہو رہا ہے‘ جو کوئی بھی بوسنیا‘ افغانستان‘ کشمیر‘ تاجکستان اور چیچنیا کے حالات سے واقف ہے‘ جو کوئی بھی جمہوری اسلامی ایران کے فی الوقت قرآن اور اسلام کی حاکمیت کے مظہر نظام اور قانون کی مخالفت کا پرچم بلند کر کے آئے دن اسے اپنی ناکام سازشوں اور دشمنیوں کا ثبوت فراہم کرنے کی کوشش کرنے والے طاغی اور بنی نوع انسان کے دشمن امریکہ اور اسرائیل کے ہتھکنڈوں کے بارے میں واقفیت رکھتا ہے‘ اور جی ہاں! جو کوئی بھی ان حقائق کو جان کر اپنے اندر اسلامی غیرت وحمیت کا احساس اپنی دینی ذمے داری سمجھتا ہے‘ اسے یقیناً اس بات میں کوئی شک وشبہ نہیں رکھے گا کہ حج کے اس عظیم اور انمول ذخیرے کو ضائع کرنا اسلام ومسلمین کی سربلندی کے لئے ملنے والے اس مضبوط اور مستحکم خداداد سرمائے کو گنوانے کے مترادف ہے اور یہ ایک ناقابلِ تلافی نقصان اور ناقابلِ معافی گناہ ہے۔

اسلامی ریاستوں میں پائی جانے والی موجودہ کمزوریوں اور آپس کے اختلافات کے نتیجے میں جن مشکلات اور مصیبتوں سے اسلامی ممالک دوچار ہیں‘ یہ ایسے حقائق ہیں جن سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں۔ نہ ہی ان حقائق کو لمبے عرصے تک چھپایا جا سکتا ہے۔ آج عرب ریاستوں نے خود اپنے ہاتھوں ایسے حالات پیدا کئے ہیں کہ افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اپنے ان دیرینہ دشمنوں کے سامنے ایک دن بھی مزاحمت کی سکت نہیں رکھتے جنھوں نے ان کے ذہنوں اور شہروں تک پر قبضہ کر رکھا ہے اور غاصب اسرائیل کے ہاتھوں بھینٹ چڑھنے والے لبنانی عوام کا دفاع کرنے سے قاصر ہیں۔

آج جبکہ عرب ریاستوں اور حکومتوں کے گودام مغربی ممالک کے کارخانوں کو بیش بہا قیمتیں دے کر فضائی حدود کے دفاع کے لیے خریدے گئے اسلحوں سے بھرے پڑے ہیں اس کے باوجود اسرائیلی جنگی جہاز عربوں کے شہروں اور رہائشی علاقوں کو ویران کر رہے ہیں‘ لیکن کسی بھی

عرب ریاست کے پاس یہ طاقت نہیں کہ ان حملوں کو روک سکے۔ ان تلخ حقائق کے علاوہ استکباری قوتوں کی بہت سی عرب اور مسلم ریاستوں کے اندرونی معاملات میں مداخلت اور مسلمانوں کی تہذیب وثقافت کو ملیامیٹ کرنے کے لئے ان کی طرف سے بغیر کسی روک ٹوک کے ہونے والے ثقافتی حملے اور اسی طرح کی بہت ساری مصیبتیں جو آئے دن اسلامی ریاستوں پر وارد کی جاری رہی ہیں۔ ہر زندہ دل اور پاک وجدان اور ضمیر رکھنے والا عاقل انسان بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ اسلامی ریاستیں، دنیا کے گوشہ وکنار میں بسنے والے تمام مسلمان، اسلامی ممالک اور دیگر ملکوں سے نکل کر آج خانۂ کعبہ کے گرد اس عظیم گھر کا طواف کرنے کی غرض سے جمع ہونے والے حجاجِ کرام، جو ان عظیم اور متبرک مقامات کی زیارت کا شرف حاصل کرنے کے لئے سرزمینِ وحی میں حاضر ہوئے ہیں، ان پر لازم اور ضروری ہے کہ حج کے اس پُر فیض اور روحانی ماحول سے جو کہ مسلمانوں کے لیے ایک قیمتی ذخیرہ ہے پہلے سے کہیں زیادہ بہرہ مند ہوں۔

حج اور دیگر اسی طرح کے اسلامی شعائر کے بارے میں یہی ہمارا نقطۂ نظر اور محورِ سخن ہے۔ جمہوری اسلامی اسی نقطۂ نظر اور مطالبے کے حق میں بڑی شجاعت اور دلیری کے ساتھ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح کھڑی ہے۔ احکامِ اسلامی کے دفاع کی وجہ سے عظیم انقلاب کے آغاز سے آج تک مسلسل استکباری اور استبدادی قوتوں کی طرف سے نفرت اور ان سے دشمنی مول رہی ہے جن میں سرِ فہرست شیطانِ بزرگ یعنی امریکہ ہے۔ وہ اپنے ان ناپاک عزائم اور سازشوں میں کامیابی کے حصول کے لئے روز بروز جمہوری اسلامی ایران کو توسعہ طلبی، جنگ طلبی اور ہمارے ملک میں بدامنی جیسے ناجائز الزامات لگاتا رہتا ہے، تاکہ دنیا کے لوگوں اور مسلمانوں کے سامنے اپنی ان ناپاک کینہ توزیوں اور خباثت سے پُر دشمنیاں مول لینے پر جواز اور دلیل پیش کر سکے۔

ان طاقتوں کے آلۂ کاروں اور ایجنٹوں کی طرف سے نشر ہونے والے ذرائع ابلاغ از جملہ ریڈیو اور مطبوعات جو صہیونیوں اور امریکہ اور ان کے پیروکاروں کی طرف سے بڑی

خطیر رقوم خرچ کر کے دنیا کے کونے کونے اور خصوصاً اسلامی ممالک سے شائع اور جاری کئے جاتے ہیں، بغیر کسی وقفے کے مسلسل تہمتیں اور الزامات لگا کے، پروپیگنڈے کر کے، بے بنیاد خبریں اور تجزیہ و تحلیل نشر کر کے سادہ لوح عوام کو گمراہ کر رہے ہیں اور اس طرح جمہوری اسلامی ایران کے خلاف اپنے اغراض و مقاصد کو پورا کرنے کی ناکام کوششوں میں مصروف ہیں، وہ اپنی ان ناپاک کوششوں کے ذریعے جمہوری اسلامی ایران کے انقلابی اور معنوی آثار، اس کی قداست اور حضرت امام خمینی (قدس اللہ نفسہ) کے نام اور ان کی محبت و احترام کو ٹھیس پہنچانے اور جمہوری اسلامی کے خلاف نئے اور جدید طریقوں اور نامردی کے انداز میں پروپیگنڈے کر کے دنیائے اسلام میں اس کے چاہنے والوں کو کم کرنے کے لیے کوشاں ہیں، تاکہ وہ اپنے ان جھوٹے اور بے بنیاد ہتھکنڈوں اور تہمتوں کے ذریعے سربلند ایرانِ اسلامی اور دیگر مسلم ریاستوں کے درمیان خوشگوار تعلقات کو سابقہ تجربات اور دشمنیوں کا حوالہ دیکر خراب کر سکیں۔

دنیا کی ذلیل اور رسوا ترین دہشت گرد یعنی غاصب صہیونی حکومت (اسرائیل) کے حکمراں اور ان کے بداخلاق حامی، امریکہ میں بیٹھ کر جمہوری اسلامی ایران پر دہشت گردی کا الزام لگا رہے ہیں۔ امریکہ اور اس کے حواری یعنی غاصب اسرائیل کے حکمراں کسی نہ کسی بہانے یا بغیر کسی جواز اور بہانے کے جمہوری اسلامی ایران کو اپنی تہمتوں کا نشانہ بنانے کے لئے انگشت نمائی کرتے رہتے ہیں اور اپنے سیاسی بیانات میں اسلامی جمہوری ایران کے مقدس اور درخشاں نام کا حقارت اور نفرت کے ساتھ تذکرہ کرتے ہیں۔

ہمارے لئے یہی باعثِ افتخار اور سربلندی ہے کہ آج دنیا کے رسوا ترین اور بدترین لوگ ہم سے نفرت کرتے ہیں، ہم بھی ان لوگوں سے اور ان کے ناپاک اور بُرے کردار اور ان کے آلودہ ہاتھوں سے متنفر اور ان سے بیزار ہیں۔ چنانچہ خداوندِ کریم اور اس کا (آخری) رسول بھی ان سے بیزار ہیں: "اَنَّ اللّٰہَ بَرِیٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَ رَسُوْلُہٗ." (٦)

آج خدا کے فضل وکرم سے بدکردار لوگوں کی دشمنی اوران کی مخالفت کے باوجود جمہوری اسلامی ایران اپنی پوری قدرت وعزت، ثابت قدمی اورعزم وارادے کے ساتھ ترقی کی راہوں پر گامزن ہے اور ہردلعزیز قائدین اوررہنماؤں کے دوش بدوش اپنے ثبات واستقلال، آبادکاری اورتعمیرنو میں روزافزوں مصروف ہے۔ایسے رہنماؤں اورلیڈروں کے زیرسایہ جودنیا میں عزت ووقار اورعزم وارادے کا نمونہ ہیں، دین مبین اسلام پر مکمل یقین کے مالک ہیں اور اکثر وبیشتر ممالک کی نسبت ہمارے نوجوان ہرطرح کے غم انگیز حالات سے آزاد، زندہ دل اور بانشاط ہیں، جبکہ ہماری عوام بھی ہوشیار، دلیراوردین مقدس اسلام اورسرزمینِ ایران سے دفاع کے لئے ہمیشہ آمادۂ پیکار، روحانیت اور معنویت سے سرشار اپنی زندگی کوترقی اورپیشرفت اور بالآخر کم نظیراورمثالی وحدتِ کلمہ کے ساتھ اپنی زندگی (کے سفر) کوجاری رکھے ہوئے ہے۔الحمداللہ یہی وجہ ہے کہ دشمنوں کی سرسخت مخالفت اورسینکڑوں پروپیگنڈے اورہتھکنڈے ہماری ملت اورملک کی روزافزوں عظمت اورپائیداراقتدارکی علامت اورنشانی بن چکے ہیں۔

ان عظیم اورنیک ایام کواپنے لئے غنیمت سمجھتے ہوئے تمام حجاجِ کرام کودعوتِ فکرو تدبر دیتاہوں کہ ان ایام سے معنوی طور پر پورا پورا فائدہ اٹھاکر اپنی باقیماندہ زندگی کواچھی طرح گزارنے کے لیے حج (اوراس کے مناسک کے) بارے میں زیادہ سے زیادہ سوچ بچار کریں۔ علمائے کرام سے تقاضا ہے کہ ان مضامین اور مطالب کو بلاامتیاز ایرانی وغیرایرانی قافلوں اور کاروانوں کوموقع اورمحل کی مناسبتوں سے پڑھ کر سنائیں اوران کے دلوں اور جانوں کوحج کی معنوی حیثیت اوراس کے سیاسی نقاط اورمطالب کی طرف متوجہ کریں۔

خداوندِ متعال کی درگاہ سے اسلام اورتمام مسلمانوں اورمسلم ریاستوں کی عزت وحقیقی استقلال اورعالمی استکبار کے سیاسی اوراقتصادی اثرورسوخ سے آزادی کا طلبگارہوں اورخداوندِ متعال کی درگاہ سے تقاضا کرتاہوں کہ حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (روحی فداہ) کی خاص عنایات اورالطاف کے طفیل آپ (عج) کے پرچم تلے جمہوری اسلامی ایران کوبزرگی وعظمت اوراستقلال

کے ساتھ ثابت قدم رہنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

والسلام علی جمیع اخواننا المؤمنین
علی الحسینی الخامنہ ای

۱۴۱۶ھ

حواشی:

(۱) خداوندِ متعال کو ہمیشہ اس طرح یاد رکھو جیسا کہ تم اپنے آباؤ اجداد کو یاد رکھتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۲۰۰)

(۲) اور خدا اور اس کے رسول کی طرف سے حجِ اکبر کے دن (تم) لوگوں کے سامنے اعلان کیا جاتا ہے کہ خدا اور اس کا رسول مشرکوں سے بیزار ہیں۔ (سورۂ توبہ۔ آیت ۳)

(۳) خدا تک ان جانوروں کا گوشت جانے والا ہے اور نہ خون۔ اس کی بارگاہ میں صرف تمہارا تقویٰ جاتا ہے اور اسی طرح ہم نے ان جانوروں کو تمہارا تابع بنا دیا ہے کہ خدا کی دی ہوئی ہدایت پر اس کی کبریائی کا اعلان کرو اور نیک عمل والوں کو بشارت دو۔ (سورۂ حج۔ آیت ۳۷)

(۴) تاکہ اپنے منافع کا مشاہدہ کریں۔ (سورۂ حج۔ آیت ۲۸)

(۵) اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی ہے جس میں ہر شئے کی وضاحت موجود ہے اور یہ کتاب اطاعت گزاروں کے لئے ہدایت، رحمت اور بشارت ہے۔ (سورۂ نحل۔ آیت ۸۹)

(۶) بے شک خدا اور اس کا رسول مشرکوں سے بیزار ہیں۔ (سورۂ توبہ۔ آیت ۳)

پیغامِ حج

۱۴۱۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ والسَّلامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمدٍ وَ آلِہِ الطَّاھِرِیْنَ قَالَ اللّٰہُ الْحَکِیْم: وَ اِذْ جَعَلْنَا الْبَیْتَ مَثَابَۃً لِّلنَّاسِ وَ اَمْنًا وَ اتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاھِیْمَ مُصَلًّی وَ عَھِدْنَآ اِلٰٓی اِبْرَاھِیْمَ وَ اِسْمٰعِیْلَ اَنْ طَھِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآئِفِیْنَ وَ الْعٰکِفِیْنَ وَ الرُّکَّعِ السُّجُوْدِ."(۱)

ان ایام میں ایک بار پھر خدا کا گھر مضطر و مشتاق دلوں سے معمور ایک ایسے عظیم لشکر کا میزبان ہے جو دنیا کے کونے کونے سے اس کعبۂ امید کے گرد اکٹھا ہوا ہے۔ بیسیوں لاکھ افراد جن میں حضرتِ احدیت کی خالص بندگی کے سائے میں اتحاد و اجتماع کا احساس پایا جاتا ہے؛ وہ آنکھیں جو اپنے آنسوؤں کے گلاب سے اپنے عظیم الشان پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؛ اولیائے خدا علیہم السلام اور اسلام کے مجاہدوں اور بزرگ ہستیوں کی قدم گاہوں کو دھو رہی ہیں؛ وہ روحیں جو بیت اللہ الحرام اور تربتِ مصطفوی علیہ وآلہ آلاف السلام کے حریمِ ناز کے جلووں سے

نورانیت وطہارت حاصل کررہی ہیں' دعاؤں کے لئے بلند ہاتھ جو حاجت و نیازمندی کے قافلے بارگاہِ بے نیاز میں روانہ کررہے ہیں' دردوغم کے مارے وہ لوگ جو اپنے طبیبِ حقیقی کی بارگاہ میں کھڑے عالمِ اسلام کے دردویاس کی ضمانت دینے والے علاج کی تلاش میں ہیں' (وہ درگاہ) جہاں دنیا کے ہر کونے سے تعلق رکھنے والے' ہر قوم وزبان اور رنگ ونسل سے تعلق رکھنے والے ہمدرد مل جاتے ہیں' جہاں اکیلے ہوجانے والے کمزور وناتواں افراد قوت وعظمت کا احساس پاتے ہیں۔ان دنوں ایک بار پھر امتِ مسلمہ کا ایک عظیم گروہ ان نگاہوں کے سامنے جو اس کی طرف سے کلفت کا شکار ہیں ہیبت وشکوہ کی جلوہ نمائی کا مشاہدہ کرتا ہے' دوستوں کو امیدوار اور دشمنوں کو خوف زدہ کردیتا ہے' پیاسوں پر حکمت ورحمت کا مینہ برساتا ہے' افسردہ دلوں کو تازگی عطا کر دیتا ہے' جمود کے شکار دماغوں کو سوچنے اور کھلنے پر ابھارتا ہے۔

جی ہاں' یہ ایام عالمِ اسلام اور ملتِ اسلامیہ کے لئے عید کے ایام اور میعاد کے روز ہیں اور مناسب ہے کہ تمام مسلمان روئے زمین پر جہاں بھی ہیں خصوصاً بیت اللہ الحرام کے حجاج ان اوقات اور لمحوں کو تعبّد و تعقّل کے لئے غنیمت سمجھیں اور جن لوگوں کو حج وزیارت کا گراں بہا موقع ہاتھ آیا ہے وہ اپنے ہاتھ رحمت وحکمتِ الٰہی سے بھر کر اپنے لئے بھی اور امتِ اسلامیہ کے لئے بھی نئے ارادوں اور فیصلوں کے ساتھ اپنے اپنے دیار و وطن کی طرف واپس آئیں۔

دینی فرائض کے درمیان حج وہ عظیم ترین فریضہ ہے جس میں انفرادی اور اجتماعی دونوں پہلوؤں کو ایک خاص شکل میں نمایاں طور پر رکھا گیا ہے۔

انفرادی اعتبار سے ہدف ومقصد تزکیۂ نفس' طہارت وپاکیزگی تک رسائی' حقیر وبے قیمت مادّی نمائشوں سے پرہیز اور ہر چیز سے منہ موڑ کر اپنی معنویت کی طرف توجہ' خداوندِ متعال سے انس ووابستگی' ذکر ودعا' گریہ وزاری اور حضرتِ حق سے توسل ہے' تاکہ انسان عبودیت وبندگی کی اس راہ کو جو کمال کی سمت جاتی ہے اور اللہ کی معین کردہ صراطِ مستقیم کو پالے اور اس پر قدم بڑھائے۔

اس میدان میں حج کے دوران تجربات کے مختلف مواقع اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ اگر کوئی غور وفکر اور پوری توجہ کے ساتھ ان مواقع سے فائدہ اٹھائے تو وہ بلاشبہ عظیم ثمرات حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ احرام وتلبیہ' طواف ونماز' سعی و ہرولہ' وقوفِ عرفات ومشعر' رمی وقربانی اور ذکر اللہ کے تمام مقامات کو روح وحیات کی پُر مسرت فضا نے اپنی آغوش میں لے رکھا ہے۔ ان تمام مواقع پر ایک شخص کے لئے شرعی ذمے داریوں کی ادائیگی' زہد وتقویٰ اور حلم وبردباری کے حصول اور بعض پسندیدہ اخلاقی صفات اپنانے کا مناسب ماحول فراہم ہو جاتا ہے۔

اجتماعی اعتبار سے بھی حج دوسری تمام اسلامی عبادات میں یکتا و بے مثل ہے۔ کیونکہ حج امتِ مسلمہ کی قوت وشوکت' عزت وآبرو اور یکجہتی کا مظہر ہے۔ کوئی بھی اسلامی فریضہ' فریضۂ حج کی طرح فرد کو امتِ مسلمہ اور عالمِ اسلام کے مسائل کے بارے میں درسِ عبرت کا سامان فراہم نہیں کرتا اور نہ ہی حج کی طرح حوصلے اور حقیقت کے اعتبار سے قوت وشوکت' عزت وآبرو اور اتحاد و یکجہتی پیدا کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

حج کے اس پہلو کو نظر انداز کرنا مسلمانوں کو خیر وبرکت کے سرچشموں سے محروم کرنے کے مترادف ہے' جنھیں کسی اور راستے سے حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ انسانی معاشروں کے لئے قوی اقتدار اور قوت وشوکت تمام کامیابیوں کی کلید اور افرادِ معاشرہ کے لئے ایک پاک وپاکیزہ زندگی کے حصول کا وسیلہ ہے۔ قوی اقتدار اور قوت وشوکت سے مراد یہ ہے کہ وہ معاشرہ اور ملک علم واخلاق' دولت وثروت' مؤثر سیاسی نظام اور ضروری عزم وارادے کا حامل ہو۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر طاقتور معاشرہ ضروری ہدایت ورہنمائی' سرپرستی اور عدل وانصاف سے دور ہو تو اس کی دولت وثروت اور اس کا علم اسے سرکشی پر مجبور کر دیتا ہے اور اس کے اخلاق اور عزم وارادے کو زائل کر دیتا ہے' اسے انحطاط وزوال کی طرف لے جاتا ہے' جیسا کہ آج کل امریکہ جیسے ممالک میں ان علامتوں کو دیکھا جا سکتا ہے' لیکن ان توانائیوں کے فقدان سے سیاسی واخلاقی انحطاط کا عفریت نہایت تیزی کے ساتھ دوسرے ممالک پر مسلط ہو جاتا ہے اور قوموں سے دنیا وآخرت'

علم و اخلاق بلکہ ہر چیز چھین لیتا ہے۔ اسی لئے اسلام کی تمام سیاسی و اجتماعی تعلیمات کا مقصد یہ ہے کہ امتِ مسلمہ قوت و شوکت، علمی و اخلاقی، سیاسی اور روحانی و مادّی بالادستی کی حامل ہو۔

آج اقوامِ عالم کے تمام باشعور رہنما اس کوشش میں ہیں کہ ہر اس ذخیرے اور وسیلے سے استفادہ کیا جائے جس سے ان کی قوت و طاقت میں اضافہ ہو۔ امتِ مسلمہ جو اپنے عوام اور ان کی جماعت کی موجودگی کے باوجود بین الاقوامی سطح پر عزت و آبرو اور عظمت و بزرگی کو لوٹا سکتی ہے، ہر مسلمان کو خاص کر اسلامی ممالک کے حکام اور حکمرانوں اور مسلمان شخصیتوں، روشن فکر افراد اور علما کو مسلسل اپنے ذہن میں اس سوال کا جواب دینے کے لئے سوچتے رہنا چاہیئے۔

آج زیادہ تر تیل کے ذخائر، جو بلا مبالغہ دنیا کی موجودہ تہذیب کے لئے خون کا درجہ رکھتے ہیں، اسلامی ملکوں میں ہیں۔ عالمی اہمیت کے حامل حساس ترین علاقے مسلمانوں کے اختیار میں ہیں، معدنی ذخیروں کا ایک بڑا حصہ جو موجودہ اور آئندہ دنیا کی تعمیر کے لئے بے حد ضروری ہے، ان ممالک کے پاس ہے، دنیا کی پوری آبادی کا پانچواں حصہ ان سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ ممالک جنھوں نے خود کو مسلمانوں پر مسلّط کر رکھا ہے، ان کی مصنوعات کے مصرف کے سب سے بڑے بازار ان کے ہاتھوں میں ہیں، ان کی مستحکم و پائیدار و مالا مال ثقافت اور علوم و معارف نے ہی اہلِ مغرب کو موجودہ دنیا کی علمی ترقی اور عروج کے ابتدائی زینوں پر قدم رکھنا سکھایا ہے اور وہ مغربی علم و تمدن کی گردن پر حق رکھتے ہیں۔ ان تمام باتوں کے باوجود آج عالمی سطح پر بین الاقوامی سیاست کے عمومی ضابطوں، دنیا کے اہم فیصلوں اور عالمی تعلقات پر مبنی اصولوں کے تعین میں مسلمانوں کا کوئی کردار نہیں۔ اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ بہت سے اسلامی ممالک خود اپنی قومی پالیسیوں میں زور و زبردستی سے کام لینے والی ایک یا کئی استکباری حکومتوں کے پیچھے پیچھے ان کے اشاروں پر چل رہے ہیں۔ ان کی حکومتیں غیروں کی پٹھو، ضعیف و بے اختیار، اور ان کی ملتیں گھٹن یا بے خبری کا شکار ہیں، ان کے علما اور روشن فکر افراد خوف و وحشت، بے اعتنائی اور راحت طلبی میں گرفتار ہیں اور نتیجہ یہ ہے کہ ان کے سرمائے تباہ و برباد ہو رہے ہیں، ان کا سیاسی مقام استکباری حکومتیں معین کرتی ہیں اور

ان کے عوام اوران کی جماعت کسی شمار میں نہیں لائی جاتی۔اور عظیم اسلامی امت جسے آج اپنے ایک ایک فرد کے وجود سے عزت واقتدار کے حصول کے لئے جس کی وہ واقعاً مستحق ہے فائدہ اٹھانا چاہیئے وہ اس طرح عوام اوران کی جماعت کے ایک بڑے حصے سے محروم کردی گئی ہے اور اسلام و مسلمین کے دشمن اس سے اسلام و مسلمین کو ضرر پہنچانے میں فائدہ اٹھارہے ہیں۔

عالمِ اسلام کی موجودہ صورتِ حال اوروہ افسوس ناک حوادث جنھوں نے اسلامی دنیا کے لاکھوں افراد کی زندگی کے ہر گوشے کو تلخ ودشوار کررکھا ہے۔مثلاً مقبوضہ فلسطین کا المیہ جس کی کہیں مثال نہیں ملتی' بالکان کے مسلمانوں کی تاریخی آزمائش' کشمیراور افغانستان کے حالات' خلیجِ فارس کی پھٹ پڑنے والی کیفیت' بعض یورپی ممالک میں اقلیتوں کی حالت' یہ سب کے سب اس تلخ حقیقت کے واضح شواہد ہیں۔

عالمِ اسلام نے ابھی گزشتہ چند ہفتوں کے دوران دیکھا ہے کہ امریکی حکومت نے کس طرح پے در پے دو مرتبہ مشرقی بیت المقدس میں مسلمانوں کے گھروں کو ویران کرنے کے سلسلے میں صہیونی حکومت کی مذمت میں سلامتی کونسل کی قرارداد کو ویٹو کیا۔یہ وہی امریکہ ہے جو اپنی دولت واقتدار کا ایک بڑا حصہ مسلمان عرب ملکوں کے (امریکی بینکوں میں موجود) سرمائے سے حاصل کررہا ہے اوران میں سے بہت سے ممالک کی حکومتوں نے صاف طور پر اپنی دولت' احترام اور دوستی' بلکہ اپنے ملک کے خطے بھی اس کو سونپ رکھے ہیں۔آخر امریکہ اس قولی و عملی دوستی کے جواب میں کیوں حتیٰ ایک بار بھی اس بات پر تیار نہیں ہوا کہ فلسطین کے مسئلے میں ان کی خواہش کا پاس ولحاظ کرے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ عرب کے مسلمان حکام میں کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں جو صہیونی حکومت کی تازہ جارحیت (جو اس حکومت کے پچھلے پچاس سالہ جرائم کی یاد دلاتی ہے اوراس کی ایک اور کڑی ہے' حتیٰ ان تمام سمجھوتوں کی مخالف ہے جو مصالحت کے نام پر گزشتہ چند برسوں کے درمیان ہوئے ہیں) پر اس پر ناراض یا غصے میں ہو۔

لیکن سوال یہ ہے کہ امریکہ کے ساتھ عرب ممالک کے حکام کی دیرینہ دوستی اور وفاداری'

امریکہ کی طرف سے غاصب حکومت کی روز افزوں حمایت و پشتیبانی کی روش پر کیوں معمولی ترین اثر مرتب نہیں کرتی؟

ٹھیک ہے کہ امریکہ کی موجودہ حکومت اپنے اسلاف سے کچھ زیادہ ہی صہیونیوں کے لئے اپنی خودسپردگی کا مظاہرہ کررہی ہے' لیکن کب اور کہاں امریکہ میں برسرِ اقتدار آنے والی حکومتوں نے اپنے عرب دوستوں کو اپنے صہیونی بھائیوں کے برابر خیال کیا ہے؟ اور کب ایک بار بھی ایسا ہوا ہو کہ اس نے صہیونی غاصبوں کو اپنی طرف سے ناراض کیا ہو؟

اس موضوع پر بہت سی شرم آور باتیں بیان کی جاسکتی ہیں' اسی طرح عظمت کی داستانیں اور کبھی کبھی انانیت واستکباریت کی خیانت اور دشمن اور بیگانہ طاقتوں کی خباثت کوئی کم نہیں ہیں کہ اس مختصر پیغام میں سما سکیں۔ لیکن جو چیز میں کہنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ دشمن کی زیادتی کا سبب ہی یہ ہے کہ ان خود پسندی کے شکار گروہوں نے یہ پسند نہیں کیا کہ تمام قوتوں اور وسائل وامکانات سے فائدہ اٹھائیں اور عوام کی جماعت کو دشمن کے مقابلے میں کھڑا کریں۔

عالمِ اسلام کی سب سے بڑی پشت پناہ عظیم امتِ اسلامی ہے۔ یعنی یہ مسلمان ملتیں جن کا اعتماد واتفاق' باہمی تفاہم اور دیو کی مانند گرج پیدا کرنے والے ان کے احتجاجات' فکری قوت وصلاحیت' ان کے قوی وتوانا بازو اور ان کے خداداد قدرتی سرمائے ہر مغرور ومتکبر حکومت کے کانوں کو بہرا اور اس کی کمر کو خم کرسکتے ہیں۔

حج' اس عظیم' ناقابلِ شکست اور کبھی ختم نہ ہونے والی پشت پناہی کا ایک مظہر اور نمونہ ہماری نگاہوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور یہی وہ منزل ہے جہاں حج کے دوران برائت کے نعرے اپنے حقیقی معنی میں آشکارا ہوتے ہیں اور یہی وہ صورتِ حال ہے کہ مشرکین سے برائت میں مسلمانوں کی اجتماعی شرکت حج میں زندگی اور مفہوم پیدا کردیتی ہے۔ آیا اس وقت کوئی بھی مسلمان اس حکیمانہ قول میں شک کرے گا کہ: ''برائت سے خالی حج' حج نہیں ہے۔''

مسلمان قومیں یاد رکھیں کہ اگر وہ متحد ہوں تو خدا کا ہاتھ ان کے ساتھ ہے' اور خدا کا ہاتھ

عالمِ وجود کے ہر طاقتور وجود سے زیادہ قوی اور صاحبِ اقتدار ہے۔ مسلمان حکومتیں سمجھ لیں کہ ان کی ملتیں بے رحم و غارتگر توقعات سے پُر بے گانہ جارحیت کے مقابلے میں مضبوط ترین پشت پناہ ہیں۔ اگر ملتوں کے ساتھ سچائی پر مبنی طرزِ عمل اپنایا جائے تو حکومتوں کو قوت واقتدار حاصل ہوگا' نہ میدانِ جنگ میں دشمنوں سے ڈرنے کی ضرورت پڑے گی اور نہ ہی ملک کی تعمیر و ترقی اور زندگی کے عام میدانوں میں کسی بیگانے کی مدد کی ضرورت کا احساس ہوگا۔

آج ایرانی حکومت اور وہاں کی قوم کی اسی یکجہتی کا نتیجہ ہے کہ خدا پر توکل اور بھروسہ کر کے امریکہ کی منہ زوریوں کے مقابل ایستادہ ہے اور اس کی مسلسل دھمکیاں اس کے پائے استقامت میں لرزش پیدا نہیں کرتیں اور وہ اپنے اندر ایسی قوت محسوس کرتی ہے کہ اپنی حقانیت پر بھروسہ کرتے ہوئے استکباری ایجنٹوں کی جانب سے چہار سو سے پڑنے والے ہر قسم کے دباؤ کے باوجود اپنے مستقبل کو درخشاں اور اپنی راہ و روش اور اپنے قلوب کو امید و اطمینان سے سرشار پاتی ہے۔

دنیا بھر سے آئے ہوئے عزیز بھائیو اور بہنو! حج کی عظیم میعاد کو غنیمت سمجھئے' یہاں اپنے درمیان الفت و آشنائی کو مضبوط کیجئے' ایک دوسرے کے حالات سے باخبر اور ایک دوسرے کے تجربات سے سبق حاصل کیجئے۔ اسلامی جمہوریہ ایران کی عظیم ملت سے ان کے ثبات واستقامت کا راز جانئے' حج میں باآوازِ بلند اپنے اتحاد کا اعلان کیجئے۔ میں پورے خلوص اور سچائی کے ساتھ تمام مسلمان حکومتوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھا رہا ہوں اور ان کی طرف سے عالمِ اسلام کے رنج وغم دور کرنے کے سلسلے میں باہمی تعاون اور ہم فکری کا خیر مقدم کرتا ہوں اور تمام مسلمان ملتوں سے انکساری کے ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی قدر و قیمت پہچانیں' اسلام اور قرآن کے نورانی احکام کی قدر کو درک کریں۔ امام خمینی رضوان اللہ علیہ نے اپنی اور اسلام کی طرف بازگشت' نیز اپنے اور اپنے بے شمار معنوی ذخائر کی قدر کو پہچاننے کا عظیم درس دیا۔ ملتِ ایران نے اس درس پر عمل کرتے ہوئے سعادت کے راستے پر قدم رکھا اور اس میں متعدد مراحل طے کئے اور بدستور اس راستے پر گامزن ہے۔ دوسری ملتوں کا راستہ بھی سعادت کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے۔ اگر ایسا

ہو جائے تو غاصب صہیونی حکومت کے پاس مسلمانوں کی طاقت کے سامنے مزاحمت کی قوت نہیں ہوگی۔ اور امریکہ فلسطینی قوم کی قسمت سے کھیلنے یا عرب حکومتوں کا مذاق اڑانے کی جرائت نہیں کرے گا۔ اگر ایسا ہو جائے تو عرب حکومتیں اپنے آپ کو مجبور نہیں سمجھیں گی کہ حق اور حقیقت کے برخلاف ملتِ فلسطین کو نظر انداز کریں اور مسئلۂ فلسطین کو طاقِ نسیاں کی زینت بنا دیں، غاصب اور جارح حکومت کے ساتھ سیاسی واقتصادی رابطہ قائم کر کے صہیونیوں کو عرب معاشروں تک پہنچنے کا راستہ فراہم کریں اور یوں اتنی آسانی سے اس حصار کو ختم کر دیں جو رفتہ رفتہ صہیونی حکومت کو ختم کر سکتا ہے۔

آخر میں تمام حجاجِ کرام کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ انفرادی خودسازی اور معاشرتی مستقبل سازی کے لئے حج کے گرانقدر موقع کو غنیمت جانیں اور امید کرتا ہوں کہ وہ مسلمانانِ عالم خصوصاً ان ملتوں کے لئے جو تلخ حوادث اور زندگی کی سختیوں میں گرفتار ہیں، دعائے خیر کریں گے اور اس حقیر کو بھی دعائے خیر میں فراموش نہیں کریں گے۔

وَسَّلامُ اللّٰہِ عَلیٰ بقیة اللّٰہ فی ارضه وعجل اللّٰہ تعالیٰ فرجه

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

سید علی الحسینی الخامنہ ای

دوم ذی الحجہ الحرام ۱۴۱۷ھ

حواشی:

(۱) اور اس وقت کو یاد کرو جب ہم نے خانۂ کعبہ کو ثواب اور امن کی جگہ بنایا اور حکم دیا کہ مقامِ ابراہیم کو مصلیٰ بناؤ اور ابراہیم و اسماعیل سے عہد لیا کہ ہمارے گھر کو طواف اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے لئے پاک و پاکیزہ بنائے رکھو۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۲۵)

پیغامِ حج

۱۴۱۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى الْبَشِيْرِ النَّذِيْرِ وَالسِّرَاجِ الْمُنِيْرِ سَيِّدِنَا اَبِى الْقَاسِمِ الْمُصْطَفٰى مُحَمَّد وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ الطَّاهِرِيْ وَعَلٰى الْخِيَرَةِ مِنْ اَصْحَابِهِ الْمُنْتَجَبِيْن."

مسلمانوں کی عظیم ترین سالانہ ملاقات کی خوشخبری لئے حجِ بیت اللہ کا زمانہ قریب آ پہنچا ہے۔ اگر اس موسم میں لقائے الٰہی کے فیض سے شرفیاب ہونے والے حج کے مشتاق لاکھوں لوگ غیر معمولی بیتابی اور بیقراری کے ساتھ اس فریضے کی ادائیگی کے سلسلے میں ہمہ وقت اور ہمہ تن لازمی تیاریوں میں سرگرم ہیں، تو یہ ان کا حق ہے۔ اور حج کی خواہش رکھنے والے دنیا کے وہ کروڑوں مسلمان جو اس سال اس سعادت سے فیضیاب ہونے والوں کی فہرست میں شامل نہیں ہو سکے، لحہ بہ لحہ حج سے مشرف ہونے والے خوش نصیبوں کو یاد کریں اور ان کے، نیز اپنے حق میں دعاؤں کے ذریعے اپنے دل و دماغ کو مسرور و معطر رکھیں اور دنیا کے تمام صاحبِ دل مسلمان حج کے ان ایام میں کسی نہ کسی اعتبار سے حج، اس کے شعائر اور اس کے جلال و جمال کی نشانیوں کے ساتھ بسر کریں

تو بہتر ہے۔

حجِ بیت اللہ کے مراسم درحقیقت ہر سال رونما ہونے والے عظیم امور میں سے ہیں۔ پس یہ بات کس قدر مناسب ہوگی کہ معلومات و آگہی کے ان ایام میں دنیائے اسلام کے تمام مسلمان اسی واقعے کو اپنی فکر و توجہ اور احساس و خیال کا بنیادی مرکز بنائیں اور ہر شخص اپنے روحانی، فکری اور سیاسی مقام و مرتبے پر قائم رہتے ہوئے کسی نہ کسی اعتبار سے اس کے بارے میں غور و فکر کرے اور اس کے ساتھ بسر کرے۔ ظاہری بات ہے کہ حج کے فیض سے بہرہ مند ہونے والے تمام حضرات بذاتِ خود فریضے اور امید کے اس مرکز میں موجود ہیں اور ان کا پورا وجود، جسم و جاں اور ان کی فکر و جستجو سب کچھ حج اور اس کے آثار و برکات سے وابستہ ہے۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس فریضۂ الٰہی سے زیادہ سے زیادہ معنوی و روحانی اور انفرادی و اجتماعی فائدہ حاصل کریں اور مجھے امید ہے کہ انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا۔

اگرچہ حج کی برکتیں انسانی حیات کے تمام پہلوؤں پر محیط ہیں، اور یہ لامتناہی بارانِ رحمت انسان کے قلب و دماغ کی خلوتوں سے لے کر سیاسی و اجتماعی میدانوں تک مسلمانوں کے قومی اقتدار اور مسلمان ملتوں کے درمیان تعاون و ہمدردی کے جذبے کو زندہ و بارآور اور زندگی کی رعنائیوں سے سرشار کر دیتی ہے، لیکن یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس کی کلید "معرفت" ہے اور حج ہر اس شخص کے لئے جو اپنی آنکھوں سے حقائق کا مشاہدہ کرنے اور موجودات کی شناخت اور خداداد صلاحیتوں سے فائدہ اٹھانے پر مائل و تیار ہو اس کا سب سے پہلا تحفہ ہے۔ یہی ہر شخص سے مخصوص اس کی اپنی شناخت و معرفت ہے جو عام طور پر حج کے علاوہ مسلمانوں کے عظیم گروہ کو کہیں اور نصیب نہیں ہوتی اور کوئی دوسرا مذہبی اجتماع شناخت و معرفت کا مجموعہ جو حج کے مراسم میں قابلِ حصول ہے، ملتِ اسلامیہ کو یکجا شکل میں فراہم نہیں کرسکتا۔

یہ معرفت درحقیقت شناختوں کا ایک مجموعہ ہے جس میں درج ذیل چیزیں شامل ہیں:
ایک فرد کی حیثیت سے خود اپنی شناخت، امتِ اسلامیہ کے عظیم مجموعے کے ایک جز کی حیثیت سے

اپنی شناخت' امتِ واحدہ کے ایک نمونے اور مظہر کی حیثیت سے اپنی شناخت' خداوندِ عالم کی عظمت و رحمت کی شناخت اور اپنے دشمن کی شناخت۔

ایک فرد کی حیثیت سے اپنی شناخت کا مطلب ہے اپنے وجود کے بارے میں غور و فکر اور اپنی کمزوریوں اور قوتوں سے مکمل واقفیت۔ جس جگہ مادّی علامات' مال و منصب' نسلی شناخت اور لباس کی پہچانیں اپنا رنگ کھو دیتی ہیں اور آدمی ان امتیازی ہوا و ہوس سے جدا ہو کر دوسرے لاکھوں انسانوں کے ساتھ طواف' سعی' نماز اور افاضۂ وقوف کے لئے جاتا ہے۔ امیر و غریب' حاکم و رعایا' پڑھے لکھے اور اَن پڑھ' کالے اور گورے سب کے سب ایک لباس میں' ایک ہی جگہ خدا کی جانب رُخ کیے نظر آتے ہیں' سب اپنے دستِ نیاز اس کی طرف بلند کیے ہوئے ہیں اور خود کو اس کے جمال و عظمت اور قدرت و رحمت کے سامنے کھڑا پاتے ہیں' ایسے میں کوئی بھی انسان خدا کے مقابل اپنی کمزوری اور تہی دستی کے بارے میں غور و فکر کر سکتا ہے اور اس سے وابستگی میں اپنی عزت و اقتدار اور سربلندی کو بخوبی محسوس کر سکتا ہے۔ اپنے ضعیف و ناتواں وجود سے متعلق غرور آفریں باطل خیالات دور پھینک کر خود غرضی اور تکبر کے شیشے کو' جو اس کی پست ترین عادات و رفتار کا آئینہ ہے' زمین پر پھینک کر چکنا چور کر سکتا ہے اور دوسری طرف عظمتوں کی کان سے وابستگی کی شیرینی اور اس سے الحاق کی لطافت کے ساتھ اپنے اندر موجود نفسیاتی بتوں کو توڑنے اور ان سے علیحدگی اختیار کرنے کا مزہ چکھ سکتا ہے۔

یہ بنیادی شناخت' جو تمام عبادتوں کا جوہر اور اولیائے خدا کی تمام مناجاتوں اور راز و نیاز کا اصل موضوع ہے' انسان کے اندر پاکیزگی اور درخشندگی پیدا کر دیتی ہے اور اسے اور دیگر معرفتوں اور شناختوں کے لئے آمادہ کر کے کمال کی راہ طے کرنے کی قوت و توانائی عطا کرتی ہے۔ عام زندگی میں دنیوی مشکلات' مادّی امور میں الجھی ہوئی حد سے بڑھی ہوئی سرگرمیاں اور انسانوں کی روزمرہ زندگی میں تمام نہ ہونے والی جنگ و جدل اور مقابلہ آرائیاں دل کو غافل و مشغول کر دیتی ہیں اور انسان اس روشن اور درخشاں معرفت سے دور ہو کر باطل خیالات اور توہمات کے پھندوں میں پھنس جاتا ہے' اس کا دل ناہمواری و تیرگی میں گرفتار رہتا ہے۔ حج ان تمام پریشانیوں سے

نجات کا ایک حتمی اور قطعی علاج ہے۔

ملتِ اسلامیہ کے عظیم مجموعے میں شامل ایک جز کی حیثیت سے اپنی شناخت کا مطلب ہے کہ تمام حاجیوں کو ان تمام ملتوں اور تمام سرزمینوں کے نمائندوں کی حیثیت سے دیکھا جائے جنھوں نے اپنے لوگوں کو خانۂ خدا کے طواف کے لئے بھیجا ہے' تمام حجاج کو اس جمِ غفیر کے آئینے میں ایک مجموعے کی حیثیت سے دیکھنا ایک عظیم امتِ اسلامی کا زاویۂ نگاہ عطا کرتا ہے جو اس وقت دسیوں قوموں اور اربوں انسانوں سے تشکیل پذیر ہوا ہے اور سماجی اور آسائش کے اہم ترین مادّی و معنوی وسائل و امکانات سے بہرہ مند ہے اور تمام بشریت اور صنعتی تہذیبیں تمام مادّی وسعتوں کے ساتھ ان کے عظیم منابع کی' ان کے یہاں موجود بازاروں کی' ان کے علمی و ثقافتی سرمائیوں کی محتاج ہیں اور ان سے فائدہ اٹھا رہی ہیں۔

اس عظیم حقیقت کے ایک جز کی حیثیت سے اپنی شناخت اور پہچان' حاجیوں کو حقیقی عشق و محبت سے سرشار عزیز داری اور برادری کے قریبی رشتوں میں منسلک کر دیتی ہے اور افتراق و جدائی کے پُر فریب تصور کو ختم کر دیتی ہے جسے برسہا برس سے کل کے استعماری اور آج کے استکباری ہاتھوں نے نسل' زبان' مذہب اور قوم پرستی کے نام پر پھیلا رکھا ہے۔ طبقاتی دنیا کے سربراہوں' یعنی ان تمام سیاست دانوں کو جن کی کوشش رہی ہے کہ دنیا کو دو قوی اور کمزور یا مستکبر و مستضعف بلاکوں میں منقسم باقی رکھیں اور طاقت و مرکز کو کمزور و محروم قوموں کو نقصان پہنچاتے ہوئے اپنے درمیان تقسیم کر لیں' دو صدیوں سے لے کر اب تک ملتِ مسلمہ کے اتحاد و یکجہتی سے غیر معمولی خوف لاحق رہا ہے اور انھوں نے اس راہ میں بڑی رکاوٹیں کھڑی کی ہیں۔

یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے حالیہ دہائی کے دوران ''بالکان'' کے مسلمانوں کے قتلِ عام' یا یورپ کی مسلمان اقلیتوں کی نسبت تفریق و ناانصافی یا ان کی طرف سے مکمل لاپرواہی کے ذریعے پورے یورپ کو عیسائی بنانے کا اپنا عزم آشکارا کر دیا ہے اور دنیائے اسلام کے اتحاد کو توہین آمیز الفاظ سے یاد کیا اور اپنے عمل اور پروپیگنڈے کے سہارے اس اسلامی اتحاد کی راہ میں

رکاوٹیں ڈالی ہیں۔

ایک شخص کے اندر اس احساس کی تقویت کہ وہ ایک عظیم پیکرِ امت کا ایک جز ہے اور احساس کی صحیح رہنمائی ان تمام تفرقہ انگیز خیالوں پر غلبہ حاصل کر لیتی ہے اور وہ ملتِ اسلامیہ کے گونا گوں شعبوں میں اس قومی و مذہبی تشخص اور پہچان کو محفوظ رکھنے کے ضمن میں ہی اتحاد و یکدلی کے جو فوائد ہیں ان سے پورے مجموعے کو بہرہ مند کر سکتا ہے اور عزت و وقار اور خیرِ کثیر جو ملتِ اسلامیہ کی یکجہتی میں پوشیدہ ہے، اس کے تمام اعضا و اجزا کے شاملِ حال ہو جاتا ہے۔ حج میں طواف و سعی کی نمازیں اور تمام اجتماعی حرکات و سکنات حج ادا کرنے والے کو یہی سبق دیتی ہیں اور اسے اس کے وجود کی گہرائیوں میں اتار دیتی ہیں۔

امتِ واحدہ کے عملی مظہر اور جلوے کی شناخت کا مطلب ایک عظیم آرزو یعنی اسلامی وحدت کو بروئے کار لانے کے سلسلے میں ایک عملی قدم اور پھر عالمی سیاست کے میدان میں ایک متحدہ اسلامی اقتدار کی جلوہ نمائی ہے۔

دنیا کے مختلف حصوں سے آئے ہوئے مختلف زبانوں اور مختلف رنگ و نسل سے تعلق رکھنے والے حجاج کے عظیم اجتماع کا نظارہ مسلمانوں کے نقطۂ نگاہ میں وسعت پیدا کرتا ہے اور انھیں قوم و ملت اور ذات پات کی حد بندیوں سے باہر نکال لاتا ہے اور اس کے برادرانہ اسلامی کردار کا فریضہ اسے ان کے ساتھ میل جول اور ہم دلی و ہم زبانی پر مجبور کر دیتا ہے۔ اس عظیم اجتماع کے ذریعے مختلف قوموں سے مخصوص خبریں پوری اسلامی دنیا تک پہنچتی ہیں اور ہمیشہ سے جاری خصوصاً عصرِ حاضر میں حد سے سوا دشمنوں کی تشہیراتی سازشوں کو، جن کا مقصد ہی حقیقتوں کو بدل کر جھوٹ اور افواہ کا بازار گرم کرنا ہے، اپنی جگہ دفن کر دیتی ہیں اور اس طرح مقام و علاقے نیز زبان اور خیالات کے فاصلے مٹ جاتے ہیں۔

ایک ملت کی کامیابیوں کے ذکر کے ذریعے دوسری قوموں کے دل میں امید کے چراغ روشن ہوتے ہیں۔ ایک ملک کے تجربات کا بیان دوسرے ملکوں کو تجربے عطا کرتا ہے۔ افراد اور

قوموں کے ذہن میں تنہائی اور اکیلے پن کا احساس ختم ہو جاتا ہے اور دشمن کا رعب ودبدبہ ان کی نگاہوں سے دور ہو جاتا ہے۔ایک ملک کی بڑی بڑی مصیبتوں کو دوسروں کے سامنے بیان کرتا ہے اور ان کو ان کے علاج کی فکر پر ابھارتا اور آمادہ کرتا ہے۔

حج کے موسم میں حاجیوں کا ایک نقطے پر اکٹھا ہونا' خصوصاً عرفات اور مشعر الحرام میں' وقوفِ منیٰ میں بیتوتہ'یہ سب کچھ اس کارآمد کارساز شناخت کی زمین ہموار کرتا ہے۔

حج میں خداوندِ عالم کی عظمت ورحمت کی شناخت کا مطلب ہے اس گھر کی بنیاد واستحکام پر غور وفکر کرنا جو خانۂ خدا ہونے کے ساتھ ساتھ عوام الناس کا گھر بھی ہے:"اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِىْ بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِيْنَ."(۱) یہ وہ مقام بھی ہے جس کی طرف ضرورتمند انسان اپنا رُخ کیۓ رہتے ہیں اور وہ نقطہ بھی ہے جہاں آئینِ الٰہی کی عظمت جلوہ گر ہوتی ہے۔شکوہ وعظمت اور سادگی وپاکیزگی کا ایک اہم سنگم' سب سے پہلی صدائے توحید کی یادگار' وحدتِ کلمہ پر عمل درآمد کا مقام صدرِ اسلام کے مجاہدین کے نقوشِ قدم بھی اجاگر کرتا ہے اور ان کی مظلومانہ ہجرت کی داستان بھی دُہراتا ہے کہ انھوں نے کس انداز سے اور کیسے جہاد ومقابلہ کیا اور پورے اقتدار کے ساتھ فاتحانہ انداز میں یہاں واپس آئے اور اسے عرب جاہلیت کی نشانیوں سے پاک وصاف کیا۔یہ جگہ عبادت کرنے والوں کے وجود سے معطر' عابدوں کے سجدوں کی منزل اور حمد وثنا کرنے والوں کی دعاؤں سے معمور بھی ہے۔یہی جگہ ابتدا میں خورشیدِ اسلام کے طلوع کا مطلع اور یہی جگہ آخر کار مہدئ موعود(عج) کے ظہور کا مطلع بھی ہے۔یہی شکستہ دلوں کی پناہ گاہ اور یہی مصیبت زدہ لوگوں کی امید کا مرکز بھی ہے۔

فریضۂ حج کا حکم اور اس کے اعمال ومناسک کی ترتیب عظمت کی نشانی بھی ہے اور رحمت کی علامت بھی۔اسی شناخت ومعرفت کے ذریعے مسجد الحرام میں کعبہ شریف کو دیکھنے کے بعد دل منقلب ہو جاتے ہیں اور راہ سے بھٹکے ہوئے لوگ صراطِ مستقیم پر آ جاتے ہیں اور انسانوں کے اندر ایک انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔

دشمن کی پہچان اور شناخت تمام دوسری شناختوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچاتی ہے۔اس کے بغیر مسلمانوں کے دل ودماغ بغیر کسی فصیل کے ایسا خزانہ ہیں جو ڈاکوؤں، خائنوں اور لٹیروں سے محفوظ نہیں۔خود حج کے اعمال میں رمی جمرات، یعنی شیطانوں کو کنکریاں مارنا، دشمن کو پہچاننے اور دشمن کو ختم کرنے کی جلوہ نمائی ہے اور پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حج کے دوران برائت و بیزاری کی اذان بلند کی ہے اور برائت کی آیات حج کے مراسم میں امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے دہنِ مبارک سے تلاوت کی ہیں۔اگر دنیائے اسلام اور ملتِ اسلامیہ اپنے دشمنوں کے وجود سے نجات حاصل کرلے اور اس طرح کی صورتِ حال ممکن ہوسکے، تو برائت کا فلسفہ بھی ختم ہوجائے گا، لیکن دشمنوں کی موجودگی اور ان کی موجودہ محاذ آرائیوں کے باوجود دشمن کی طرف سے غفلت اور برائت سے اجتناب ایک بڑی اور نقصاندہ خطا اور بڑی غلطی ہے۔

اگر پہلے بیان کی گئی معرفت وشناخت حاصل ہوجائے، تو عالمِ اسلام کے دشمن کی بھی شناخت ہوجائے گی۔کوئی بھی کام یا شخص یا حکومت یا نظام جو مسلمانوں کو ان کے اسلامی تشخص سے بیگانہ کردے، یا ان میں اختلافات اور تفرقے کا باعث ہو یا اسلامی عظمت وآبرو حاصل کرنے سے انہیں لاپرواہ یا مایوس کردے، وہ ان سے دشمنی کررہا ہے اور اگر وہ بذاتِ خود دشمن نہ ہوگا تو دشمن کا پٹھو ضرور ہوگا۔

قرآن میں شیطان کو انبیاؑ کے مقابلے میں فساد پھیلانے اور انحطاط پیدا کرنے والی طاقت کی حیثیت سے یاد کیا گیا ہے، جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے: "وَ کَذٰلِکَ جَعَلْنَا لِکُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَیٰطِیْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ." (۲)

پورے قرآن میں شیطان اور اس کے مظاہر کا بار بار ذکر ہوا ہے۔وحی کے نزول کے پورے عرصے میں اس کا نام لیا گیا ہے۔یہ اس وجہ سے ہے کہ مسلمانوں کو دشمن اور اس کی علامتوں سے ہرگز غفلت نہیں برتنی چاہئے۔آج شیطان یعنی سامراج کے سیاسی محاذ کی سب سے زیادہ کوشش اس بات پر مرکوز ہے کہ وہ مسلمانوں کو ان کے مستقبل سے ناامید کردے اور انھیں اپنی عظیم

ثقافت اور علمی میراث سے بے اعتنا کر دے۔ ہر وہ شئے جو مسلمانوں کو امید دلاتی ہے اور انھیں اپنا مستقبل اسلامی بنیادوں پر استوار کرنے کی خواہش عطا کرتی ہے عالمی استکبار اسے بہت زیادہ نفرت اور غیظ و غضب کی نظر سے دیکھتا ہے۔

شیطانِ بزرگ اس لئے ایران سے دشمنی رکھتا ہے کہ اسلامی جمہوریہ کا وجود اور اس وسیع و عریض ملک کا نظام اپنی عظیم آبادی اور لامتناہی مادّی و معنوی دولت و ثروت کے ساتھ مسلمانوں کو اسلامی عزت و عظمت کا مژدہ دیتا ہے اور ان کے دلوں میں امید کی شمع روشن کرتا ہے۔ ایران میں اسلامی جمہوریہ کی تشکیل کے بعد انیس سال کے عرصے میں پوری دنیا کے لوگوں نے مسلمان ملتوں کے طرزِ عمل میں امید کا مشاہدہ کیا ہے اور کر رہے ہیں۔ جتنا جتنا وقت کا پھیّا آگے بڑھا ہے' اس بڑھتے ہوئے عظیم سمندر کے مقابلے میں سامراجی دنیا کی تدبیروں نے اتنی ہی شکست کھائی ہے اور مسلمانوں کی امید میں اتنا ہی اضافہ ہوا ہے۔

فلسطینیوں کی بیداری' غاصب صہیونیوں کے مقابلے میں اسلامی نعروں کے ساتھ ان کی آزادی و حریت پسندانہ جدوجہد کا آغاز' یورپ میں مسلمان ملتوں کی بیداری' اہلِ یورپ کے ہاتھوں یا ان کی خاموش رضا مندی سے بوسنیائی مسلمانوں کو پیش آنے والے خونیں اور المناک سانحے کے باوجود مسلمان ملک بوسنیا کی تشکیل' مغربی جمہوریت کی معمول کی راہوں سے ترکی اور الجزائر میں اسلام کی حاکمیت پر یقین رکھنے والوں کا برسرِ اقتدار آنا' ان دونوں ممالک میں اسلام کے اقتدار کے عالمی دشمنوں کی دشمنی اور ناجائز اور غیر قانونی طاقتوں کی مداخلت اور بغاوت کی وجہ سے ان کی کامیابی ادھوری رہ جانا۔ سوڈان میں اسلامی تعلیمات کی بنیاد پر حکومت کی تشکیل' جو بیرونی رکاوٹوں کے باوجود بحمد للہ اسلامی اقتدار کے راستے پر بدستور آگے بڑھ رہی ہے اور بہت سے مسلمان ممالک میں اسلامی نعروں کا احیا' جو کئی برسوں سے ان ممالک میں فراموش کئے جا چکے تھے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی مثالیں' یہ سب کے سب اسلام کے روز افزوں گہرے اثرات کی نشانیاں اور علامات ہیں۔

اسلامی ایران کے ساتھ سامراج کی دشمنی اسی نسبت سے روز بروز زیادہ سخت اور زیادہ بغض و کینے سے معمور ہے۔

فوجی‘ اقتصادی‘ سیاسی اور پروپیگنڈے پر مبنی سازشوں کی پے در پے ناکامیوں کے بعد سامراج نے ایک نیا محاذ کھول دیا‘ جو ابھی تک اسلامی ایران کے خلاف سرگرمِ عمل ہے۔ یہ محاذ تبلیغی اور پروپیگنڈے کی جنگ کا محاذ ہے اور اس کا مقصد ایران کی قوم اور حکومت پر الزامات لگانا اور اس کے نتیجے میں مسلمان ملتوں کے دل میں روشن چراغِ امید کو بجھانا ہے۔ پروپیگنڈے کی اس جنگ میں اس طرح ظاہر کیا جاتا ہے کہ ملتِ ایران عظیم انقلابی تحریک اور اس کے نعروں سے‘ نیز اسلام اور قرآن کی حاکمیت سے پشیمان ہے‘ مملکتی حکام نے اسلام اور انقلاب سے روگردانی کر لی ہے۔ ثبوت اور نمونے کے طور پر یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ حکومتِ ایران امریکی حکومت کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنا چاہتی ہے۔ ایرانی حکام کی طرف سے اس دعوے کی بار بار تردید اور اسلامی انقلاب اور امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے راستے سے عشق اور اس کے پابند رہنے پر ان کی ہمیشہ تاکید اس بات میں مانع اور رکاوٹ نہیں بنی کہ سامراج خصوصاً امریکہ کی مستکبر حکومت کی پروپیگنڈہ مشینری حتیٰ ان کے سیاسی حکام اپنے دعوؤں کی مختلف زبانوں اور طریقوں سے تکرار نہ کریں اور ان کی اپنے تبصروں‘ خبروں اور عالمی رپورٹوں میں‘ خاص طور پر عالمِ اسلام کی سطح پر پہلے سے زیادہ تکرار نہ کریں۔

حج میں دشمن کی شناخت کا مطلب ان طریقوں اور ان کے محرکات اور عوامل کی شناخت ہے۔ اور حج میں برائت اور نفرت کا مطلب دشمن کی سازشوں کا انکشاف اور ان سے بیزاری کا اعلان ہے۔

ایران کی ملت اور حکومت نے اپنے عظیم انقلاب کے ذریعے‘ جس میں اس نے امام خمینیؒ کی عظیم الشان قیادت میں ان کے راستے کو جاری رکھ کر اسلام اور ایران کی عظمت کا پرچم لہرایا‘ اپنی قومی خودمختاری اور عزت‘ نیز اپنی تاریخی زندگی کو دوبارہ پالیا ہے۔ اسلامی انقلاب کی برکت سے

ملتِ ایران نے بڑھتی ہوئی بدعنوانی، علمی و اخلاقی انحطاط، سیاسی جبر اور امریکہ کے ساتھ وابستگی سے نجات حاصل کی اور زندگی اور تعمیر نو کے مسرت و سرور کو دوبارہ پالیا۔ ظالم و جابر، بدکار، فاسق، نااہل اور پٹھو حکمرانوں کی حاکمیت اور اقتدار سے اس کی جان چھوٹی اور اسے عوامی حکومت، مخلص، مومن، امین اور ماہر حکام نصیب ہوئے۔ اس نے ملک کے قومی ذخائر اور خداداد مال و دولت کو، جسے اغیار لوٹ رہے تھے، اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور تعمیری طاقت کو جو خائن اور وابستہ بادشاہوں کی کمزوری و بدعنوانی کی وجہ سے برسوں سے بے حالی اور جمود کا شکار ہو چکی تھی، اپنے اندر زندہ کیا اور تمام علمی و عملی میدانوں میں پسماندگی کی دو صدیوں کا نقصان پورا کرنے کے لئے بڑے بڑے قدم اٹھائے اور مستقبل کے لئے بھی بلند ہمت اور عزمِ راسخ اور روشن فکر کو انیس سال کے تجربے کے ساتھ مشعلِ راہ بنایا۔ ایران اور ایرانی عوام کی زندگی اسلام، اسلامی انقلاب اور اس کے عظیم الشان قائد امام خمینیؒ کے مرہونِ منت ہے۔ ہماری قوم اور حکومت اس حقیقت کو نہیں بھلا سکتی اور نہ ہی اس روشن اور سیدھے راستے کو ہاتھ سے کھو سکتی ہے۔

نصف صدی پہلے جب امریکی حکومت نے ایران کے سیاسی میدان میں قدم رکھا، ابتدائی برسوں سے ہی اس نے ایران اور ایرانی قوم کے خلاف غداری اور ظلم و ستم کا بازار گرم رکھا۔ اس نے تباہ کن، عوام دشمن پہلوی حکومت کی حمایت کی، وابستہ اور پٹھو حکومتیں برسرِ اقتدار لایا، ہماری قوم پر اپنی خواہشات مسلط کیں اور قومی ذخائر کو ہڑپ کیا۔ تیل کے بدلے ہتھیاروں کے ضرر رساں سودوں کے ذریعے اس قوم کی کثیر دولت لوٹی، ایران کی مسلح افواج کی قیادت اپنے ہاتھ میں لی، شاہ کی امن دشمن سیکیورٹی مشینری اور اس کے جابروں کی تربیت کی۔ امریکی حکومت ایرانی عوام اور بہت سی دیگر مسلم اقوام بالخصوص عربوں کے درمیان اختلافات کا باعث بنی، اس نے ایران میں بُرائی اور فحاشی کو رواج دیا، اسلامی تحریک کو کچلنے کے لئے مختلف مراحل پر شاہی حکومت کی مدد کے علاوہ اسے ہدایات بھی دیں۔

ظلم و کفر اور بغاوت و طغیان کے تمام محاذوں کے اتحاد کے مقابل جب اسلامی انقلاب کو

کامیابی حاصل ہوئی' تو اسلامی جمہوریہ ایران کی تشکیل کے پہلے ہی دن امریکہ نے ایران اور اس کی انقلابی قوم کے خلاف بغض وعناد' رکاوٹوں' جارحانہ حملوں اور طرح طرح کی سازشوں کا جال بچھایا۔ آٹھ سالہ جنگ کے دوران عراقی حکومت کی بھرپور مدد سے لے کر ایران کے مکمل اقتصادی بائیکاٹ تک' غدار اور مغرور عناصر کی مدد سے لیکر اپنے تمام ذرائع ابلاغ کے مسلسل پروپیگنڈوں تک' علاقائی تنازعات کے شعلوں کو ہوا دینے سے لیکر ایران اور اس کے ہمسایہ ممالک کے درمیان اختلافات پیدا کرنے کی بھرپور کوششوں تک' C.I.A کے زرخرید ایجنٹوں کے ذریعے حکومت گرانے کی کوشش اور دہشت گردی کی سرگرمیوں سے لیکر ایران اور دنیا کے مختلف ممالک کے درمیان ہونے والے اقتصادی معاہدوں کو روکنے کی سنجیدہ کوششوں تک' اور ایسے ہی دسیوں شرانگیز اقدامات اور دھمکیاں تمام ممکنہ میدانوں میں قابلِ ذکر ہیں۔ تاہم یہ ایران اور ایرانیوں کے خلاف امریکی حکومت کی طویل معاندانہ سرگرمیوں کی مختصر فہرست ہے' اور یقیناً سب ہی ان سے واقف ہیں اور خاص طور پر خود امریکی حکام دوسروں سے زیادہ اس تلخ حقیقت سے آگاہ ہیں کہ ان میں سے اکثر معاملات میں امریکی حکومت شکست اور ناکامی کا منہ دیکھنے کے علاوہ بالکل اکیلی اور تنہا رہ گئی ہے۔ جبکہ ایرانی قوم اللہ تعالیٰ کی مدد اور اسلام وانقلاب کے ذریعے حاصل ہونے والی عظمت اور شان وشوکت کی برکت سے اکثر مواقع پر اپنے دشمن کو شکست اور ناکامی کا تلخ مزہ چکھانے میں کامیاب رہی ہے۔

ان واضح حقائق کو مدِنظر رکھتے ہوئے یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ ایران کی قوم اور حکومت ایسے دشمن کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھائے جس کے دل میں اب بھی تلخ تجربوں اور پے در پے ناکامیوں کا انتقامی جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے' اور وہ مسلسل ایران اور ایرانی عوام پر وار کرنے کے مواقع ڈھونڈ رہا ہے۔ بھلا وہ کس طرح ایک ایسے دشمن کی مسکراہٹ کے فریب میں آجائے گی جس کے ہاتھ میں آج بھی زہر آلود خنجر موجود ہے۔

اسلامی جمہوریہ ایران نے یہ ثابت کردیا کہ وہ دوسرے ممالک سے اپنے تعلقات بگاڑنا

نہیں چاہتا اور خارجہ پالیسی میں تین اصولوں عزت، حکمت اور مصلحت پر مبنی باہمی تعلقات کو پسند کرتا اور نبھاتا ہے۔ اسلامی جمہوریہ ایران نے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچادی ہے کہ اپنے ملک کے معنوی اور مادّی مفادات اور ایران کی عظیم قوم کی مصلحت وعزت کا پاس ولحاظ اور عالمی سیاسی میدان میں امن وامان اور سلامتی کا تحفظ اس کا بنیادی امتیاز اور رہنما اصول ہے۔ اپنے ہمسایہ ممالک اور دوسرے ملکوں منجملہ یورپی ممالک سے ہمارے تعلقات ہماری راہ وروش کی واضح اور منہ بولتی دلیل ہے۔ اور اسلامی ممالک سے برادرانہ مذکرات کرنے کی ہماری ہمیشہ کی کوششیں دنیا بھر کے عوام کے سامنے ہیں۔ بحمد اللہ آج کل ہم کئی اسلامی ممالک سے مذکرات کے خوشگوار نتائج دیکھ رہے ہیں۔ لیکن ان سب چیزوں کے باوجود ہم دشمن کی شناخت اور اس کے مقابلے میں سختی اور فراست کو ہمیشہ کے لئے دستورِ عمل بنا کر شیطانوں کی مکاریوں کے فریب میں نہیں آئے ہیں اور اس کے بعد بھی انشاء اللہ دھوکہ نہیں کھائیں گے۔

صہیونی دشمن جس نے فلسطین کی اسلامی سرزمین میں اپنی غاصب وقابض حکومت بنا رکھی ہے، اسے ایران کبھی بھی سرکاری طور پر تسلیم نہیں کرے گا اور اس غاصب حکومت کے خاتمے اور خود فلسطین کے عوام کی حکومت کی تشکیل کے لئے اپنے عقیدے کو ہرگز نہیں چھپائے گا۔ اسی طرح امریکہ کو، جو شیطانِ بزرگ اور عالمی استکبار کے فتنوں کا سرغنہ ہے، جب تک وہ اپنی موجودہ روش پر باقی ہے، اسے اپنا دشمن سمجھتا رہے گا اور اس کی طرف کبھی دوستی کا ہاتھ نہیں بڑھائے گا۔

پورے عالمِ اسلام سے آئے ہوئے عزیز بھائیو اور بہنو اور عزیز حاجیو! خدا سے مدد طلب کر کے، اسی وسعت کے ساتھ جو بیان ہوئی ہے، حج کے عظیم ترین ثمرات یعنی معرفت حاصل کرنے کی کوشش کیجئے اور مذکورہ میدانوں میں تازہ شناخت ومعرفت کے ساتھ اپنے ملک واپس جایئے اور مستقبل کے لئے اسے اپنی جدوجہد کی بنیاد بنایئے۔ اس موسم میں خاص طور پر ''کوزوو'' کے مسلمانوں کی مظلومیت کو جو بلقان کے علاقے کے خونیں واقعات سے مربوط ہے اور بوسنیا ہرز

گو نیا جیسا ہی ایک اور تجربہ ہے' ایک دوسرے سے بیان کیجئے اور ان مظلوم عوام کی نجات اور کامیابی کے لئے دعا کیجئے اور ان کی مدد کرنے کے لئے اقدام کیجئے۔ اسی طرح دنیا کے دوسرے علاقوں میں مظلوم مسلمان عوام کی امداد کے طریقے تلاش کیجئے اور ان کے لئے دعا کیجئے اور مسلمانوں کے امور کی اصلاح کے لئے خدا کی قدرت و رحمتِ مطلقہ کی التجا کیجئے۔

امید ہے کہ آپ سب مقبول حج اور معنوی اور سیاسی ثمرات سے اپنی جھولی بھر کر اپنے گھروں کو لوٹیں گے۔

والسلام علی بقیة اللّٰہ فی ارضه وعجل اللّٰہ فرجه:

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سید علی خامنہ ای

۳ ذی الحجہ الحرام ۱۴۱۸ھ

حواشی:

(۱) بیشک سب سے پہلا مکان جو لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے' وہ مکہ میں ہے اور عالمین کے لئے مجسم ہدایت ہے۔ (سورۂ آلِ عمران۔ آیت ۹۶)

(۲) اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لئے جنات اور انسان کے شیاطین کو ان کا دشمن قرار دیا ہے۔ (سورۂ انعام۔ آیت ۱۱۲)

پیغامِ حج

۱۴۱۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلیٰ رَسُوْلِہِ الْاَمِیْنِ الْکَرِیْمِ، وَعَلیٰ آلِہِ الْمَیَامِیْنِ وَصَحْبِہِ الْمُنْتَجَبِیْنِ."

حج کے یادگار ایام ایک مرتبہ پھر آپہنچے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا منادی عشقِ الٰہی سے سرشار دل کے ساتھ تمام مومنین کو بیت اللہ کی طرف دعوت دے رہا ہے اور دنیا کے چپے چپے سے اس عظیم فریضے کی سعادت حاصل کرنے والے قافلے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی دعوت کے مرکز اور دین محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جائے پیدائش میں جمع ہو چکے ہیں۔ یہ ایک بہترین موقع ہے کہ امتِ مسلمہ کے یہ منتخب افراد اپنے ساتھ پوری امت اور اس کی فلاح و بہبود کے دستور کا گہری نظر سے جائزہ لیں اور اس حقیقت پر جس کی طرف قومیت، زبان اور رنگ و نسل کے دائرے میں رہتے ہوئے بہت کم توجہ دی جاتی ہے اس عالمی وعدہ گاہ کے وسیع میدان میں غور و فکر کریں۔

اس گہرے سوچ و بچار اور خود احتسابی سے جو بڑی بڑی حقیقتیں روشن ہوتی ہیں ان میں سے دو چیزیں سب سے زیادہ واضح نظر آتی ہیں جن میں سے پہلی چیز تو وہ دولت اور سرمایہ ہے

جس سے امتِ مسلمہ مالا مال ہے۔ اور دوسری چیز وہ خطرات ہیں جو اس عظیم دولت اور سرمائے کو لاحق ہیں۔

امتِ اسلامی جس عظیم دولت سے مالا مال ہے وہ اسلام کی روشن تعلیمات اور اسلام کا مقدس آئین ہے، جو انسانی زندگی کے لئے ایک مکمل دستورِ عمل ہے۔ اسلام ایک ایسا مقدس دین ہے جو انسان اور کائنات کے بارے میں اپنے گہرے عقلی اور خالص توحیدی، اخلاقی اور معنوی حکمت آمیز نظریات، اپنے سیاسی اور اجتماعی نظریات اور انسان کی انفرادی، اجتماعی اور عبادی ذمے داریاں بیان کرتے ہوئے بنی نوع انسان کو دعوت دیتا ہے کہ وہ اپنے وجود کو ہر قسم کی بُرائیوں، کمزوریوں، پستیوں اور آلودگیوں سے پاک کر کے اپنے اندر ایمان، خلوص، سچائی، محبت اور نشاط کو فروغ دے اور اپنے معاشرے کو بھی غربت، جہالت، ظلم، امتیازی سلوک، پسماندگی، دوسروں پر زبردستی تسلط جمانے، دوسروں کی تحقیر کرنے اور لوگوں کو بے وقوف بنانے جیسی بُرائیوں سے پاک کرے۔

ایک کامیاب اور مطلوب زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان اپنے نفس کا تزکیہ کرے، تاکہ اس کی انفرادی زندگی ہر قسم کی بُرائیوں اور آلودگیوں سے پاک ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی اجتماعی زندگی میں بھی کامیابی اور کامرانی کے دروازے کھل سکیں اور قدرتی آفات اور عالمی استکباری طاقتوں کے ظلم و ستم کے مقابلے میں اس کی مدد ہو سکے۔

اسلام انسان کی زندگی کو با مقصد بنانے کے ساتھ ساتھ اسے زندگی گزارنے کا صحیح اور درست راستہ بھی دکھاتا ہے۔ وہ درحقیقت ایک کامیاب اور اچھی زندگی گزارنے میں انسان کی مدد کرتا ہے اور صراطِ مستقیم کی طرف اس کی راہنمائی کرتا ہے۔ اسلام کے تمام احکامات اور قوانین، چاہے وہ انفرادی ہوں یا اجتماعی اور سیاسی، اقتصادی ہوں یا عبادی، سب ایک کامیاب اور سعادت آفریں انسانی زندگی کے دستورِ عمل کے اجزا ہیں۔

حج کے یہ عظیم الشان مناسک، جن کی دہلیز پر حجاجِ کرام کھڑے ہیں، یہ خود ایک منظم اجتماعی جد و جہد کے ساتھ ساتھ ایک روحانی اور معنوی انقلاب کا واضح اور منہ بولتا ثبوت ہیں، جو انفرادی

ذکر ومناجات کے ذریعے انسان کے اندر معنوی انقلاب پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ اجتماعی کوششوں اور جدوجہد کا درس بھی دیتے ہیں۔حج اسرار ورموز سے بھرپور آئین' فخر وانکساری کا حسین امتزاج' طاقت اور تواضع' اندرونی اور بیرونی کوشش اور مردِ مسلماں کے نفسانی اور دنیوی جہاد کی علامات انسانی زندگی کی راہ میں لوگوں کے سامنے رکھتا ہے اور حاجی کو عملی مشقوں اور اپنے عظیم فرائض میں تندہی کی ترغیب دیتا ہے۔

آج مختلف انسانی معاشرے' جو معنویت اور روحانیت سے تہی دست ہو کر دنیا کی بڑی بڑی طاقتوں کے ہاتھوں بے شمار اجتماعی اور انفرادی مشکلات کا شکار ہیں' وہ اسلام کی حیات بخش تعلیمات کے زیادہ محتاج ہیں۔اسلام صرف ان لوگوں کو دعوت نہیں دیتا جو مالی لحاظ سے فقر اور غربت کی آگ میں جل رہے ہیں' بلکہ اسلام ان لوگوں کو بھی دعوت دیتا ہے جو ترقی یافتہ ممالک میں زندگی گزار رہے ہیں' لیکن معنوی اور فکری غربت کا شکار ہیں اور یہ دعوت ان کے لئے بہت پُر کشش اور امید افزا ہے۔چنانچہ ترقی یافتہ ممالک کے جوانوں میں اسلام کی طرف بڑھتے ہوئے رجحانات کے اعداد وشمار اور تحقیقات بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔یہ سب اس بات کی علامت ہے کہ اسلام کے اندر کشش اور نفوذ کی بے انتہا صلاحیت پائی جاتی ہے۔

مسلمانانِ عالم اس عظیم سرمائے کی قدر ومنزلت جان کر اس کے ذریعے اپنی عملی زندگی میں حقیقی تبدیلی لاسکتے ہیں اور اسلامی ممالک کو کمزوری' پسماندگی اور تنزلی جیسے مسائل سے' جن کا وہ آج شکار ہیں' نجات دلاسکتے ہیں۔(خدانخواستہ) اگر ہم نے کسی دن اپنی ناسمجھی اور ذاتی مقاصد کی خاطر یہ اعلان کر دیا کہ اسلام صرف مسجد اور محراب میں' یا انسان کی انفرادی زندگی میں کام آسکتا ہے اور سیاسیات' اقتصادیات اور اجتماعی وبین الاقوامی تنازعات اور معاملات کے بارے میں وہ خاموش اور غیر جانبدار ہے' اور اسی طرح اگر کبھی دین کی سیاست سے جدائی کا نظریہ' جیسا کہ عالمی استکباری طاقتیں اور ان کے زیر اثر حکومتیں اکثر وبیشتر اسلامی اصلاح پسند تحریکوں کو کچلنے کے لئے لوگوں کے درمیان پھیلا رہی ہیں' آج جمہوری اسلامی ایران نے اپنے دشمنوں کے

خلاف تمام سیاسی' اقتصادی اور فوجی محاذوں پر کامیابی حاصل کر کے ان نظریات کو غلط ثابت کیا ہے۔ اسلامی حکومت نے تن تنہا کفر و استکبار کے وسیع محاذ پر کھڑے ہو کر امریکہ' اسرائیل اور ان کے اتحادیوں کو ناکام بنا کر (جو اپنی پوری طاقت اور قوت کے ساتھ جمہوری اسلامی کی نابودی کے لئے کمر بستہ ہو چکے تھے) گزشتہ بیس سالوں کے دوران جو عظیم الشان ترقی اور پیشرفت حاصل کی ہے اس کے ذریعے ان تمام غلط فہمیوں کو باطل جبکہ دین اسلام کے سیاسی اور اجتماعی نظریے کو عملی صورت میں درست اور حقیقت پر مبنی ثابت کیا ہے۔

جمہوری اسلامی ایران نے عالمی استکبار کی دولت اور طاقت کے بل بوتے پر بوئے گئے کانٹوں اور اس کی طرف سے پیدا کی گئی رکاوٹوں سے بھرے راستے کو طے کیا ہے۔ (جمہوری اسلامی ایران نے) عراق کی طرف سے مسلط کردہ آٹھ سالہ جنگ میں کامیابی حاصل کرنے کے علاوہ گزشتہ بیس سالوں کے دوران سیاسی' اقتصادی اور تبلیغاتی محاذوں پر بھرپور مقابلے کے بعد اب اپنی توانائیوں کو ملک کی تعمیر و ترقی' سینکڑوں رضا کاروں کی بھرتی' آئندہ کے لئے لائحۂ عمل طے کرنے' قدرتی آفات سے نمٹنے اور بین الاقوامی سیاسی محاذوں پر صرف کرنے پر توجہ دی ہے۔ اور دنیا کے ظالموں اور جابروں کی طرف سے حائل تمام رکاوٹوں کے باوجود بغیر کسی قسم کی بیرونی سیاسی اور اقتصادی امداد کے اپنی تمام توانائیوں کو ملک کی تعمیر و ترقی پر خرچ کر کے دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔

اس کے علاوہ مسلمانوں کے اندر اسلامی بیداری کی تحریکوں میں ملتِ اسلامیہ کی عظمت کا تصور اجاگر کرنا' جو ان کی اسلامی روح کے زندہ ہونے کی نشانی ہے۔ آج اسلامی جمہوریہ ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی کی برکت سے دنیا بھر میں اسلامی بیداری کی تحریکیں اور لہریں اٹھ رہی ہیں۔

یہی دین مقدس اسلام ہے جو ہمیشہ سے بڑھ کر انسانی زندگی کے تمام شعبوں میں اپنی موجودگی کو سب کے سامنے پیش کرتا ہے۔ اور اس دور کے انسانوں کے بجھے ہوئے اور مایوس دلوں

میں امید کی کرن روشن کرتا ہے۔اور یہی ملتِ اسلامیہ کا سب سے بڑا سرمایہ ہے۔لیکن اس لازوال دولت سے فائدہ اٹھانے کی راہ میں بے شمار خطرات موجود ہیں۔ان میں سے ایک اندرونی خطرہ ہےاور ایک بیرونی خطرہ ہے۔

اندرونی خطرہ جوامتِ مسلمہ کا پرانا اور ابدی دشمن ہے:غلط فہمیاں' فکری جمود' بے جا سختیاں' فکری انحراف' مایوسی' نفس کی کمزوریاں' فکری وسوسے وغیرہ ہیں۔اسلامیہ جمہوری ایران کی غیوراور سمجھدار قوم نے حضرت امام خمینیؒ کی قیادت میں اپنے اس اندرونی دشمن کو شکست دے کر' سیاسی اور فوجی محاذوں پر فتح پا کر' اپنے ملک میں اسلامی نظام نافذ کر کے اور گزشتہ بیس سالوں سے اس پر کامیابی کے ساتھ عمل کر کے دکھایا ہے۔

لیکن جب تک بیرونی دشمن اسلام اور جمہوری اسلامی کے خلاف برسرِ پیکار ہے' تب تک اندرونی دشمن کے دوبارہ سر اٹھانے کا خطرہ بھی موجود رہے گا۔اسلامی جمہوریہ ایران کے قائدین اسے اپنے لئے ایک بالقوہ(Potentially) بڑا خطرہ سمجھتے ہیں۔جسے ہم ثقافتی یلغار کہتے ہیں اور اپنے ہوشیار عوام' خصوصاً اپنے جوانوں کو جس کے مقابلے میں جہاد کی دعوت دیتے ہیں وہ یہی کوششیں ہیں جو ہمارے دشمن کی جانب سے مختلف ذرائع سے اس اندرونی دشمن کو بیدار کرنے کے لئے کی جاتی ہیں۔حقیقت یہ ہے کہ دولت اور طاقت کے بین الاقوامی ڈکٹیٹر امریکہ کی قیادت میں اپنی پوری طاقت کے ساتھ اسلامی دنیا پر انقلابِ اسلامی کے اثرات ختم کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔

شیطانِ بزرگ امریکہ اور بین الاقوامی صہیونزم کے گماشتے فوجی اور اقتصادی میدانوں میں اسلامی جمہوریہ ایران کا مقابلہ کرنے سے مایوسی کے بعد اب سیاسی اور پروپیگنڈہ مہم پر تُلے ہوئے ہیں' تا کہ وہ اس کے ذریعے ایرانی قوم اور دنیا بھر میں موجود اسلامی جمہوریہ ایران کے چاہنے والوں کو اس انقلاب سے بددل کر سکیں۔وہ لوگ یہ کوشش کر رہے ہیں کہ جمہوری اسلامی ایران کو' جسے آج کی دنیا میں اسلام کا ایک مکمل نمونہ سمجھا جاتا ہے' دفاعی پوزیشن میں کھڑا کر کے

دشمن کے مقابلے میں اس کی خلاقیت اور ثابت قدمی کو ختم کر دیا جائے۔ اور اس مقصد کے لئے وہ اپنے منافقانہ اور ریاکارانہ چہرے پر انسانی حقوق' آزادی' دہشت گردی کے خلاف جنگ' خواتین کے حقوق اور ان جیسے دیگر عوام دوست نعرے سجائے ہوئے ہیں اور اسلامی جمہوری ایران پر ان نعروں کی خلاف ورزی کا الزام لگا رہے ہیں۔

شیطانِ بزرگ امریکہ انسانی حقوق کا دَم بھرتا ہے' جبکہ وہ خود دنیا کی پسماندہ اور کمزور قوموں کے خلاف انسانی حقوق کی بدترین خلاف ورزیوں کا مرتکب ہوتا ہے۔ وہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کا دعویٰ کرتا ہے' جبکہ خود ہی دنیا کے خطرناک ترین دہشت گردوں کی پشت پناہی بھی کرتا ہے۔ وہ دنیا میں جمہوریت کا راگ الاپتا ہے' جبکہ خود دنیا کے مختلف ممالک میں مطلق العنان آمروں کی حمایت بھی کرتا ہے۔ وہ ایک طرف تو آزادیٔ اظہار کا نعرہ لگاتا ہے' جبکہ دوسری طرف صہیونیت کے ناپاک عزائم کے خلاف چھوٹی سے چھوٹی بات کو نہ تو اپنے ملک میں اور نہ ہی دنیا کے کسی اور حصے میں برداشت کرتا ہے۔ وہ ایک طرف تو خواتین کے حقوق کے نام پر اسلامی جمہوریہ (ایران) کے خلاف پروپیگنڈہ کر رہا ہے' جبکہ خود مغربی دنیا میں عورت کو رسوا کر کے رکھ دیا گیا ہے' اس کی تحقیر و توہین کی گئی ہے۔ وہ ایک طرف تو جمہوریت اور اقتدار میں عوام کی شمولیت کا دعویٰ کرتا ہے' جبکہ دوسری طرف اگر دنیا کے کسی بھی حصے میں مسلمان عوام حکومت کی تشکیل کی کوشش کرتے ہیں تو پوری طاقت کے ساتھ ان کے خلاف میدان میں اتر آتا ہے اور ان کے مخالفین کی ہر قسم کی پشت پناہی کرتا ہے۔

امریکہ کے سیاسی فیصلوں کے مطابق ہی اگر فلسطین اور لبنان کے مظلوم عوام اپنے گھروں پر چڑھائی کرنے والوں کے خلاف جہاد کرتے ہیں' تو وہ دہشت گرد کہلاتے ہیں۔ جبکہ وہ صہیونی دہشت گرد جو مسلسل لبنان کے شہروں اور دیہاتوں کو اپنے دہشت گرد حملوں کا نشانہ بناتے ہیں اور فلسطینی قیدیوں کو قرونِ وسطیٰ کی طرح جسمانی اذیتیں دیتے ہیں اور فلسطینیوں کے گھروں کو منہدم کر کے ان کی جگہ یہودی آبادیاں بساتے ہیں' وہ اس کی طرف سے اربوں ڈالر کی امداد کے

مستحق قرار پاتے ہیں!!

اسلامی جمہوریہ ایران کا نظام جو عوام اور حکمرانوں کے درمیان مضبوط رشتے کا آئینہ دار ہے' اور جو ایک قانونِ اساسی کے مطابق ہے' اس کے تمام ارکان اور عہدے دار عوام کے منتخب کردہ ہوا کرتے ہیں' وہ امریکہ کی نظر میں غیر جمہوری ہے' لیکن وہ مطلق العنان آمر جنھوں نے کئی سالوں سے مسلسل اپنے عوام کو اپنی حکومت تشکیل دینے کے حق سے محروم کر رکھا ہے' وہ اس کے نزدیک مقبول اور بے عیب ہیں! جمہوری اسلامی ایران جس نے آج تک کسی بھی ملک کے خلاف جارحیت کا ارتکاب نہیں کیا' اس کے غیر ایٹمی اسلحۂ اس کے پہلے سے خریدے گئے ہوائی جہازوں کے پرزہ جات اور ہیلی کا پٹروں کو غصب کرنا امریکہ کے لئے جائز ہے' لیکن خلیجِ فارس کے علاقے کو غیر ضروری اور نت نئے جنگی ساز و سامان اور اسلحوں سے بھر دینے اور اسرائیل کو ہر قسم کے ایٹمی اسلحوں سے لیس کرنے میں امریکہ کو کوئی حرج نظر نہیں آتا' بلکہ ایسا کرنا اس کے لئے بہت ضروری ہے! امریکہ اور اسرائیل کی جھوٹی منطق کے مطابق ایران میں ہیروئن کے اسمگلروں کو سزا دینا حقوقِ انسانی کی خلاف ورزی ہے' لیکن لبنان کے مظلوم اور پناہ گزین مہاجرین کو جنھیں اپنے گھروں سے بے دخل کیا گیا ہے' اندھا دھند اپنی گولیوں کا نشانہ بنانا کسی انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہیں' بلکہ جائز ہے! بالکان کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کرنا بین الاقوامی قوانین کی خلاف ورزی ہے' لیکن موساد اور C.i.A کے جاسوسوں کی مختلف ممالک میں دخل اندازی' بین الاقوامی قوانین کی مخالفت نہیں! بعثی حکومت کی امداد کرنا جبکہ وہ (ایران کے شہر) حلبچہ اور ایرانی محاذوں پر کیمیائی اسلحہ سے حملہ کر رہا تھا جرم نہیں' لیکن عراقی عوام کو غذائی امداد' جہاں امریکہ کی اقتصادی پابندیوں کی وجہ سے ہر سال پانچ لاکھ بچے بھوکے مرتے ہیں' بہت بڑا جرم ہے! شیطانِ بزرگ امریکہ جس کی بُرائیوں اور کالے کرتوتوں کا یہ صرف ایک باب ہے' وہ اپنے گماشتوں اور بے وقعت حکمرانوں کے ذریعے پوری دنیا کی قیادت کا دعویدار ہے اور اپنے زعمِ باطل کے مطابق ایران کے غیور عوام' بے

داغ سیاستدانوں اور مضبوط اور مستحکم نظام کو اپنے ظلم و جور کا نشانہ بناتا ہے۔

دنیا بھر کے مسلمان بھائی یہ جان لیں کہ اسلامی جمہوریہ ایران اپنی پوری طاقت کے ساتھ انتہائی مستحکم انداز میں اسلامِ نابِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بتائے ہوئے راستے پر گامزن مسلسل آگے بڑھ رہا ہے اور ملک کے ایماندار اور سمجھدار عوام اور حکمراں سب کے سب اپنے قائد امام خمینیؒ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اقتصادی، سیاسی اور ابلاغی میدانوں میں دشمن کے پروپیگنڈوں کو پسِ پشت ڈالتے ہوئے روز بروز اپنے اعلیٰ اہداف سے نزدیک سے نزدیک تر ہوتے جارہے ہیں۔ انقلابِ اسلامی گزشتہ بیس سالوں کے دوران کئی مرتبہ اللہ کی مدد اور نصرت سے اپنے دشمن کو ناکام اور نامراد بنا چکا ہے، اب بھی اپنے ایمان اور اعمالِ صالح کی بنا پر اللہ تعالیٰ کی مدد اور رحمت اس کے شاملِ حال ہے۔ انشاءاللہ۔

آخر میں ان تمام بھائیوں اور بہنوں سے جو گوشہ وکنارِ عالم سے اس قبلۂ دل کے جوار میں حاضر ہوئے ہیں گزارش کرتا ہوں کہ دستِ دعا بلند کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حضور دنیا بھر کے مسلمانوں کی کامیابی اور اسلام و مسلمین کی فتح و نصرت کی دعا کریں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

سید علی حسینی خامنہ ای

ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ

پیغام حج

۱۴۲۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرَاھِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ."(۱)

میرے مسلمان بھائیو اور بہنو! حج کے لئے آنے والے امتِ مسلمہ سے تعلق رکھنے والے حجاجِ کرام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جس دن توحید کے عظیم منادی حضرت ابراہیمؑ اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کھائیوں اور پہاڑوں کے درمیان ایک خشک اور بے آب وگیاہ مقام پر خانۂ کعبہ کا سنگِ بنیاد رکھ رہے تھے، تو اس وقت کی دور تک دیکھنے والی نگاہوں نے بھی مستقبل میں اس گھر کے مرکزِ امید وایمان اور قبلۂ قلوب بننے کا تصور بھی نہ کیا ہوگا۔ آج خانۂ کعبہ دنیائے اسلام کا معنوی وروحانی اور امت ِاسلامیہ کے سالانہ عظیم الشان اجتماع کا مرکز ہے۔ یہ عشق وامید کا سرچشمہ، عظمت واعتماد کا عظیم سمندر اور مختلف قوموں اور نسلوں کی آپس میں ملاقات کا مقام ہے۔ اس گھر کی بنیاد رکھنے والوں

کے خلوص اور خدائے سمیع وعلیم کی طرف سے اسے درجۂ قبولیت دینے نے اس پودے کو شاخوں سے بھرے ایک ثمر آور درخت میں تبدیل کر دیا ہے۔

کیا امتِ مسلمہ اس عظیم اور پُر فیض مرکز سے بھر پور فائدہ اٹھا رہی ہے؟ اس سوال کا جواب انتہائی افسوسناک اور دل ہلا دینے والا ہے۔ آج دنیائے اسلام بے شمار تکلیفوں اور پُرانی بیماریوں میں مبتلا ہے۔ میرے خیال میں ان میں سے دس اہم مشکلات اور بیماریاں درجِ ذیل ہیں:

(۱) آپس کے سیاسی اور مذہبی اختلافات۔

(۲) اخلاقی اور ایمانی رشتوں کا کمزور ہونا۔

(۳) علمی اور صنعتی پسماندگی۔

(۴) سیاسی اور معاشی وابستگیاں۔

(۵) بھوک، غربت اور ذلت کے باوجود اسراف اور شاہ خرچیاں۔

(۶) خود اعتمادی کا کمزور ہونا۔

(۷) دین کو زندگی اور سیاست سے الگ کرنا۔

(۸) جدید تحقیقی اور تخلیقی صلاحیتوں کا زوال، جبکہ قرآنِ مجید ایسی تخلیقات کا لازوال منبع و مرکز ہے۔

(۹) مغرب کی مسلط کردہ ثقافتی یلغار کے مقابلے میں سرِ تسلیم خم کرنا۔

(۱۰) اسلامی ممالک کے حکمرانوں کی حرص وہوس اور ان کے ذلت آمیز لالچ، جس کے نتیجے میں اسلامی معاشروں کے عزت وشرف کا پامال ہونا ہے۔

یہ سب ایسی بیماریاں ہیں جو ایک دوسرے سے جنم لیتی ہیں، اور رفتہ رفتہ ایک طویل عرصے سے داخلی عناصر کی خیانت، بے ہمتی، جہالت اور خود سری، یا غیروں کے ظلم وستم اور دشمنی وعداوت کی وجہ سے پیدا ہوئی ہیں۔ اسلامی معاشرے کی محرومیاں انہی بیماریوں کا نتیجہ ہیں۔ لہٰذا سعادت اور کامیابی بھی ان سے مکمل نجات ہی میں مضمر ہے۔

آج اسلامی دنیا کے بے شمار قدرتی وسائل اور ذخائر غارت ہو رہے ہیں، ان کے قیمتی ثقافتی

اور فکری سرمائے کو جان بوجھ کر ثقافتی حملہ آوروں کے کھوکھلے اشتہارات کے پردوں کے پیچھے چھپا دیا گیا ہے' ان کے جوانوں کی ذہنی صلاحیتوں پر ڈاکے ڈالے جارہے ہیں' ان کی توانائیوں کو خود ساختہ سیاسی اور فوجی تنازعات کی بھینٹ چڑھایا جارہا ہے۔ اخلاقی اور اعتقادی بے راہ رویوں اور پستیوں کو میڈیا کے ذریعے ان کے جوانوں کی زندگی کے مختلف شعبوں تعلیم' کھیل وغیرہ میں پہنچایا جارہا ہے' ان کے تیل کی دولت مسلسل استعماری کمپنیوں اور سود خوروں کے خزانوں اور دولت میں اضافے کا باعث بن رہی ہے اور ان کے اصلی مالکوں کے بجائے ان کے دشمنوں کو ان کے ذریعے سے مضبوط کیا جارہا ہے۔ دنیائے اسلام کے دل اور آس پاس ایشیا' افریقہ اور یورپ میں لاکھوں مسلمانوں پر ظلم وستم کے تازیانے برسائے جارہے ہیں۔ فلسطین ولبنان غاصب اسرائیل کی سنگدلی اور ظلم وبربریت کی آگ میں جل رہے ہیں اور یہ ظلم وتشدد امتِ اسلامیہ کے سیاستدانوں' علما اور روشن خیال افراد کو ان مسائل کے حل کے لئے ابھارتے ہیں۔

یہ سب کچھ ایک ایسے وقت میں ہورہا ہے جب ہر جگہ ایک جدید اور نجات بخش نظام کی تشکیل کے لئے گرانقدر سرمایہ موجود ہے اور تمام اسلامی ممالک میں تبدیلی کی خواہش اور آثار واضح طور پر نظر آرہے ہیں۔ آج ایسے اسلامی ممالک بہت کم ہوں گے جن کی نوجوان نسل میں اسلامی بیداری کا احساس' لوگوں کی اکثریت میں گہرے ایمانی جذبات' موجودہ حالات پر تشویش اور بہتر حالات کی امید واضح طور پر نظر نہ آتی ہو۔

ان تبدیلیوں کی راہ میں جو رکاوٹیں حائل ہیں ان میں سب سے پہلے وہ اندرونی سیاسی طاقتیں ہیں جو ایسے خیالات اور تمنا ہی نہیں رکھتیں۔ اور اگر ایسے موقعوں پر خود حکومت کمزور اور دوسروں کے رحم وکرم پر ہو اور خود اپنے عوام کے خلاف برسرِ پیکار ہو' تو ایسی حکومتیں لوگوں کے ساتھ مل کر عظیم اسلامی اہداف کے حصول کے لئے جدوجہد نہیں کرسکتیں۔

دوسری طرف اسلامی دنیا کی عظمت' طاقت اور اس کے بین الاقوامی اثرات قوموں کی آنکھوں سے پوشیدہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہر قوم عالمی استکبار کی اسلام دشمنی اور دباؤ کے مقابلے

میں اپنے آپ کو تنہا محسوس کرتی ہے، اور سیاسی، ابلاغی اور فوجی حملوں میں ان کا مقابلہ کرنے کو ناممکن سمجھتی ہے۔

دوسری طرف موجودہ دور میں حکومتِ اسلامی، یعنی جمہوری اسلامی ایران کے علمی اور حقیقی تجربات دشمنوں کے جھوٹے پروپیگنڈوں کے پردوں میں چھپا دیے جاتے ہیں اور سینکڑوں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا اور دشمن کے زرخرید ہزاروں دماغ اور قلم ہر روز حقائق کو مسخ کرنے اور اس کی چھوٹی چھوٹی کمزوریوں اور غلطیوں کو اچھالنے اور کامیابیوں اور ترقیوں کا انکار کرنے پر لگے ہوئے ہیں۔

اگر مسلمان حج کی عظمت اور اس کی قدر و قیمت کو سمجھیں ور مسلمانوں کے اس عظیم اجتماع سے بھرپور استفادہ کریں، تو امتِ اسلامیہ کے گرد نا امیدی، کمزوری اور عدم اعتماد کی جو دیوار کھڑی کی گئی ہے، اس کے ایک بڑے حصے کو گرایا جا سکتا ہے۔

حج کا موسم اسلامی دنیا کی معنوی اور روحانی عظمت و طاقت کو ہر سال محسوس طور پر بھرپور طریقے سے دنیا بھر سے آئے ہوئے لوگوں کو دکھا سکتا ہے۔ اور مختلف قوموں کی ایک دوسرے سے شناسائی، تبادلۂ افکار اور رابطے کا باعث بن سکتا ہے۔ حج کے موقع پر تمام حجاجِ کرام اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کے بارے میں (انہی کی زبانی) سچی خبریں سن سکتے ہیں اور دشمنانِ اسلام کے دشمنی اور عداوت پر مبنی پروپیگنڈوں کے پردے چاک کر سکتے ہیں۔ اور بیت اللہ الحرام کے معنوی ماحول سے استفادہ کرتے ہوئے اپنے اپنے ممالک میں اسلامی حاکمیت کی واپسی، عزت اور استقلال کے حصول اور اپنے ممالک میں بنیادی تبدیلی کے لئے مخلصانہ اور منظم کوششیں شروع کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کر سکتے ہیں۔

اسلامی ممالک میں اسلامی احکام کی حاکمیت کا نفاذ ایک مبارک لیکن اعصاب شکن کام ہے۔ دوسرے مرحلے میں اس نومولود کی حفاظت، اسے مادّی و معنوی غذا بہم پہنچانا اور اس کے رشد و کمال کا بھرپور خیال رکھنا بہت مشکل اور محنت طلب کام ہے۔

ایرانِ اسلامی میں اس نومولود اسلامی حکومت کو بہت سے ظاہری اور خفیہ دشمنوں کا سامنا کرنا پڑا' لیکن آج الحمدللہ یہ اپنے استقلال' ثابت قدمی اور جوانی کے مراحل سے گزر رہی ہے۔ البتہ خبیث ترین استکباری طاقتوں کی جانب سے دشمنی اور عداوتوں کے طوفان اب بھی اس کے چاروں طرف منڈلا رہے ہیں۔

یہ گوہر نایاب (انقلابِ اسلامی) چونکہ اس صدی کا پہلا نمونہ تھا' لہٰذا یہ دوسرے ممالک کے لئے ایک رول ماڈل تھا جو امریکہ' اسرائیل اور دوسرے سود خوروں کے عالمِ اسلام میں مفادات کو خطرے میں ڈال سکتا تھا۔ اسی لئے یہ (انقلابِ اسلامی) دنیا کی تمام استکباری اور ہوس پرست طاقتوں کی دشمنی اور عداوت کی لپیٹ میں آ گیا۔ اندرونِ ملک انقلاب مخالف تحریکوں کو ہوا دینا دشمن کا پہلا قدم تھا۔ دوسرا قدم پچھلی حکومت (پہلوی) کے کارندوں کو فعال کرنا' فوجی ریفرنڈم کی تیاری' ایک ہمسایہ حکومت کو ورغلا کر ایک ہزار تین سو کلومیٹر سرحدی فاصلے سے جنگ کو مسلط کرنا۔ ان میں سے صرف ایک اقدام بھی کسی حکومت کو گرانے کے لئے کافی تھا۔ لیکن جمہوری اسلامی صرف ایک قومی حکومت نہیں تھی' بلکہ یہ ایک ایسی حکومت تھی جس کی بنیاد ملت کے تمام طبقۂ فکر کے لوگوں نے اپنے گہرے ایمانی جذبے سے رکھی تھی۔ اس خائن پڑوسی کے ساتھ جنگ آٹھ سال جاری رہی اور اس دوران امریکہ نے دوسرے ہمسایہ ممالک کو ہم سے بدظن اور بدگمان کرنے کی جدوجہد جاری رکھی اور ان کی طرف سے جارح ملک (عراق) کے لئے ہر قسم کی امداد کے دروازے کھول دیے گئے۔ لیکن آخرکار جنگ کی آگ بھڑکانے والے اور (ہمارے خلاف) جنگ لڑنے والے تھکے ہارے شکست خوردہ حالت میں ہماری سرحدوں سے پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے۔

جمہوری اسلامی کی اکیس سالہ زندگی میں استعماری میڈیا مسلسل ہمارے خلاف یکطرفہ پروپیگنڈہ کرتا رہا۔ جمہوری اسلامی کے خلاف عالمی رائے ہموار کرنے کے لئے ہر طرح کا سرمایہ فراہم کیا گیا۔ امریکی وزارتِ خارجہ اور دفاع نے صہیونیت (اسرائیل) کے بڑے بڑے سرمایہ داروں کے ذریعے اسلامی جمہوریہ کے خلاف اقتصادی پابندیاں لگوائیں اور وہ عالمی سیاست کے

خلاف جنگ میں اپنی تمام توانائیاں بروئے کار لائے۔

ملک کے غدار اور خیانت کار سیاسی مہرے پیسوں کی لالچ میں دشمنوں کے ایما پر ملک میں دہشت گردی کی کارروائیوں میں ہزاروں افراد کو شہید کر چکے ہیں' لیکن یہ شہدا اپنے خون سے ہمارے انقلاب کو ایک مظلومانہ ثبات اور استقامت عطا کر گئے ہیں۔ مختصر یہ کہ بیس سال سے زائد عرصے سے ہمارے دشمن' جن میں سرِ فہرست امریکہ اور اسرائیل ہیں' اپنی تمام تر طاقت اور قوت' وسائل اور تدبیروں کے ساتھ اس مبارک اور نومولود اسلامی جمہوریہ کے ساتھ نبرد آزما ہے۔

لیکن اس کی خواہش کے برخلاف گزشتہ بیس سالوں میں جمہوری اسلامی ایران کے نظام نے کبھی بھی اپنی ترقی' آگے بڑھنے کی لگن اور ثابت قدمی کو اپنے ہاتھوں سے جانے نہیں دیا ہے اور آج پہلے سے کہیں زیادہ طاقت اور قوت کے ساتھ اسلام کے پیغام' اتحاد بین المسلمین اور عزت ِ اسلامی کے نغمے کو' جو دشمن کی پریشانی اور گھبراہٹ کا باعث ہے' گنگنا رہا ہے۔

بانیٔ انقلابِ اسلامی ایران حضرت امام خمینیؒ کی رحلت کے گیارہ سال بعد بھی' آج جمہوری اسلامی ان کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے ہوئے انہی کے معین کردہ اہداف کی جانب گامزن ہے۔ اس ثابت قدمی اور طاقت پر فخر کا حق سب سے پہلے تو دین مقدس اسلام اور اس کی عزت آفریں تعلیمات کو ہے اور دوسرے مرحلے میں ملتِ ایران کو' جو اسلام کے بتائے ہوئے راستے پر چلتے اور اخلاص کے ساتھ قربانیاں پیش کرتے ہوئے صبر و استقامت کے ساتھ اس کے ثمرات کی حفاظت کرتی چلی آئی ہے۔

یقیناً اگر جمہوری اسلامی کے ہم ایسے ذمے داروں کی طرف سے جانے انجانے میں کی جانے والی کوتاہیاں نہ ہوتیں' تو آج جمہوری اسلامی ایران' اسلام کے نورانی احکام و معارف کی برکتوں سے ان سے بھی بڑی مشکلات اور چیلنجز سے نمٹتے ہوئے اپنے اہداف اور مقاصد کے زیادہ قریب ہو چکا ہوتا۔

ہمیشہ کی طرح آج بھی استکبار کے ذرائع ابلاغ یہ باور کرانے کی کوششوں میں مصروف

ہیں کہ ملتِ ایران اور حکومتِ اسلامی نے اپنے اہداف سے منہ موڑ لیا ہے، لیکن یہ ایک ایسا ذلت آمیز جھوٹ ہے جس کا مقصد دنیا بھر میں اسلامی حاکمیت کے نفاذ کی جدوجہد کرنے والوں کو مایوس کرنا اور ملک کے نوجوانوں کی ہمت اور ارادوں کو کمزور کرنا ہے۔

یہ بھی استکباری طاقتوں کی ایک چال ہے، کہ انھوں نے اکیس سال بعد ہونے والے عام پارلیمانی انتخابات کو جمہوریت کا نام دیکر خوشی کا اظہار کیا ہے۔ان کے لئے اس بات کا اعتراف کرنا مشکل ہے کہ انقلابِ سلامی کے آغاز سے لیکر آج تک ہونے والے تمام انتخابات میں عوام نے بھرپور شرکت کی ہے، اس سے چار سال پہلے پچھلی پارلیمنٹ کے انتخاب اور اسی طرح تین سال پہلے صدرِ مملکت کے انتخاب میں بھی عوام کا یہی جوش وخروش تھا۔وہ لوگ بزعمِ خویش اس بات پر خوش ہو رہے ہیں کہ شاید اسلامی حاکمیت کے مخالفین اور ایران پر استکبار کے تسلط کے خواہشمند افراد اقتدار کے مرکز تک راستہ پاکر ایک بار پھر فعال ہو جائیں گے۔یہ امریکہ اور اس کے زرخرید غلاموں کی وہی غلط فہمیاں اور بے جا امیدیں ہیں جنھیں ملتِ ایران نے اسلام کی عظیم پالیسیوں پر عمل پیرا ہو کرنا کام بنایا ہے۔

میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل اعتماد اور اسلام کی نورانی اور حیات بخش تعلیمات پر اپنے گہرے ایمان کے ساتھ اور عظیم ملت کی مکمل معرفت کے ساتھ، کہ میں خود بھی اسی کے درمیان سے اٹھا ہوں اور اپنی پوری عمر اسی کے ساتھ گزاری ہے اور اب بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھ چکا ہوں، اپنے دوست اور دشمن دونوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ یہ ملت اپنے عظیم مقاصد اور اہداف کے حصول کے لئے اسلام کے راستے پر چلتے ہوئے سب کو دکھائے گی کہ عزت اور سربلندی، مادّی اور معنوی ترقی اور اعلیٰ انسانی اقدار کا حصول صرف اور صرف اسلام اور قرآن پر مکمل عمل پیرا ہونے میں ہے۔

امریکہ کو اس خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے کہ وہ ایرانِ اسلامی پر پھر کبھی اپنا تسلط اور اقتدار قائم کر پائے گا اور اسلامی ممالک میں اسلامی حاکمیت کے لئے لوگوں کی خواہشات اور مطالبات کو مدہم کر سکے گا اور سرزمینِ فلسطین کو کسی بھی قسم کی رکاوٹ اور پریشانی کے بغیر اسرائیل

کے حوالے کر پائے گا اور دن بدن اسلامی دنیا میں اپنے خلاف اٹھنے والی نفرت کی لہروں کو خاموش کرا سکے گا۔

اگر یہ نظریہ مسلمان حکومتوں کے حکمراں طبقے میں عام ہو جائے' تو اسلام کا پرچم عزت اور افتخار کے ساتھ پوری دنیا میں لہرائے' حج اتحاد اور فکری وحدت کا حقیقی اور لازوال مرکز بن جائے' پھر دنیائے اسلام کے قدرتی وسائل اور ذخائر امتِ مسلمہ کی فلاح و بہبود پر استعمال ہوں اور اسلام کی ثقافت اور حیات آفریں احکام انسانیت کی مدد کریں۔

اللہ تعالیٰ سے اس دن کو قریب کرنے کی دعا کرتا ہوں اور آپ تمام حجاجِ کرام سے مسلمانوں کی بہتری اور ایران کی مجاہد ملت کی مدد کی درخواست کرتا ہوں اور حجاجِ کرام کو معنوی فیض و برکت کے حصول' اپنے وقار کی حفاظت اور وحدتِ اسلامی کے تحفظ اور اجتماعات میں شریک ہو کر روحانی اور معنوی ذخیرہ کسب کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

سید علی خامنہ ای

ذی الحجہ الحرام ۱۴۲۰ھ

حواشی:

(۱) اور اس وقت کو یاد کرو جب ابراہیم و اسماعیل خانۂ کعبہ کی دیوار کو بلند کر رہے تھے اور دل میں یہ دعا تھی کی پروردگارا! ہماری محنت کو قبول فرمالے کہ تو بہترین سننے والا اور جاننے والا ہے۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۲۷)

پیغامِ حج

۱۴۲۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلامُ عَلیٰ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِہِ الطَّاھِرِیْنَ قَالَ اللّٰہُ الْحَکِیْم :اِنَّ ھٰذِہٖٓ اُمَّتُکُمْ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّ اَنَا رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْنِ."(۱)

موسمِ حج ہر سال کی طرح ایک بار پھر اپنے گراں بہا تحفوں کے ہمراہ سرزمینِ وحی ونبوت پر آ پہنچا ہے اور حیرت انگیز ولولہ خیز مناظر پیش کر رہا ہے۔ مسلم قوموں کے موجزن دریا اس بحرِ بے کراں میں شامل ہو رہے ہیں اور پرچمِ توحید کے سائے میں امتِ واحدہ کی اجتماعی حیات عملی شکل میں سامنے آ رہی ہے۔ اس انسانی مجموعے کے ایک دوسرے سے جڑے ہوئے احساسات، عظیم اسلامی امت کی آرزوؤں، ضرورتوں، مصیبتوں اور توانائیوں کو منعکس کر رہے ہیں۔ سرزمینِ حجاز آج ایران، عراق، فلسطین، لبنان، برصغیر، شمالی افریقہ، ترکی بوسنیا، ایشیا اور یورپ کے مسلمانوں کی میزبان ہے۔ یہ مشتاق دل اسلامی امت کے دلی جذبات کے ترجمان بن سکتے ہیں۔ حج کا مقصد بھی یہی قربت اور اپنی آواز دنیا کے مسلمانوں تک پہنچانا ہے۔ ان تمام دلوں کو ایک دوسرے سے

جوڑنے والی ڈور وہی پیغام ہے جو پہلی مرتبہ اس سرزمین سے دیا گیا اور جو دنیا بھر اور تاریخ کے طول وعرض میں پھیل گیا۔ وہ پیغام پیغامِ توحید واتحادِ امت ہے۔ توحید کا مطلب طاغوتوں، مستکبروں اور زروزور پرستوں کی خدائی کا انکار ہے، اور اتحاد مسلمانوں کی عزت واقتدار کا آئینہ دار ہے۔

حج کسی تقریر وتحریر سے زیادہ مؤثر ہے، یہی جاویداں پیغام ہر سال اپنے عظیم اجتماع کی شکل میں دُہراتا ہے اور اسے پورے عالمِ اسلام میں بھیجتا ہے۔ عالمِ اسلام کے ہر خطے میں رہنے والے مسلمانوں کو موسمِ حج میں اس حقیقت کو ایک بار پھر سمجھ لینا چاہئے کہ اسلامی ممالک کو ہمہ جہت کامیابی، سربلندی اور ترقی صرف انہی دو کے سائے میں حاصل ہوگی۔ توحید اپنی تمام انفرادی، اجتماعی اور سیاسی جہات کے ساتھ، نیز اتحاد آج کی دنیا میں قابلِ عمل ہے۔

اس سال حج کے عظیم اجتماع میں اسلامی ممالک سے تعلق رکھنے والی بہت سی تلخ وشیریں باتیں سنی جاسکتی ہیں۔ ان میں سے ہر ایک پیغام دوسرے بھائیوں کے دوش پر ایک بھاری ذمے داری ڈالتا ہے اور ان پیغامات کا مجموعہ عظیم اسلامی امت کی ایک تصویر سب کے سامنے پیش کرتا ہے۔ عراقی عوام کا پیغام ہے کہ عرصۂ دراز سے دخل اندازوں کے بڑھتے ہوئے ظلم وستم اور حکمرانوں کے استبداد اور نالائقی نے ان سے زندگی کی رونق چھین کر ذلت وافلاس کی زندگی بسر کرنے پر مجبور کردیا ہے۔

افغان عوام کا پیغام ہے کہ تنگ نظری اور تعصب نے ان کی گزشتہ مجاہدت کے اجروثواب کو رائیگاں کردیا ہے، وہ مٹھی بھر غافل اور ہٹ دھرموں کی جہالت کا شکار ہوگئے ہیں۔

بوسنیا کے مسلمانوں کا پیغام ہے کہ امریکہ اور اس کے حلیفوں کی اسلام مٹانے کی سیاست نے ان کی اسلامی پہچان کو خطرے میں ڈال دیا ہے۔ ان کے قومی اقتدار کو رفتہ رفتہ ختم کیا جارہا ہے۔

فلسطینی عوام کا پیغام، جو اپنے مضبوط ہاتھوں میں انتفاضہ کا لائقِ صد افتخار پرچم اٹھائے ہوئے ہیں اور اپنے جوانوں کے خون سے ظلم وسنگدلی سے بنی صہیونی تلوار کو کند کررہے ہیں۔

لبنانی عوام کا پیغام ہے جنھوں نے اپنے عظیم الشان ثباتِ قدم سے مملکتِ فلسطین کے غاصبوں کی شکست ناپذیری کے افسانے کی دھجیاں اڑا دیں اور انھیں ذلت آمیز شکست کا مزہ چکھا دیا۔

وسطی ایشیا، مشرقی ایشیا اور افریقہ کی قوموں، نیز یورپ اور امریکہ میں بسنے والی مسلم اقلیتوں کے پیغامات بھی خوشیوں اور مصیبتوں، مشکلوں اور کامیابیوں کی خبر دے رہے ہیں۔

آخر میں اسلامی ایران کی سرفراز قوم کا پیغام، جو ثباتِ قدم اور ایمانِ محکم کے ساتھ سازشوں اور عداوتوں کی پرواہ نہ کرتے ہوئے مثالی اسلامی معاشرے کے قیام کے سلسلے میں اپنے مضبوط ارادوں اور راسخ عزائم کو اپنے شیدائیوں اور قدردانوں کے کانوں تک پہنچاتی ہے۔

آج اسلامی امت ان کامیابیوں اور ناکامیوں کا تجربہ کر رہی ہے۔ ان حقائق کے حوالے سے مسلمانوں، حکومتوں اور قوموں کی بہت بڑی ذمے داریاں ہیں۔ آج عالمِ اسلام تاریخ کے انتہائی اہم اور نازک مرحلے سے گزر رہا ہے۔ ان ذمے داریوں سے واقفیت اور ان کا احساس تاریخِ اسلام میں ضعف و کمزوری، ذلت و بدبختی کا ورق پلٹ سکتا ہے اور ایک بار پھر مسلمانوں کی عزت و عظمت اور عالمِ اسلام کی مادّی و معنوی درخشندگی کا ورق کھول سکتا ہے۔

آج مغربی دنیا جو ہمیشہ اسلامی ممالک کی پسماندگی اور کمزوری میں اضافے کا سبب رہی ہے، لاینحل مصیبتوں میں پھنسی ہوئی ہے۔ مادّہ پرستی اور سرمایہ داری کی بُرائیاں آہستہ آہستہ اس مادّی تہذیب کی بنیادوں میں ظاہر ہو رہی ہیں۔ صنعت اور سرمایہ داری کی خیرہ کن شعاعوں کے نیچے چھپی ہوئی پُرانی بیماریاں رفتہ رفتہ ابھر کر سامنے آ رہی ہیں اور بحران کے قریب آ جانے کا الارم بج رہا ہے۔

عالمِ اسلام ظلم و ستم کی آگ میں جھلسے ہوئے اپنے چہرے پر اسلامی بیداری کی نسیمِ بہاری محسوس کر رہا ہے اور اسلامی دنیا کے مختلف علاقوں خصوصاً مجاہد و سربلند ایران اور لبنان و فلسطین میں اس بیداری کی نشانیاں دیکھ رہا ہے۔

جوانوں کے دل پُر امید ہو چلے ہیں۔ مغرب کی دادا گیری کا طلسم ٹوٹ چکا ہے۔ (یاد رہے کہ) یہ کامیابی با آسانی حاصل نہیں ہوئی ہے، بلکہ ہزاروں عظیم شخصیات کا خونِ شہادت رنگ لایا ہے۔ اس کے بعد کی راہیں بھی پُر خطر اور خاردار ہیں، لیکن کامیابی کے اعتبار سے یقینی ہیں، جس میں کسی چوں وچرا کی گنجائش نہیں ہے۔ موجودہ دور میں فلسطینی قوم اس راستے پر گامزن ہے اور آئندہ کے لئے راہیں ہموار بنا رہی ہے۔ ہم سب کو اس مظلوم، بہادر اور بیدار قوم کو سہارا دینا چاہئے۔ دیگر اقوام اور حکومتوں کو بھی اس سلسلے میں اپنے اوپر عائد ذمے داری کو پورا کرنا چاہئے۔

دشمن یعنی استکبار جس کے مفادات اور ناجائز عزائم کی راہ میں امتِ مسلمہ کی بیداری عظیم خطرہ ہے، اس کے پاس مسلمانوں کے متلاطم سمندر سے مقابلہ کرنے کے لئے جو سب سے بڑا ہتھیار ہے وہ ان کے افکار کو منحرف کرنے کا ہتھیار ہے۔ جس کے ذریعے وہ امتِ مسلمہ کو مایوسی اور احساسِ کمتری میں مبتلا کرنے اور ان کے ذہنوں پر اپنے مادّی وسائل اور قدرت وطاقت کا رعب بٹھانے کی کوشش کرتا ہے۔ تاکہ ان کے دلوں میں اس کی دہشت بیٹھ جائے (اور وہ حرکت میں نہ آسکیں) آج مسلمانوں کے اذہان کو ان کے درخشاں مستقبل سے ناامید کرنے اور اپنے ناپاک ارادوں سے ہم آہنگ کرنے کے لئے ہزارہا ذرائع ابلاغ کو وسیلہ بنایا جارہا ہے اور آئندہ بھی ان کا یہ طرزِ عمل جاری رہے گا۔

تہذیب وتمدن اور معنویت کے خلاف یہ جنگ استعمار کی ابتدا سے اب تک مسلم ممالک پر تسلط کے تعلق سے سب سے کاری ضرب ثابت ہوئی ہے۔ سب سے پہلے دانشور اور روشن فکر افراد اور اس کے بعد عوام اس زہر میں بجھے ہوئے تیر کا نشانہ ہوتے ہیں۔ اس ہتھکنڈے یعنی مغربی تہذیب سے مقابلہ سوائے اس سے روگردانی کے اور کچھ نہیں ہے۔ مغربی تہذیب وتمدن کو دانشوروں اور روشن فکر افراد کے ذریعے چھاننا پھٹکنا چاہئے۔ اس میں موجود مفید چیزوں کو قبول کیا جانا اور اس میں پائے جانے والے نقصاندہ، تخریبی اور فساد پھیلانے والے عناصر کو اسلامی معاشرے کے ذریعے ٹھکرا دینا چاہئے۔ صفائی کے اس عظیم کارخانے میں اسلامی تہذیب کی

بالادستی اور قرآن وسنت کے ہدایت مندانہ اور مفید وراہ گشا افکار معیار کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہمہ گیر مجاہدت اور بہتر مستقبل کے تعلق سے یہ اہم ذمے داری ہے جو پوری دنیا کے علما' سماج کے روشن فکر اور سیاسی بصیرت رکھنے والے تمام افراد پر عائد ہوتی ہے۔

اس امید کے ساتھ کہ اس سال حج کا موسم سبھی کو اس افتخار آمیز اور بابرکت راہ پر چلنے کا عزمِ راسخ عطا کرے گا۔ بارگاہِ خداوندی میں دعا گو ہوں کہ وہ تمام حجاجِ کرام کے حج کو قبولیت کا شرف بخشے اور امید کرتا ہوں کہ وہ اس عظیم و بے نظیر عبادت کے فیوضات اور برکات سے ان سب کو بہرہ مند ہونے کی توفیق عنایت فرمائے گا اور حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (ارواحنا فداہ) کہ جن کی ہر سال انجام پانے والے ان روحانی مراسم میں شرکت کی قوی امید ہوتی ہے' کی خدمت میں خدا کے فضل و کرم کی وسعتوں کے برابر درود وسلام بھیجتا ہوں اور تمام لوگوں کے حق میں ان کی مقبول دعاؤں کی آرزو کرتا ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سید علی حسینی خامنہ ای

۸ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ

❁❁❁

حواشی:

(۱) بیشک یہ تمہارا دین ایک ہی دین اسلام ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں' لہٰذا میری عبادت کیا کرو۔ (سورۂ انبیا۔ آیت ۹۲)

پیغامِ حج

۱۴۲۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِینَ وَالصَّلوٰةُ عَلیٰ سَیِّدِ الْبَرِیَةِ مُحَمّدٍ وَآلِہِ الطّٰاھِرِیْنَ وَعَلیٰ صَحْبِہِ الْمُخْلِصِیْنَ وَالسَّلامُ عَلٰی عِبادِاللّٰہِ الصّٰالِحِیْن:

خداوندِعالم کا ارشادِ گرامی ہے: "**اِنَّ ھٰذِہٖ اُمَّتُکُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّ اَنَا رَبُّکُمْ فَاعْبُدُوْنِ.**" (۱) حجِ بیت اللہ کا دلکش وروحانی اور دینی وعرفانی منظر ایک بار پھر ہماری نگاہوں کے سامنے موجود ہے۔ یہ مقدس سفر دنیا کے تمام مسلمانوں کی دلی تمنا اور ان لوگوں کے لئے حق وصداقت اور بہشت کا راستہ ہے جو اس پر گامزن رہنے کے متمنی ہیں۔ امسال پھر دنیا کے مختلف علاقوں میں زندگی بسر کرنے والے صالح بندگانِ خدا کو مسلمانوں کے اس مقدس الٰہی اجتماع میں شرکت کا شرف حاصل ہوا ہے۔ عبادت وبندگی کی نورانی فضا میں پوری طرح غرق ہوجانا' صدرِ اسلام کی یادوں کو تازہ رکھنا اور عزت وعظمت نیز فلاح وبہبود کی علامتوں کی جستجو میں ہمہ تن سرگرم رہنا' جس نے زمین کے اس خطے کو تاریخ کے بلند آسمانوں میں ایک تابناک خورشید کی طرح

درخشاں بنادیا ہے‘ یہ حق وہدایت کے تشنہ مگر ہوشیار مسافر کے قلب وذہن کو حاصل ہونے والے ابتدائی فضائل وکمالات ہیں۔

یہ وہ عظیم ومقدس مقام ہے جہاں وقتی طور پر ہی سہی مگر ہر قسم کے مادّی تعلقات‘ آلودگیوں‘ غفلتوں نیز لباس وزیورات کی چمک دمک سے انسان کا رابطہ منقطع ہوجاتا ہے اور احرام کا سفید کپڑا پاکیزگی‘ طہارت اور یکسانیت کو ان لوگوں کے دلوں پر غالب کردیتا ہے اور دیکھنے‘ سننے اور سمجھنے کا وہ راستہ صاف دکھائی دینے لگتا ہے جو ابدی نجات حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ علم ومعرفت اور اسلامی اخوت وبرادری کے شگوفے کھل جاتے ہیں اور الٰہی ہدایت ورہنمائی کا جلوہ نمایاں ہوجاتا ہے۔

امت اسلامیہ کا یہ عظیم اجتماع ”خداپرست“ اور ”عوام پسند“ ہونے کی ایک تجربہ گاہ ہے۔ یہی وہ مقدس جگہ ہے جہاں انسان خود پرستی کے جھوٹے اور شرک آلود مظاہر سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے الٰہی اور حقیقی ذات سے وابستہ ہوجاتا ہے۔ یہ طاغوتیت‘ آمریت اور اور شیطانیت سے برائت وبیزاری اختیار کرتے ہوئے لشکر رحمان سے وابستہ ہونے کی جگہ اور: ”اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ.“ (۲) کو عملی جامہ پہنانے اور: ” اَنَّ اللهَ بَرِیٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ رَسُوْلُهٗ.“ (۳) کا عملی جواب فراہم کرنے کا مقام ہے۔ یہ امت واحدۂ اسلامی کی جلوہ نمائی اور مسلمانوں کی انسانی طاقت ومعنوی عزت کے مظاہرے کی جگہ ہے۔ آج پیغمبر رحمتؐ کی آواز ہمیشہ سے زیادہ واضح لفظوں میں سنائی دے رہی ہے۔ دعوت اسلامی کی آواز درحقیقت عدالت‘ آزادی اور نجات کی طرف دعوت ہے‘ جو آج زوردار انداز میں سنائی دے رہی ہے۔ ایک طرف خودغرضی‘ ظلم اور آنسوؤں سے چھلکتی ہوئی کالی رات کے ٹکڑے ہیں اور دوسری طرف جہالت‘ خرافات اور مکروفریب کی فراوانی ہے۔ ایسے گھٹن زدہ ماحول میں انسان پہلے سے کہیں زیادہ نجات کی روشنی کا محتاج اور عدل وانصاف‘ صلح وسلامتی اور اخوت وبرادری کا پیاسا ہے۔ آج ”تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللهَ.“ (۴) کی ملکوتی آواز درحقیقت دولت

اور طاقت کے خداؤں کی اعلانیہ تردید اور ظلم کے خلاف صف آرائی کا درجہ رکھتی ہے اور یہی آواز اسیروں اور مظلوموں کو زیادہ اچھی لگتی ہے اور: "اِنَّ اللهَ عَلٰی نَصرِهِمْ لَقَدِیْر." (۵) کی نوید ان لوگوں کو خوشی اور امید سے نہال کر دیتی ہے۔ یہی لوگ درحقیقت ان الہامات اور الٰہی پیغامات کے پہلے مخاطب و مصداق ہیں۔ اسلامی بیداری نے دنیائے اسلام کے مشرقی اور مغربی علاقوں میں غیر معمولی جوش پیدا کر دیا ہے اور ان لوگوں میں اسلامی شناخت اور شخصیت کا احساس دوبارہ پیدا ہو گیا ہے۔ سرزمینِ ایران میں اسلام کا پرچم لہرا رہا ہے۔ اسلامی تعلیمات اور ان سے تمسک کے ذریعے مظلوم فلسطینی عوام نے صہیونیت کے اونچے منصوبوں کو مایوسی اور ناامیدی میں تبدیل کر دیا ہے۔ اسلامی ممالک میں ہمارے نوجوان میدانِ جنگ میں داخل ہو چکے ہیں اور طاغوتی اور غاصبانہ طاقتوں کے خلاف اپنی مسلسل جدوجہد کے ذریعے انھیں اپنے اسلامی مقاصد کو پورا کرنا ہے اور یہ لوگ عالمی استکباری طاقتوں کے خلاف ایک بڑا خطرہ پیدا کر چکے ہیں۔ آج صہیونی اور سامراجی ذرائع ابلاغ کی جانب سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف الزامات اور بے بنیاد پروپیگنڈوں کا سیلاب سا امنڈا ہوا ہے اور اس کا سب سے بڑا نشانہ اسلام کے بہادر اور جانباز فداکار ہیں، جن کی مسلسل جدوجہد کے نتیجے میں اسلام اور مسلمان مجاہدین کے خلاف عالمگیر پروپیگنڈوں کے باوجود ہمارے پیغمبر عظیم الشانؐ کے خالص اسلامی ومحمدی افکار و عقائد سے ساری دنیا واقف ہو چکی ہے اور دنیا والوں کے سامنے اسلام کا حقیقی چہرہ آہستہ آہستہ واضح ہوتا جا رہا ہے اور دھیرے دھیرے ساری دنیا کو اس حقیقت کا بخوبی علم ہو جائے گا کہ اسلام انصاف و آزادی اور نجات و رستگاری کا مذہب ہے اور اس مذہب میں فکر و دانش اور عقل و منطق کو نمایاں حیثیت واہمیت حاصل ہے۔ اسلام مذہبِ زندگی ہے جو عزت، احترام اور آزادی سے محروم زندگی کو موت سے تعبیر کرتا ہے۔ اسلام منطق و عقلانیت کا مذہب ہے، لیکن اس نے تعصّبات سے وابستہ ان گمراہ کن خیالات کی شدید مخالفت اور تردید کی ہے جن کے پیرو خدا کے پیغمبروں کو مجنون کہا کرتے تھے۔ اسلام اتحاد، برادری اور عالمی صلح کا مذہب ہے، لیکن ان ظالموں کے ساتھ مظلوموں کے اتحاد

کی سخت تردید اور ممانعت کرتا ہے جو مسلمانوں کے خلاف خیانت کرتے ہوئے مظلوموں کے جنازے کے پاس کھڑے ہو کر نہایت گرمجوشی کے ساتھ ظالم سے ہاتھ ملانے میں قطعاً تکلف نہیں کرتے۔ اسلام حقیقت پسندی اور احساسِ ذمے داری پر مبنی مذہب ہے' لیکن حقیقت پسندی کے نام پر ظلم و بربریت کو ہرگز برداشت نہیں کرتا' بلکہ اس کو گناہ سے تعبیر کرتا ہے۔ اسلام ہمیشہ باقی رہنے والے اصول و احکام کا مذہب ہے' لیکن یہ متعصّبانہ' متشددانہ اور غیر استدلانہ اصولوں کی اعلانیہ تردید بھی کرتا ہے۔ اسلام اجتہاد و ایجاد اور نو آوری و نوفکری کا دین ہے' لیکن یہ بدعت و انحراف آمیز دینی افکار کی تردید کرتا ہے۔ اسلام عفو و درگزر اور اغماض و چشم پوشی کا مذہب ہے' لیکن یہ ظلم اور ذلت برداشت کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ اسلام تہذیب و تمدن' علم و دانش اور ترقی و خوشحالی کا مذہب ہے' لیکن اس علم کو مکمل جہالت اور بربریت سے تعبیر کرتا ہے جس کے ذریعے انسان کی تمدنی نابودی' غارتگری اور بنی نوع انسان کی ذلت و رسوائی کا سامان فراہم کیا جائے۔ اسلام جنگ و جہاد کا دین ہے' لیکن غیر منطقی اور غاصبانہ جنگوں کو کبھی جہاد تسلیم نہیں کرتا۔ اسلام عزت' طاقت اور حاکمیت کا مذہب ہے' لیکن مذہب کو نامعقول اور غیر شریفانہ وسائل کی توجیہ کا باعث نہیں قرار دیتا۔

اسلام انسانوں کی حرمت اور ان کے حقوق کا محافظ ہے' یہ اخلاق اور فضیلت کی ضمانت فراہم کرتا ہے اور صلح و سلامتی کی آواز بلند کرتا ہے۔ درحقیقت وہ لوگ بدترین جھوٹ اور بزدلانہ ترین الزامات کے مرتکب ہیں جو مذہبِ اسلام کو انسانی حقوق' تہذیب و تمدن اور صلح و سلامتی کا مخالف قرار دیتے ہیں اور ان ہتھکنڈوں کو استعمال کرتے ہوئے وہ مسلم قوموں کے خلاف اپنے جلادانہ کرتوتوں کی توجیہ کرنا چاہتے ہیں۔

مسلمان اقوام' علمائے دین' روشن فکر و اور دنیا کے غیرت مند دانشورو اور نوجوانو! فی الحال ملتِ اسلامیہ مختلف النوع دھمکیوں اور اہانتوں کا نشانہ بنی ہوئی ہے اور مطلق العنان عالمی سامراج امریکی حکومت کی سربراہی اور صہیونی حکومت کی دلالی و آتش افروزی کے سائے میں ایک طرف تو امتِ اسلامیہ کے درمیان اختلافات سے بھرپور فائدہ اٹھا رہا ہے۔ ملتِ اسلامیہ فلسطین کی

معرکتہ الآرا کتاب اور انتفاضہ کے عظیم الشان پرچم نے عالمی سامراج کے سیاسی ماہرین کو غضبناک اور دہشت زدہ کر رکھا ہے اور وہ لوگ پاگلوں کی طرح اپنی طاقت کی نمائش کی خاطر فلسطینی مظلوموں پر اندھادھند بمباری اور وحشیانہ سرگرمیوں میں لگے ہوئے ہیں۔۱۱ ستمبر کو نیویارک میں رونما ہونے والے حوادث کی وجہ سے امریکی حکومت کو اپنی طاقت کی نمائش کا بہترین بہانہ حاصل ہوگیا ہے۔ چنانچہ وائٹ ہاؤس کی حمایت اور حوصلہ افزائی کے سائے میں صہیونی حکومت نے فلسطینیوں پر کئے جانے والے مظالم میں کئی گنا اضافہ کر دیا ہے۔ افغانستان پر امریکہ کی وحشیانہ بمباری نے امریکی حکومت کے شدت پسند فوجی چہرے سے نقاب الٹ دیا ہے اور یہ انسانیت سوز حوادث روز بروز عالمی فضا کو جنگ، بدامنی، عدم سلامتی اور قتل و غارتگری کی طرف لے جارہے ہیں۔ دہشت گردی کے خلاف جدوجہد اور مشرقِ وسطیٰ میں صلح کا دفاع وغیرہ درحقیقت امریکہ کے توسیع پسندانہ منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کا بہانہ ہے، تاکہ امریکہ دیگر اقوامِ عالم کے مالی ذخائر پر اپنا ناجائز قبضہ جمائے رکھ سکے۔ اس سے بڑی شرمناک بات اور کیا ہوسکتی ہے کہ ایک ایسا ملک جو عرصۂ دراز سے دہشت گردی کی حمایت و پشت پناہی میں سرگرم رہا ہے، ایک ایسا ملک جو دنیا کے دیگر ملکوں میں فوجی بغاوتوں کے منصوبے بنا کر ان منصوبوں کو عملی جامہ پہناتا چلا آیا ہے، ایک ایسا ملک جس کے پاس وسیع پیمانے پر ہلاکت و تباہی پھیلانے والے اسلحوں کا بڑا ذخیرہ موجود ہے، اور ایک ایسا ملک جو دنیا کے خطرناک دہشت گردوں کی حمایت کرتا چلا آیا ہے، وہ دہشت گردی کے خلاف عالمی سطح پر لڑی جانے والی جنگ کی قیادت کا مدعی ہے۔ یہ بات حقیقت کے بالکل برعکس ہے کہ فلسطینی مردوں، عورتوں اور بچوں کا قتلِ عام، فلسطینی مظلوموں کے گھروں کی مکمل تباہی و بربادی، ان لوگوں کو ان کے آبائی وطن سے آوارہ اور دربدر کرنا صلح کی حمایت و حفاظت ہے۔ آخر ان ظالمانہ کرتوتوں کو صلح کا نام کیسے دیا جاسکتا ہے۔

وائٹ ہاؤس کے حکمراں ہمارے اسلامی ملک پر یہ الزام عائد کر رہے ہیں کہ وہ مشرقِ وسطیٰ میں صلح و سلامتی کے سلسلے میں رکاوٹیں پیدا کر رہا ہے۔ یہ لوگ اس حقیقت سے آج بھی غافل ہیں

کہ ملتِ فلسطین کے جائز حقوق کی تردید وخلاف ورزی اور فلسطینی عوام کے وطن پر غاصبانہ تسلط کو صلح کا نام کبھی نہیں دیا جاسکتا۔اس ظالمانہ منصوبے کی ناکامی کے لئے کسی قسم کی مداخلت کی چنداں ضرورت نہیں، بلکہ اس ظالمانہ روش کی شکست وناکامی یقینی ہے اور آج فلسطینی عوام کے درمیان پائی جانے والی بیداری وفداکاری اس روش کی ناکامی کی ناقابلِ تردید علامتیں ہیں۔

اسلامی جمہوریہ ایران نے نجات وآزادی اور اعلیٰ تعلیمات وروشن فکری پر مشتمل دینِ مبینِ اسلام کے پرچم کو مضبوطی سے پکڑ رکھا ہے اور قدرت واقتدار کے دعویداروں کی دھمکیوں کی وجہ سے وہ اس پرچم سے دستبردار ہونے والا نہیں ہے۔اسلامی تعلیمات پر قائم ایران دہشت گردی کو انسانی سعادت وخوشحالی کا دشمن سمجھتا ہے اور امریکہ واسرائیل کی آغوشِ تربیت میں پروردہ دہشت گردوں کے خلاف اپنی جدوجہد کے دوران بھاری قیمت ادا کر چکا ہے۔پس اسلامی جمہوریہ ایران سامراجی طاقت، دھمکی اور خطرناک چہرے سے مرعوب اور خوف زدہ ہونے والا نہیں ہے ۔ہماری حکومت اور ہمارے عوام اپنے قائدِ عظیم الشان حضرت امام خمینیؒ کی عہد آفریں تعلیم وتربیت کے سائے میں اپنے آزاد وعاقلانہ وشجاعانہ مؤقف کی قدروقیمت سے بخوبی واقف اور اس کا بھرپور دفاع کرتے ہیں، اور امسال ۲۲ر بہمن، یعنی انقلابِ اسلامی ایران کی سالگرہ کے موقع پر اپنے ملک گیر اور عظیم الشان مظاہروں کے ذریعے ان لوگوں کے بے بنیاد الزامات اور دعوؤں کا محکم اور دندان شکن جواب دے چکے ہیں جو اسلامی حکومت اور عوام کے درمیان اختلافات کا بیج بونے میں سرگرم ہیں۔ایرانی حکومت اور عوام دھمکیوں اور جنگ افروز سرگرمیوں پر مشتمل امریکی سیاست کی اعلانیہ اور بھرپور مذمت کرتے ہیں، کیونکہ اس سے امریکہ کی وحشیانہ اور جارحانہ فطرت کی نشاندہی ہوتی ہے۔اور امریکی حکمرانوں کے جارحانہ اخلاق اور غیر منطقی رَوَیے سے اس ظالم طاقت کی کمزور اور غیر محفوظ بنیادوں کا بھی پتہ چلتا ہے۔

ایرانی حکومت اور عوام دنیا کی تمام مسلمان قوموں کو اتحاد کی دعوت دیتے ہیں۔ہم اپنی اسلامی اخوت وبرادری کو اور زیادہ مستحکم بنانے کے لئے دنیا کے تمام اسلامی ملکوں کی طرف تعاون

اور دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہیں۔ اسلامی دنیا کے تمام مسلم علما و دانشور اور ماہرین سیاست پر یہ ذمے داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے عوام کے درمیان اتحاد، مقابلے و مزاحمت اور اسلامی بیداری کے درس کو بار بار دُہراتے رہیں اور امتِ اسلامیہ کے ابھرتے ہوئے نوجوانوں کو عظیم حوادث جھیلنے اور بھاری امانتوں کے بوجھ اپنے کاندھوں پر اٹھانے اور دنیا میں ایک متحد اور طاقتور امتِ اسلامیہ کی تشکیل کی راہ میں ہمہ تن سرگرم رکھیں۔

حج اس عظیم و مبارک جدوجہد کے لئے ایک عظیم نقطۂ آغاز اور لامتناہی وسیلے کی حیثیت رکھتا ہے۔ بارگاہِ عالیۂ خداوندی میں دست بہ دعا ہوں کہ وہ آپ سبھی لوگوں کو معنویت و معرفت کے اس ذخیرے سے پوری طرح مالا مال ہو کر اپنے وطن واپسی کی توفیق عطا فرمائے اور امتِ اسلامیہ کو حضرت ولی اللہ الاعظم کی دعاؤں کا مصداق قرار فرمائے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ

سید علی خامنہ ای

۵ ذی الحجہ ۱۴۲۲ھ

❁❁❁

حواشی:

(۱) بیشک یہ تمہارا دین ایک ہی دین اسلام ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں لہٰذا میری عبادت کیا کرو۔ (سورۂ انبیا۔ آیت ۹۲)

(۲) خبردار شیطان کی عبادت نہ کرنا۔ (سورۂ یٰسین۔ آیت ۶۰)

(۳) اللہ اور اس کا رسول مشرکین سے بیزار ہیں۔ (سورۂ توبہ۔ آیت ۳)

(۴) آؤ ایک منصفانہ کلمے پر اتفاق کر لیں۔ (سورۂ آلِ عمران۔ آیت ۶۴)

(۵) اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر قدرت رکھنے والا ہے۔ (سورۂ حج۔ آیت ۳۹)

پیغامِ حج

۱۴۲۳ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حج کے لئے لاکھوں مسلمانوں کا اجتماع بے مثال اور حیرت انگیز ہے۔ان چند دنوں میں پوری دنیا سے تمام مسلمان اقوام اور تمام معاشرتی طبقات سے تعلق رکھنے والے افراد اسلام اور پیغمبر عظیم الشانؐ کی جائے پیدائش اور اللہ کے گھر میں اکٹھے ہوتے ہیں اور اسرار و رموز سے بھر پور حج کے اعمال و مناسک بجالاتے ہیں۔

مفاہیم سے بھرے ان پُرشکوہ مناسک میں خداوندِ تعالیٰ کے ساتھ دلوں کے رشتے' دلوں کے ایک دوسرے سے تعلق' توحید کی بنیاد پر اقدام' عمومی جدوجہد' شیطان کو کنکریاں مارنے اور طاغوت کے انکار کی عملی اور مثالی طور پر مسلم اقوام کو تعلیم دی جاتی ہے۔اپنے بھائیوں کے ساتھ محبت اور خیر سگالی سے پیش آنا' دشمنوں کے ساتھ سختی برتنا' خود پرستی کی آلودگی سے نجات پانا اور الٰہی شان و شوکت کے بحرِ بیکراں میں ضم ہو جانا مناسکِ حج کے سانچے میں ڈھل کر جلوہ گر ہوتا ہے۔حج ملتِ مسلمہ کی پہچان ہے اور اس طرزِ عمل کی تعلیم دیتا ہے جسے اس عظیم امت کو اپنی سعادت کے حصول کے لئے اختیار کرنا چاہئے۔

حج کے مفہوم کو ایک ہی سمت تمام لوگوں کے با مقصد، شعوری اور متنوع سفر کے عمل میں خلاصہ کیا جاسکتا ہے۔ اس سفر کا مقصد خدا کی یاد اور بندگانِ خدا کی یکسوئی و یکدلی سے عبارت ہے۔ اور اس کا مقصد سعادتمندانہ انسانی زندگی کے لئے ایک مضبوط روحانی مرکز کا قیام ہے۔

عصرِ حاضر میں امتِ مسلمہ کو حج کی مثال کو سامنے رکھتے ہوئے اپنی حقیقی زندگی میں ایک عظیم اور با مقصد اقدام کی ضرورت ہے، اور مسلمان حکومتیں اور اقوام سبھی اس ذمے داری میں برابر کی شریک ہیں۔ اسلامی ممالک نے گزشتہ ایک صدی کے دوران انتہائی ناقابلِ تلافی نقصانات اٹھائے ہیں۔ مغربی سامراج اور کشور کشائی کی لہر نے مسلمان ملتوں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ہے۔ اپنی دولت اور مادّی ذخائر کی وجہ سے مسلمان استعماری ممالک کی بھرپور یلغار کا نشانہ بنے رہے، جس کے نتیجے میں وہ سیاست اور اقتصاد کے میدانوں میں (یورپ کے) دستِ نگر بن کر رہ گئے اور سائنسی و مادّی اعتبار سے پسماندگی کا شکار ہوگئے، جبکہ استعماری طاقتوں نے ان کے ذخائر اور افرادی قوت کو ہڑپ کرلیا اور اپنی طاقت و دولت میں اضافہ کیا۔

طویل برسوں کے بعد مسلمان خوابِ غفلت سے بیدار ہوئے، ان کی بیداری کی تحریک اور عالمِ اسلام میں حقوق اور آزادی کی تحریکوں نے انھیں نوید کے نئے افق سے آشنا کیا۔ آخرکار ایران میں اسلام کی کامیابی اور اسلامی جمہوری نظام کے قیام کے ساتھ ہی عالمِ اسلام میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔

واضح سی بات ہے کہ دنیا میں قائم دولت و طاقت کے مراکز آسانی کے ساتھ حق کے سامنے نہیں جھکیں گے اور مسلم اقوام کو ایک طویل اور کٹھن لیکن بابرکت اور نیک انجام والے راستے کو طے کرنا ہوگا۔ اگر اس راستے کے راہی ثابت قدمی کا مظاہرہ کریں، تو اپنے آپ کو اور بعد میں آنے والی نسلوں کو پسماندگی کی ذلت اور سیاسی، اقتصادی و ثقافتی قید سے نجات دلاسکیں گے اور اسلام کے زیرِ سایہ شیریں زندگی کا ذائقہ چکھ سکیں گے۔ یہ راستہ علمی و سیاسی جدوجہد اور پوری طاقت کے ساتھ واضح و آشکارا حق کے دفاع کا راستہ ہے۔ اس میدان میں مسلمان اپنی عزت

وآبرو اور پامال ہونے والے حقوق کے محافظ ہیں۔ عدل وانصاف اور انسانی ضمیر ایک آگاہ اور در گزر کرنے والا منصف ہے جو اس مظلومانہ جدوجہد کی تائید کرتا ہے۔

عالمی استکبار، یعنی تیل کی بڑی بڑی کمپنیاں اور اسلحہ بنانے والے کارخانوں کا وسیع جال، عالمی صہیونزم اور اس سے وابستہ حکومتیں، ملتِ اسلامیہ کی بیداری کے خطرے کو بھانپ کر بوکھلاہٹ کے عالم میں جارحیت کا ارتکاب کر رہی ہیں۔ سیاسی، تشہیراتی، عسکری اور دہشت گردانہ اقدامات کے پہلوؤں کی حامل یہ یلغار اب ریاستہائے متحدہ امریکہ پر حاکم فوجی حکام اور صہیونی حکومت کی واضح تشدد آمیز گفتار وکردار میں آشکارا طور پر دکھائی دیتی ہے۔

مظلوم اور خاک وخوں میں غلطاں سرزمینِ فلسطین کو ہر روز غاصب صہیونی حکومت کی سفاکانہ کارروائیوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ فلسطینی قوم کو قتل وغارت، تباہی وبربادی، ظلم وجارحیت، ذلت وحقارت اور توہین جیسے مصائب وآلام صرف اس جرم کی پاداش میں برداشت کرنا پڑ رہے ہیں کہ وہ نصف صدی کے بعد پوری جرائت مندی سے اپنے پامال شدہ حقوق کا مطالبہ کر رہی ہے۔

عراقی قوم کو جنگ کی دھمکیاں اس لئے مل رہی ہیں کہ امریکی حکومت تیل کی اہم معدنیات پر قبضے اور اس خطے کے تیل کے باقیماندہ ذخائر کو ہڑپ کرنے، نیز فلسطین، ایران، شام اور سعودی عرب کی سرحدوں کے قریب اپنی مؤثر موجودگی کے لئے عراق میں مستقر ہونا اور اس کے نتیجے میں عراق سمیت مشرقِ وسطیٰ کے دیگر ممالک کے مقدر سے کھیلنا ضروری سمجھتی ہے۔

افغان عوام اس لئے گزشتہ ایک سال اور چند ماہ کے دوران امریکہ اور برطانیہ کے وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے ہتھیاروں اور بموں کا نشانہ بنے اور ان کے جسم وروح نے ان کی توہین آمیز اور غاصبانہ مداخلت اور موجودگی کی تکالیف کو برداشت کیا، کہ امریکی حکومت نے اپنے ناجائز مفادات کی تکمیل اسی طرح کی ہے۔

اس سامراجی اور انسانیت دشمن نیٹ ورک کا لالچ کسی قسم کی حدود وقیود کا قائل نہیں ہے۔

امریکہ گزشتہ صدی میں لاطینی امریکہ کے ممالک پر قبضہ جمانے کے درپے رہا، تو حالیہ نصف صدی

میں وہ خطے کے تمام اسلامی ممالک کا بلا شرکتِ غیرے آمر و جابر حاکم بننا چاہتا ہے۔ امریکہ کے تمام عالمی مقاصد اور نقصان دہ پالیسیوں کی بنیاد ہی غرور آمیز اور حماقت پر مبنی دعوے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ امریکہ اور اس کے اتحادی ناکام ہوں گے اور دنیا ایک بار پھر ایک طاقتور لیکن بدمست سلطنت کا زوال اپنی آنکھوں سے دیکھے گی۔ بالکل اسی طرح جیسے افغانستان اور فلسطین میں ان کے مستی کے عالم میں لگائے گئے اندازے غلط ثابت ہو چکے ہیں۔ لیکن اگر امتِ مسلمہ نے (چاہے اس کی حکومتیں ہوں یا اقوام) بروقت اور خردمندی و شجاعت پر مبنی فیصلے نہ کئے، تو ایک بار پھر ان کو شدید اور حد سے زیادہ ناقابلِ تلافی نقصانات اٹھانا پڑیں گے۔

امریکہ نے اپنے نئے دیوانہ وار عمل کے دوران، جو ۱۱ ستمبر کے انتہائی مشکوک واقعات کے بعد شروع ہوا ہے، ایک تشہیراتی حملے سے بھی کام لیا ہے، یعنی اس نے جمہوریت اور دہشت گردی سے جنگ کا پرچم بلند کر کے مسلم اقوام کے سامنے مہلک ہتھیاروں اور کیمیائی اسلحوں کی مذمت میں راگ الاپنا شروع کر دیا ہے۔ کیا وہ یہ نہیں سوچتا کہ ممکن ہے مسلمان اس سے یہ سوال کریں کہ یہ سب کچھ کن حکومتوں اور کن کمپنیوں نے عراق کی بعثی حکومت کے اختیار میں دیا؟

پس وہ اُنیس ہزار کیمیائی بم جن کے بارے میں تمہارا دعویٰ ہے کہ وہ عراق کی بعثی حکومت کے پاس موجود تھے اور کیونکہ ان میں سے تیرہ ہزار ایرانیوں پر گرائے گئے ہیں، لہٰذا چھ ہزار اس کے پاس موجود ہونے چاہئیں، اور تم اس بات کو عراق پر اپنے آئندہ حملے کے لئے دلیل بنا رہے ہو، اس تعداد میں اسلحے اور کیمیائی مواد کہاں سے عراق کو حاصل ہوئے؟ آیا تمہارے حلیفوں کے علاوہ کوئی اور اس تاریخی المیے کا شریکِ جرم ہے؟

آیا اس کو خیال نہیں کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ کا دعویٰ اور نامعلوم اور مشتبہ گروہوں پر الزام تراشیاں مسلم اقوام کو فریب نہیں دے سکتیں۔ جبکہ وہ دیکھ رہی ہیں کہ امریکہ دنیا کی سفاک ترین دہشت گرد حکومت، یعنی اسرائیل کی حمایت کر رہا ہے۔ امریکا اس مہنگے اور دیوانہ وار تشہیراتی عمل کے ذریعے مسلم اقوام کی نظر میں اب جھوٹ، مکر و فریب اور چالبازی کے پیکر میں تبدیل

ہو چکا ہے۔

غرور ونخوت کے نشے میں چور امریکہ کو فلسطین اور افغانستان میں اپنے مقاصد حاصل نہیں ہو سکے۔ اور اس بے پناہ مادّی اور روحانی سرمایہ کاری سے سوائے نقصان کے اس کو کچھ ہاتھ نہیں آیا۔ اور انشاء اللہ اس کے بعد بھی یہی صورت رہے گی۔ عراق میں بھی اس کا دعویٰ ہے کہ وہ بعثی حکومت اور صدام کی سرنگونی چاہتا ہے' اور یقیناً وہ جھوٹ بول رہا ہے' اس کا اصل مقصد اوپیک تنظیم پر قبضہ کرنے اور علاقے کا تیل ہڑپ کرنے کے علاوہ صہیونی حکومت کی اور قریب سے حمایت اور اسلامی ممالک ایران' شام اور سعودی عرب کے خلاف نزدیک سے سازشیں کرنا ہے۔

مسلّمہ امر یہ ہے کہ اگر امریکہ عراق پر چاہے جنگ کے ذریعے یا جنگ کے بغیر ہی قبضہ کر لیتا ہے' تو سب سے پہلے اس معاندانہ قبضے کی بھینٹ عراقی عوام چڑھیں گے اور اس (علیحدہ) تاریخ کی حامل قوم کو عزت ووقار' غیرت وناموس اور دولت وثروت کی قربانی دینا پڑے گی اور اگر اس قوم اور اس کے پڑوسی ممالک نے ہوش سے کام لیا' تو (امریکا کو) یہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکیں گے' انشاء اللہ۔

استکبار کو پتہ ہے کہ مسلم اقوام اور حکومتوں کی استقامت اور اولوالعزمی کا سرچشمہ اسلام اور اس کی حریت آمیز تعلیمات ہیں' اسی لئے اس نے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف وسیع پیمانے پر نفسیاتی جنگ چھیڑ رکھی ہے۔ گیارہ ستمبر کے واقعات کے بعد جبکہ صہیونیوں کے طاقت ور خفیہ نیٹ ورک کو موردِ الزام ٹھہرانے کے لئے بے شمار قرائن وشواہد پائے جاتے ہیں' امریکہ نے فوراً ہی اسلام اور مسلمانوں کو مشتبہ افراد کی فہرست میں شامل کر کے شب وروز اس کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیا اور کچھ مسلمانوں کو امریکہ اور افغانستان' نیز دوسرے ممالک سے گرفتار کر کے خوفناک جیلوں میں اذیت وآزار دی جانے لگی۔ نہ تو ان افراد پر اب تک کوئی الزام ثابت ہوا ہے اور نہ ہی نام وشہرت رکھنے والے ملزمان امریکیوں کے ہاتھ آسکے ہیں' پھر بھی اسلام اور مسلمانوں کے خلاف نفسیاتی جنگ نہیں رکی اور شاید یہ جنگ اس قدر جلد رکنے والی بھی نہیں ہے۔

اسلام آزادی، انصاف اور حق طلبی کا مذہب ہے۔ اصل جمہوریت (اور عوامی حکومت) وہی دینی جمہوریت (اور عوام کی مذہبی حکومت) ہے جو ایمان اور مذہبی فرائض کی بنیادوں پر قائم ہوتی ہے اور جیسا کہ مملکتِ اسلامی ایران میں دیکھا جاسکتا ہے، وہ جمہوریت جو امریکہ عرب اور اسلامی ممالک کے عوام کو دینے کا دعویدار ہے وہ اس کی گولیوں، بموں اور میزائلوں سے زیادہ خطرناک ہے۔ دشمن کھجور کا ایک دانہ بھی ہم کو دے تو اطمینان نہیں کیا جاسکتا کہ وہ مہلک زہر میں ڈوبا ہوا تو نہیں ہے۔ امتِ مسلمہ افریقہ، مشرقِ وسطیٰ اور مغربی ایشیا میں بارہا حتیٰ گزشتہ چند برسوں کے دوران اس امر کا تجربہ کر چکی ہے۔ ملتِ اسلامیہ کو ایسے حساس اور خطرناک حالات میں ہمیشہ سے زیادہ حج کی مثالی (عبادت) سے سبق حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک ایسے اقدام اور تحریک کی ضرورت ہے جو بامقصد ہو، جو پوری آگاہی، تنوع اور ہمہ گیر پہلوؤں کے ساتھ قرآنی مقاصد کے تحت اسلام کی سیدھی راہ میں ہو، جیسا کہ خداوندِ متعال کا ارشاد ہے: ''ایمان والے ہمیشہ اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ طاغوت کے لئے لڑتے ہیں''۔ ''لہٰذا تم شیطان کے دوستوں (اور ساتھیوں) سے جہاد کرو، بیشک شیطان کا مکر بہت کمزور ہے۔'' اور اللہ تعالیٰ (قرآنِ مجید میں یہ بھی) فرماتا ہے: ''موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ سے مدد مانگو اور صبر سے کام لو، زمین اللہ کی ہے، وہ اپنے بندوں میں جس کو چاہے اس کا وارث بنا دیتا ہے، اور آخری نتیجہ بہرحال پرہیزگاروں کے لئے ہے۔''

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

سید علی حسینی خامنہ ای

ذی الحجہ الحرام ۱۴۲۳ھ

پیغامِ حج

۱۴۲۴ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امتِ اسلامی نے ایک بار پھر اپنے حج کے عہد کو منعقد کیا اور صدائے: ''وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ .'' (۱) کا نہایت شائستگی کے ساتھ جواب دیا ہے۔ یہ بے نظیر فریضہ بھی بقیہ فرائض کی مانند رحمتوں کا خزانہ ہے، جو اپنے مقررہ وقت پر بندوں کی طرف آتا ہے اور بندوں کو خداوندِ عالم کا لامتناہی فیض کسب کرنے کے لئے موقع فراہم کرتا ہے۔

حج اس لحاظ سے بے نظیر اور لاثانی ہے کہ اس سے دلوں اور روحوں کو جلا ملتی ہے اور ہر حاجی اپنی ہمت اور ظرفیت کے مطابق اس بارانِ رحمت سے بہرہ مند ہوتا ہے۔ امتِ اسلامی کی بزرگ شخصیات جو مختلف ملتوں، نسلوں اور دنیا کے مختلف خطوں سے تعلق رکھتی ہیں، وہ اس عظیم موقع پر بہتر طور پر اتحاد، شجاعت، بیداری اور اپنی پہچان سے ہمکنار ہو سکتی ہیں۔

اور آج یہ اسلامی دنیا کی اہم ترین ضرورت ہے۔ اسلامی دنیا کی طویل سستی اور خواب آلودگی جو خسارے اور دشمنوں کے سیاسی وثقافتی تسلط کا سبب بنی، امتِ مسلمہ کے مادّی وانسانی منابع اس کے دشمنوں کے تسلط، اقتدار اور ترقی کا باعث بنے، لیکن اب مسلمان خود کو پا لینے کے بعد

پھر سے چوروں اور لٹیروں کے خلاف محاذ آرا ہیں۔ علمی میدان میں قدم رکھنے کے بعد اسلام سنجیدہ مطالبات کی شکل اختیار کر چکا ہے۔

اسلام کا سیاسی نظریہ:

چند افراد کے ذہنوں میں اسلام کا سیاسی نظریہ عظیم رتبہ حاصل کر چکا ہے' ان کی نگاہ میں اسلام کا افق روشن اور امید بخش ہے۔ سوشلزم اور مارکسزم جیسے درآمد شدہ نظریات جو شور و غوغے اور تنازع کا سبب بنے اور بالخصوص لبرل ڈیموکریسی کے چہرے پر سے مکر و فریب کا نقاب الٹنے کے بعد اسلام کا آزادی اور عدل و انصاف کا نظریہ پہلے سے زیادہ آشکارا ہو گیا ہے' اور عدالت پسند' آزادی کی طالب منتخب شخصیات اور مفکرین نے اسے اپنی تمناؤں کی تکمیل سمجھا ہے۔

کئی اسلامی ممالک میں نوجوانوں نے اسلام اور عدل و انصاف کی بنیاد پر اسلامی حکومت کے قیام کی آرزو میں سیاسی' ثقافتی اور اجتماعی جہاد کا آغاز کیا ہے اور ان میں اپنے معاشرے میں دشمنوں کے تسلط اور متکبر اور عوام پر زبردستی قابض حکومتوں کے خلاف قیام کا عزم محکم ہوتا جا رہا ہے۔ اسلامی ممالک میں مظلوم فلسطین سرِ فہرست ہے۔ بیشمار مردوں اور عورتوں نے اپنی جان نچھاور کر کے اسلام کے پرچم کو استقلال' عزت اور آزادی کے نعرے کے ساتھ بلند کر کے' شجاعت اور دلیری کا ثبوت دیتے ہوئے مادّی اور مستکبر قوتوں کو ذلت سے دوچار کر دیا ہے۔

جی ہاں' اسلامی بیداری نے دشمنوں کے شیطانی ارادوں کو خاک میں ملا دیا ہے اور دنیا کے بارے میں مستکبرین کے منصوبوں کا رُخ بدل ڈالا ہے۔ دوسری طرف اسلامی اصول و قواعد کے تحت نئے اسلامی افکار' سیاست اور علم کے میدان میں اسلام کی جدت نے مکتبِ اسلام کو قابلِ افتخار بنا دیا ہے۔ اسلامی روشن فکری نے دانشوروں کے سامنے ایک وسیع افق کا دریچہ کھولا ہے۔ کل کے استعمار اور آج کے استکبار نے اپنی مکارانہ سیاست کے ذریعے یہ منصوبہ بنایا ہے کہ اسلامی معاشرے کو ہمیشہ دو چیزوں کے درمیان سرگرداں رکھا جائے: ایک جمود اور قدامت پرستی اور

دوسرے خود فراموشی اور دوسروں کی اندھی تقلید۔

اسلامی دنیا میں فکر، فعالیت، ایمان اور عملِ صالح ترقی اور پیشرفت کی طرف گامزن ہیں اور اس چیز نے استکبار کے قدرتمند مراکز کو خوفزدہ کر دیا ہے۔ اب امتِ مسلمہ کو اپنے آپ کو شدید قسم کے ردِ عمل کے لئے تیار کرنا ہوگا، جو استکبار کے قدرتمند مراکز مسلمانوں کی اس عظیم حرکت کے بعد انجام دیں گے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ حق و باطل کی اس جنگ میں حق کامیاب اور باطل کی قسمت میں زوال اور شکست لکھی جائے گی۔ بشرطیکہ حق طلب افراد اپنی مادّی اور معنوی طاقتوں سے بھرپور اور صحیح معنوں میں استفادہ کریں، عقلمندی، کوشش، امید و استقامت، خدا پر توکل اور خود اعتمادی کے ساتھ صحیح راستہ تلاش اور اسے طے کریں۔ اس صورت میں امداد اور نصرتِ الٰہی ان کا مسلّم حق ہوگی، جس کا وعدہ قرآن میں ان سے کیا گیا ہے: "اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَ یُثَبِّتْ اَقْدَامَکُمْ." (۲) اور: "وَ لَیَنْصُرَنَّ اللّٰہُ مَنْ یَّنْصُرُہٗ." (۳) "اَنَّ الْاَرْضَ یَرِثُھَا عِبَادِیَ الصّٰلِحُوْنَ." (۴) صہیونزم کا سرطانی نیٹ ورک اور امریکہ کے شرپسند جنگ طلب حکمراں، جو اس دور میں استکبار کے اصلی اور خطرناک ترین مراکز ہیں، وہ مختلف حربوں کے ذریعے امتِ اسلامی کے خلاف مصروفِ عمل ہیں، چاہے وہ نفسیاتی جنگ ہو یا پروپیگنڈے کا محاذ، اقتصادی حملہ ہو یا ان کے دشمنانہ سیاسی اقدامات، قتل و غارت ہو یا دہشت گردی و عسکریت، وہ اپنے ناجائز مفادات کے تحفظ کے لئے کسی بھی جرم اور ظلم سے دریغ نہیں کرتے۔ اگر غاصب صہیونیوں کے فلسطین پر دلخراش مظالم (جو امریکی حکومت کی مدد سے ڈھائے جا رہے ہیں) پر ایک سرسری نظر ڈالی جائے یا عراق اور افغانستان پر قابض فوج کے سلوک کا جائزہ لیا جائے، تو ان کی شقاوت اور سنگ دلی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے، جن کے حقوقِ انسانی اور آزادی و جمہوریت کے جھوٹے اور ریاکارانہ نعرے دنیا بھر میں گونجا کرتے ہیں۔ یہ لوگ دہشت گردی کے خلاف مہم کا نعرہ بلند کر کے انتہائی بھیانک دہشت گردی کا ارتکاب کرتے ہیں۔ قوموں کی آزادی کے نام پر ملتوں پر اپنے استبداد اور ظلم کو تھوپتے ہیں۔ امریکہ ڈنکے کی چوٹ پر دوسرے ممالک اور ان کی اقوام پر جارحیت اور حملے کو اپنا قانونی حق سمجھتا ہے۔ اسی

طرح صہیونی بھی سینہ تان کر فلسطینی شخصیات کو دہشت گردی کا نشانہ بنانے کی دھمکی دیتے ہیں۔صہیونی فلسطین میں بوڑھوں جوانوں عورتوں اور معصوم بچوں کا ناحق خون بہاتے ہیں اور ان کے گھروں کو مسمار کرتے ہیں۔امریکہ اور برطانیہ عراق میں غیر مسلح مظاہرین پر فائرنگ کرتے ہیں لوگوں کے گھروں ان کی عزت وناموس کی حرمت کو پامال کرتے ہیں۔ابھی ان کی جلائی ہوئی ایک آگ بجھتی بھی نہیں کہ اسلامی دنیا میں ایک نئی آگ بھڑکا دیتے ہیں۔ان کی یہ شدت پسندی پر مبنی اور شرانگیز روش ان کی طاقت اور خوداعتمادی سے زیادہ ان کے خوف اور وحشت کی وجہ سے ہے۔

یہ لوگ اسلامی بیداری کو محسوس کر رہے ہیں اور اسلامی سیاست اور اسلامی حاکمیت کی فکر کے پھیلنے سے شدید خطرہ محسوس کر رہے ہیں۔یہ لوگ اسلامی امت کے اتحاد اور اس کے بامید قیام اور مبارزے کے بارے میں سوچ کر ہی خوف سے لرزتے ہیں۔

آج امتِ اسلامی اپنی قدرتی دولت اپنی عظیم اور تاریخی میراث اور اپنے وسیع وعریض جغرافیے اور انسانوں کے سمندر کے ذریعے ظالم طاقتوں کو جنھوں نے دوسو سال اس امت کا خون چوسا ہے اور اس کی عزت وحرمت کو پامال کیا ہے مزید اس بات کی اجازت نہیں دے گی کہ وہ اس ظلم وستم اور جارحیت کو روا رکھے۔اس وقت اسلامی دنیا کی چند شخصیات کے کاندھوں پر ایک بھاری ذمے داری عائد ہوتی ہے۔مسلمان مفکرین اسلام کے آزادی بخش پیغام کو محکم انداز میں اور جدت کے ساتھ اپنی قوم کے ہر فرد تک پہنچائیں۔مسلمان ملتیں اسلام کی روشن تعلیمات کے ذریعے اپنے جوانوں کو حقوقِ انسانی آزادی عوامی حاکمیت حقوقِ نسواں فساد اور ظلم سے مقابلے امتیازی سلوک فقر وافلاس اور علمی پسماندگی سے مبارزے جیسے موضوعات سے آگاہ کریں۔ مغربی میڈیا کے اس فریب سے جو وہ دہشت گردی سے مقابلے اور وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے والے اسلحہ کے نام پر دنیا کو دے رہا ہے تمام لوگوں کو آگاہ کریں۔آج یہ مغربی ممالک ہیں جنھیں نظری اور عملی لحاظ سے ان موضوعات کے سلسلے میں اپنا دفاع کرنا چاہیے اور دنیا کے سامنے جوابدہ ہونا چاہیے۔مغربی ممالک کو فلسطین میں بچوں کے قتلِ عام حقوقِ نسواں اور ان کی عزت وکرامت

نیز اس بارے میں کہ اقوام کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنی تقدیر کا خود فیصلہ کریں' حتیٰ خود انھیں اپنے شہریوں کی آزادی کے سلسلے میں دنیا کے سامنے جوابدہ ہونا چاہئے۔

کیا بعض یورپی ممالک میں حجاب کو ممنوع قرار دینا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ ان کا آزادی پر یقین کا نعرہ جھوٹا ہے؟ اسلامی ممالک کے سیاستداں اور حکومتی اہلکاروں کے کاندھوں پر بھی سنگین اور اہم ذمے داری عائد ہوتی ہے۔ اپنی ملت پر بھروسہ کرنا' عالمی استکبار کی نہ ختم ہونے والی اور تھوپی جانے والی خواہشات کو رد کرنا ان کی اہم ترین ذمے داری ہے۔

انھیں امتِ اسلامی کی عظیم اور قدرتمند شناخت (جو بہت سی مشکلات کی گرہ کشائی کرتی ہے) کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ اسلامی دنیا کے مسائل میں امتِ اسلامی کے مفادات کو اور ان کے اقتدار کی حفاظت کو تمام فیصلوں میں ایک اہم معیار قرار پانا چاہئے۔

آج قابضین کا عراق سے نکلنا اور اس ملک میں عوامی حاکمیت کا نفاذ ہونا' افغانستان سے دشمن فوج کا خروج اور اس ملک کا مستقبل اور اس کا اسلامی ہونا' فلسطین کے مظلوم عوام کی مدد اور جو لوگ اپنی جان و مال' عزت اور استقلال کے دفاع کے لئے غاصبوں سے مقابلہ کر رہے ہیں' ان کی مادّی اور معنوی مدد' دینی شعائر اور مذہب پر ایمان رکھنے کی تمام اسلامی دنیا میں ترویج' مسلمان ممالک کا روز بروز ایک دوسرے سے نزدیک ہونا اور آپس کے اختلافات کو دور کرنا' اسلامی سربراہ کانفرنس کی تنظیم کے لئے ویٹو کا حق حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔ یہ تمام چیزیں امتِ اسلامی کے مفادات میں سے ہیں' پس ضروری ہے کہ یہ مسلم حکومتوں کی پالیسیوں اور سیاست کا اہم حصہ ہوں اور ملتیں اور اہم شخصیات اپنی حکومتوں سے ان باتوں کا مطالبہ بھی کریں۔

ایران کی حکومت اور ملت ان ایام میں اپنے اسلامی انقلاب کی پچیسویں سالگرہ کا جشن منا رہی ہے۔ اس پُر افتخار راہ میں ہم نے قیمتی تجربات حاصل کئے ہیں' اور دوسرے ممالک کے سامنے ایک بہترین آئیڈیل (اسلامی نظام کی شکل میں) پیش کیا ہے۔ ہم نے خدائے بزرگ و برتر پر توکل اور ایمان و معرفت سے لیس اپنی ملت کی قدرت و توانائی سے استفادہ کرتے ہوئے

بلند و بالا اہداف کی تکمیل اور ان کے حصول کے لئے مستحکم اقدامات اٹھائے ہیں۔ ہم نے سائنس اور ٹیکنالوجی کی معنوی اقدار سے آمیزش، استقلال اور آزادی کے ساتھ دینی حدود کی پابندی اور عوامی اقتدار یا جمہوریت کو قرآنی تعلیمات کی روشنی میں نافذ کرنے کا کام انجام دیا ہے۔ ہمارا ملک اس دوران استکبار کے ہاتھوں سب سے زیادہ دھونس، دھمکی، دشمنی اور خباثت کا شکار رہا ہے، لیکن اس کے باوجود ہماری ملت نے اسی دوران سب سے زیادہ ایمان، استقامت اور افتخار حاصل کیا ہے۔ ہم نے قرآن کے اس کلام کا عملاً تجربہ کیا ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ: "وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصۡرِھِمۡ لَقَدِیۡرٌ." (۶) ہم اپنی ملت اور اسلامی دنیا کے مستقبل کے افق کو روشن دیکھتے ہیں اور الٰہی وعدے پر لحظہ بہ لحظہ ایمان اور اعتماد کے ساتھ اس راہ کو آگے بڑھائیں گے جس کا تعین عظیم امام خمینیؒ نے کیا ہے۔ "وَ الۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ." (۵)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سید علی حسینی خامنہ ای

ذی الحجۃ الحرام ۱۴۲۴ھ

حواشی:

(۱) اور لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کردو۔ (سورۂ حج۔ آیت ۲۷)

(۲) تم اللہ کی مدد کرو گے تو اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔ (سورۂ محمد۔ آیت ۷)

(۳) اور اللہ اپنے مددگاروں کی یقیناً مدد کرے گا۔ (سورۂ حج۔ آیت ۴۰)

(۴) زمین کے وارث ہمارے نیک بندے ہی ہوں گے۔ (سورۂ انبیا۔ آیت ۱۰۵)

(۵) اور یقیناً اللہ ان کی مدد پر قدرت رکھنے والا ہے۔ (سورۂ حج۔ آیت ۳۹)

(۶) انجامِ کار بہر حال صاحبانِ تقویٰ کے لئے ہے۔ (سورۂ اعراف۔ آیت ۱۲۸)

پیغامِ حج

۱۴۲۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"یٰقَوْمَنَآ اَجِیْبُوْا دَاعِیَ اللّٰہِ وَ اٰمِنُوْا بِہٖ یَغْفِرْ لَکُمْ مِّنْ ذُنُوْبِکُمْ وَ یُجِرْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ۔"(۱)

ایک بار پھر دعوتِ الٰہی پر لبیک کہنے والے اپنے محبوب کے گھر پہنچے ہیں۔ حج کا موقع آ چکا ہے' شوق اور محبت کا دروازہ اہلِ معرفت و معنویت کے لئے کھول دیا گیا ہے اور اب تمام دلوں کا قبلہ خدا کا گھر آپ کے سامنے ہے۔ عرفات و مشعر ذکر و معرفت کے اُبلتے ہوئے چشمے سے لبریز ہیں' منیٰ و صفا ہمیں قربِ خداوندی میں کوشش اور استقامت سکھاتے ہیں' اب رمی (یعنی شیطان پر کنکریاں) برسانے ہے اور اس عظیم نعمتِ الٰہی توحید و وحدت کے آبشار سے خودسازی کا وقت آ چکا ہے۔ وہ لبیک جو احرام باندھتے وقت اپنی زبان پر جاری کی ہے' اسے اپنے آپ میں راسخ کریں' اور دعوتِ خدا پر شروع ہونے والے اس سفر سے انتہائی دقیق فکر اور حج کے اصلی ہدف کو ذہن میں رکھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے کی کوشش کریں۔

فریضۂ حج جب مکمل معرفت اور اس فریضے کے اہداف سے آگاہی کے ساتھ ادا کیا

جاتا ہے' تو حج ادا کرنے والا انسان امتِ اسلامی کے لئے فیض بخش ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ حج' حاجی کو پاکیزگی و معنویت اور امتِ اسلامی کو اتحاد و عزت اور اقتدار کی طرف دعوت دیتا ہے۔

حاجیوں کے لئے پہلا مرحلہ خودسازی ہے' احرام وطواف ونماز' مشعر و عرفات و منیٰ اور رمی وحلق' سب کے خشوع وخضوع کا مظہر اور خداوندِ تعالیٰ کے سامنے فروتنی کا جلوہ۔ مناسکِ حج جو نہایت ہی پُر معنی ہیں' انھیں غفلت کے ساتھ نہیں انجام دینا چاہئے۔ دیارِ حج کے مسافر اپنے آپ کو ان تمام مراحل میں محضرِ خدا میں محسوس کریں اور بغض وحسد و کینے اور شہوت کو اپنے آپ سے دور رکھیں۔ خداوندِ متعال کا اس کی عطا کی ہوئی نعمتوں اور ہدایت پر شکر ادا کریں اور اپنے دل کو خدا کی راہ میں مجاہدت کے لئے آمادہ کریں۔ مؤمنوں سے مہربانی اور دشمنانِ حق سے نفرت کو اپنے دل میں اجاگر کریں' اپنے عزم وارادے کو اپنی معنوی ودنیوی اصلاح کے لئے محکم کریں اور دنیا و آخرت کی آبادی کے لئے خداوندِ کریم سے عہد کریں۔

حج ایک اجتماعی عمل ہے' حج کے لئے دعوتِ الٰہی اس لئے ہے کہ تمام مومنین ایک دوسرے سے ملیں اور وحدت (جو دراصل مسلمانوں کی طاقت ہے' اس) کے ذریعے مسلمانوں کو یکجا اور ایک پہاڑ کی صورت محکم کریں۔ حج خدا کے تقرب کے حصول کی اجتماعی حرکت اور شیاطینِ جن وانس سے اجتماعی برائت کا مظہر ہے' امتِ اسلامی کے اتحاد و یکجہتی کی تکرار ہے' اور آج کی مانند کسی دور میں بھی امتِ اسلامی کو اس حد تک آپس میں اتحاد و برادری اور مشرکین و مستکبرین سے علانیہ برائت کی ضرورت نہ تھی۔

آج عالمِ اسلام علمی' اقتصادی' تبلیغاتی اور فوجی محاصرے میں ہے۔ مستکبرین کا بیت المقدس اور فلسطین پر قبضہ آج عراق اور افغانستان تک پہنچ گیا ہے۔ صہیونزم' استکبار اور نفرت انگیز امریکہ آج سب کے لئے' چاہے مشرقِ وسطیٰ ہو یا شمالی افریقہ یا پوری دنیائے اسلام' سب کے لئے ایک سازشی جال کے ساتھ خطرہ ہے اور وہ نئی بیداری جو آج امتِ اسلامی میں پیدا ہوئی ہے اسے وہ اپنی دشمنی اور انتقام کا ہدف قرار دے رہا ہے۔

آج امریکہ اور مستکبر یورپ ایک ساتھ مل کر اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ خاص طور پر اسلامی دنیا کی بیداری، جہاں تیل کے اہم ذخائر موجود ہیں، کو اگر ہم اپنے اقتصادی وسیاسی حربوں اور پروپیگنڈہ مشینری یا فوجی طاقت کے ذریعے ختم نہ کر سکے، تو دنیا بھر پر ہماری حاکمیت کا خواب مٹی میں مل جائے گا۔ اور اب مغربی سرمایہ دار اور صہیونی، جو اس تمام کھیل میں مستکبر حکومتوں کے پس پردہ ہیں، دنیا کے سامنے آنے کے ساتھ ساتھ نابود ہو جائیں گے۔ استکبار اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاچکا ہے، کہیں سیاسی دباؤ کہیں اقتصادی محاصرہ یا دھمکی اور کہیں یعنی عراق، افغانستان اور اس سے پہلے فلسطین و بیت المقدس میں بموں، میزائلوں، ٹینکوں کے ساتھ ایک سرنوشت ساز جنگ کے لئے واردِ میدانِ جنگ ہو چکا ہے۔

اس آدم خور گیدڑ کا اہم ترین ہتھیار نفاق اور فریب ہے، جس کی نقاب اس نے اپنے چہرے پر چڑھائی ہوئی ہے۔ وہ اپنے دہشت گرد گروہوں کو بے گناہوں کی جان لینے کے لئے راونہ کرتا ہے، اور پھر دہشت گردی سے مقابلے کا نعرہ لگاتا ہے۔ دہشت گرد حکومت اور وہ جلاد جس نے فلسطین کو غصب کیا ہوا ہے، اس کی علانیہ مدد و حمایت کرتا ہے، اور وہ فلسطینی جو اپنی جان کے دفاع میں استقامت دکھاتے ہیں ان کو دہشت گرد کہتا ہے۔

وسیع پیمانے پر قتل و غارت کرنے والے ایٹمی، کیمیائی اور جراثیمی ہتھیار بناتا ہے، انھیں استعمال کرتا، اور خود ہی انھیں پھیلاتا ہے، پھر نہایت ہی دل ہلا دینے والے حادثات وجود میں لاتا ہے، جیسے ہیروشیما میں ایٹم بم اور ایران عراق جنگ کے دوران حلبچہ میں کیمیائی ہتھیاروں کا استعمال، اس کے باوجود دنیا سے ایٹمی ہتھیاروں کو ختم کرنے کا نعرہ لگاتا ہے۔ ان تمام معاملات میں یہ خود ایک منحوس مافیا کی شکل میں پسِ پردہ موجود ہے۔ اور دنیا کو دکھانے کے لئے ایٹمی اور اس جیسے مہلک ہتھیاروں سے مقابلے کا جھوٹا نعرہ لگاتا ہے۔ وہ دنیا میں فروغِ علم کا نمائشی نعرہ بلند کرتا ہے، جبکہ اسلامی ممالک کی علمی ترقی اور پیشرفت کی ڈٹ کر مخالفت کرتا اور انھیں حصولِ علم سے باز رکھنے کی کوششیں کرتا ہے۔ کسی اسلامی ملک کے امن پسند مقاصد کی خاطر

ایٹمی ٹیکنالوجی کے حصول کو گناہِ کبیرہ سمجھتا ہے۔ آزادی اور اقلیتوں کے حقوق کی بات بھی کرتا ہے' اور ساتھ ہی مسلمان لڑکیوں سے ان کے حصولِ علم کے حق کو' صرف اس جرم میں کہ وہ حجاب کرتی ہیں' چھین لیتا ہے۔ آزادیٔ بیان پر عقیدے کا دعویٰ کرتا ہے' اور جب صہیونی عقیدے کو فاش کرنے کی بات ہو' تو اسے جرم شمار کرتا ہے۔ اور بہت سے فکری اور علمی اسلامی آثار حتیٰ' تہران میں امریکی سفارت خانے سے حاصل ہونے والی معلومات کو امریکہ اپنے یہاں اور اپنے ہم خیال ممالک میں نشر کرنے کی اجازت تک نہیں دیتا۔ حقوقِ بشر کے بارے میں اتنی باتیں کرتا ہے کہ انسان کے کان پک جائیں' لیکن پھر بھی گوانٹانامو اور ابوغریب جیسی جگہوں پر مظالم کی انتہا کرتا ہے' یا اسی طرح اور واقعات دیکھنے کے باوجود خاموشی اختیار کیے رہتا ہے۔ وہ تمام مذاہب کی برابری کے ساتھ احترام کی بات کرتا ہے' لیکن مرتد اور واجب القتل سلمان رشدی کی' جو برطانیہ کے ریڈیو سے اپنی کفر آمیز باتوں کے ذریعے مقدساتِ اسلامی کو پامال کرتا ہے' حمایت کرتا ہے۔ آج دشمن (امریکہ' انگلستان اور اسرائیل) کے حکمرانوں کی حماقتوں کی وجہ سے ان کا نفاق آمیز اور نفرت انگیز چہرہ خود ان کے اپنے ہاتھوں پوری دنیا کی ملتوں اور مسلمان جوانوں کو بیدار کرچکا ہے۔ آج اگر ہر اسلامی ملک میں آزادانہ اور منصفانہ انتخابات ہوں' تو ملتیں' دشمن (امریکہ' انگلستان اور اسرائیل) کی مرضی کے خلاف اپنی رائے دیں گی۔

اب عراق کے انتخابات ہمارے سامنے ہیں' ملتِ عراق اور اس کے سچے اور وفادار قائدین کا اصل ہدف غاصب دشمنوں کی خواہشات کے برخلاف ہے۔ ملتِ عراق اور اس کے رہنما انتخابات کے ذریعے ایک عوامی اور عوامی ارادوں پر مشتمل متحد اور آزاد حکومت کا قیام چاہتے ہیں۔ ان کی نظر میں انتخابات کا نتیجہ امریکہ اور انگلستان کے فوجی اور سیاسی تسلط کا اختتام ہے' اور اس کے نتیجے میں صہیونیوں کا فتنہ انگیز وجود' جسے امریکی اسلحہ کے سائے میں انھوں نے نہرِ فرات کے کنارے تک پہنچایا اور ان کا کبھی نہ پورا ہونے والا خواب (نیل تا فرات)' مٹی میں مل جائے گا اور تمام فرقہ وارنہ اور قومی مفاسد جو اکثر انہی دشمنوں کے پیدا کیے ہوئے ہیں

اخوت اور برادری میں بدل جائیں گے۔

لیکن غاصب دشمنوں کی خام خیالی میں انتخابات کا ہدف کچھ اور ہے' وہ چاہتے ہیں کہ عوامی انتخابات کے نام پر اپنے پُرانے زرخرید غلاموں کو' جو بعث پارٹی سے بھی وابستہ رہ چکے ہیں' عوام پر حاکم بنا دیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ اپنے مسلحانہ وجود کے اعتراض آمیز بار کو اپنے کاندھوں سے اتار دیں اور اپنے پرانے' وفادار اور خریدے ہوئے غلاموں کے ذریعے عراق کا تیل اور صہیونیوں کے خواب کی تعبیر حاصل کریں' تاکہ استعمار کی ایک مکمل نئی شکل کو عراق میں وجود بخشیں۔ استعمار کی اس نئی سازش میں ان کے خریدے ہوئے غلام براہِ راست ان کی طرف سے برسرِ اقتدار نہیں آئیں گے' بلکہ انتخابات میں دھاندلی اور لوگوں کو جھوٹے نعروں سے فریب دے کر ایسے لوگوں کو منتخب کرالیں گے۔

عراقی انتخابات کے لئے دو بہت بڑے خطرے وجود رکھتے ہیں' ایک دھاندلی اور ووٹوں کا اِدھر سے اُدھر کرنا' جس میں امریکی مہارت رکھتے ہیں۔ اگر عراق کے سیاسی بصیرت رکھنے والے اور پڑھے لکھے جوان اپنی دن رات کی محنت سے دھاندلی کو روکنے میں کامیاب ہو گئے' تو وہ ایک عوامی' آزاد اور عوام کی من پسند حکومت کو برسرِ اقتدار لا سکتے ہیں۔

دوسرا خطرہ' فوجی بغاوت اور ایک ڈکٹیٹر کو عراقی عوام پر مسلط کرنا ہے۔ اس خطرے سے بھی ہوشمندی' موقع شناسی اور شجاع و مومن عراقیوں اور ان کے حقیقی اور بزرگوار قائدین کے ذریعے نمٹا جا سکتا ہے۔ ان حساس اور نازک لحات میں' جوان کے آئندہ آنے والے دسیوں سالوں کی تاریخ رقم کریں گے' ان پر لازم ہے کہ اپنے ایمان' شجاعت اور وحدت سے بھرپور استفادہ کریں' آنے والے انتخابات کو صحیح وسالم بنا کر ان کے نتائج کی حفاظت کریں' شیعہ و سنی یا عرب و کُرد یا دیگر تفرقہ انگیزیاں صرف اور صرف دشمن کی طرف سے پیدا کی ہوئی ہیں' جیسا کہ امن و امان کا فقدان کسی ڈکٹیٹر کے برسرِ اقتدار ہونے کی علامت ہے' اور دشمن کی طرف سے اس صورتِ حال پر اطمینان سامنے آیا ہے۔ وہ لوگ جو اپنی ظالمانہ کارروائیوں سے عراقی

شہریوں اور وہاں کی علمی وسیاسی شخصیات کو نشانہ بناتے ہیں، ہرگز ان مجاہدوں میں سے نہیں جو استقلال اور اسلامی عزت کی راہ میں غاصب دشمنوں سے برسرِ پیکار ہیں۔

میرے حج گزار بھائیو اور بہنو، مسلمان ملتو اور اسلامی حکومتو! آج اسلامی دنیا کو ہمیشہ سے زیادہ اتحاد، ہمدلی اور قرآن سے تمسک کی ضرورت ہے۔ ایک طرف آج عالمِ اسلام کی وسعت، عزت واقتدار پہلے سے کہیں زیادہ آشکارا ہو چکی ہے، امتِ اسلامی کی عظمت ایک بار پھر سامنے آئی ہے اور اس کے جوانوں میں بیداری کی لہر پائی جاتی ہے۔ آج مستکبروں کے منافقانہ نعرے اپنا رنگ کھو چکے ہیں اور ان کی بدنیتی امتِ اسلامی پر روزِ روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے۔ دوسری طرف جہاں خوروں کے پوری دنیا پر تسلط کا خواب وحدتِ اسلامی اور اسلامی بیداری کی وجہ سے خطرے میں پڑ چکا ہے۔ وہ اسے اپنے وحشت ناک سیلاب کے سامنے ایک انتہائی مضبوط رکاوٹ تصور کرتے ہیں اور مسلسل اس کوشش میں ہیں کہ کسی طرح اس رکاوٹ کی بنیادوں کو کمزور کر سکیں۔

آج ہر جگہ، ہر صورت میں تمام فتنوں کے مقابلے میں عملی اخوت وبرادری کے قیام کا دن ہے، آج کا دن امام مہدی (عج) کی حکومت کے لئے راہ ہموار کرنے کا دن ہے، آج کا دن خدا کی دعوت پر لبیک کہنے کا دن ہے، آج ان آیات کی ایک بار پھر دلوں پر تلاوت ہونی چاہئے: "اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ." (۲) "وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰى اِلَيْكُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا." (۳) اور "اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ." (۴) چاہے نجف وموصل اور فلوجہ میں بمباری ہو رہی ہو، یا بحرِ ہند میں زلزلہ ہو کہ جس سے ہزاروں گھر تباہ ہو گئے، یا عراق وافغانستان پر غاصبوں کا حملہ، یا خون میں ڈوبے ہوئے فلسطین کی حالت، ہمیں خدا کی طرف سے اپنے کاندھوں پر ذمے داری کا احساس کرنا چاہئے۔ ہم مسلمانوں کو اتحاد کی دعوت دیتے ہیں، ہم مسیحیت یا دوسرے ادیان اور اقوام کے خلاف نہیں، بلکہ جنگ طلب غاصب کے ساتھ مقابلے اور اخلاق ومعنویت، احیائے عقلانیت وعدالتِ اسلامی اور علمی واقتصادی ترقی اور اسلامی عزت کی بازیابی کے داعی ہیں۔ ہم دنیا والوں کو یاد دلانا چاہتے ہیں کہ جب بیت

المقدس خلفائے راشدین کے زمانے میں مسلمانوں کے ہاتھوں میں تھا' تو اس وقت بھی وہاں مسیحی اور یہودی مکمل امن وسکون کے ساتھ اپنی زندگی بسر کرتے تھے' لیکن آج بیت المقدس اور دوسرے اسلامی مراکز صہیونیوں یا صلیبی صہیونیوں کے قبضے میں ہیں اور کس طرح بے دردی اور بے رحمی سے مسلمانوں کا خون بہایا جارہا ہے۔

حج گزار عزیزوں کو خشوع وذکر اور تدبر کے ساتھ تلاوتِ قرآن' نمازِ جماعت میں شرکت' حاجیوں کے ساتھ مہربانی کے ساتھ پیش آنے اور اپنے اس قیمتی وقت کو فضول اور بیہودہ کاموں میں ضائع نہ کرنے کی تلقین کرتا ہوں اور خداوندِ متعال سے آپ کی کامیابی وعافیت اور عبادت کی قبولیت کے لئے دعا گو ہوں اور سب کو حضرت ولی عصر بقیۃ اللہ (اروحنا فداہ) اور ان کی عالمی حکومت کے قیام کے لئے دعا کرنے کی سفارش کرتا ہوں۔

علی الحسینی الخامنہ ای

ذی الحجہ الحرام ۱۴۲۵ھ

حواشی:

(۱) قوم والو اللہ کی طرف دعوت دینے والے کی آواز پر لبیک کہو اور اس پر ایمان لے آؤ تا کہ اللہ تمہارے گناہوں کو بخش دے اور تمہیں دردناک عذاب سے پناہ دیدے۔ (سورۂ احقاف۔ آیت ۳۱)

(۲) مومنین آپس میں بالکل بھائی بھائی ہیں۔ (سورۂ حجرات۔ آیت ۱۰)

(۳) اور خبردار جو اسلام کی پیشکش کرے اس سے یہ نہ کہنا کہ تو مومن نہیں ہے۔ (سورۂ نسا۔ آیت ۹۴)

(۴) وہ کفار کے لئے سخت ترین اور آپس میں انتہائی رحمدل ہیں۔ (سورۂ فتح۔ آیت ۲۹)

پیغامِ حج

۱۴۲۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"فَاِذَا قَضَیْتُمْ مَّنَاسِکَکُمْ فَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَذِکْرِکُمْ اٰبَآءَکُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِکْرًا." (۱)

مسلمان بھائیو اور بہنو!

ایامِ حج درحقیقت امید و نوید کے دن ہیں۔ مراسم و مناسکِ حج کے دوران ایک طرف خانۂ توحید کے مسافروں کے درمیان موجود ہم بستگی کی عظمت و شان و شوکت لوگوں کے دلوں کو امید سے معمور کر دیتی ہے اور دوسری طرف ذکرِ الٰہی کی برکت سے لوگوں کو جو طراوت و تازگی حاصل ہوتی ہے اس سے رحمتِ خداوندی کے دروازے کھلنے کی خوشخبری فراہم ہوتی ہے۔

رمز و راز سے مالامال ان مناسکِ حج کی ادائیگی کے بعد جو بذاتِ خود خشوع و خضوع اور ذکرِ الٰہی سے بھرپور ہوتے ہیں، حاجیوں کو دوبارہ ذکرِ خدا کی طرف مدعو کیا جا رہا ہے اور اس تاکید کی وجہ یہ ہے کی یادِ خدا افسردہ دلوں کو تازگی اور طراوت عطا کرتی ہے اور بندگانِ خدا کے قلوب ایمان اور امید کے نور سے منور ہو جاتے ہیں۔ اور جب دل امید اور ایمان سے لبریز ہوتا ہے، تو وہ آدمی کو

مکر وفریب اور لغزشوں سے بھرے ہوئے پُر پیچ راستوں کو طے کرنے اور کامیابی وکامرانی کی منزلوں تک رسائی حاصل کرنے کی صلاحیت عطا کردیتا ہے۔ حج کی معنویت اسی ذکرِ خداوندی میں ہے جس کو اعمالِ حج کی روح میں پوری طرح شامل کردیا گیا ہے۔ لہٰذا ذکرِ الٰہی کے اس بابرکت ومبارک سرچشمے کو مراسمِ حج کے خاتمے کے بعد بھی جاری رہنا چاہئے اور حج کے دوران جو نعمتیں حاصل ہیں انھیں قائم وباقی رہنا چاہئے۔ آج انسان زندگی کے مختلف شعبوں میں اپنی غفلتوں کی قربانی بنا ہوا ہے۔ جہاں غفلت ہے وہاں اخلاقی پستی ونابودی، فکری انحراف اور روحانی شکست کی موجودگی ضروری ہے اور یہی وہ نقصانات ہیں جن کی وجہ سے دھیرے دھیرے لوگوں کی شخصیت مضمحل اور بکھر جاتی ہے۔ اس کے علاوہ اقوام کی شکست اور تمدنوں کے درمیان انتشار وافتراق کا سبب بھی انہی نقصانات میں پوشیدہ ہے۔ حج اس غفلت سے نجات کے لئے اختیار کی جانے والی اہم اسلامی تدبیروں میں سے ایک ہے۔

مراسمِ حج کے بین الاقوامی ہونے کی وجہ سے حج دنیا والوں تک یہ پیغام پہنچانا چاہتا ہے کہ ہر مسلمان کے انفرادی فریضے سے ہٹ کر اجتماعی حیثیت واعتبار سے امتِ اسلامیہ پر حج یہ ذمے داری عائد کرتا ہے کہ وہ غفلت وگمراہی سے دوری وعلیحدگی اختیار کئے رہیں۔ اس الٰہی فریضے کے دوران موجود عبادات اور مناسکِ حج کے سائے میں ہم لوگوں کو یہ موقع حاصل ہوتا ہے کہ ہم اپنی غفلت آمیز وابستگی اور ذلت آمیز غلامی اور اسیری، لذت پسندی، ہوس پرستی اور عیش وعشرت طلبی سے دوری وعلیحدگی اختیار کرلیں۔ مراسمِ حج کے دوران احرام وطواف، نماز وسعی اور وقوف ہم لوگوں کو خدا کی یاد سے مالا مال بناتے ہوئے الٰہی سرحدوں سے نزدیک کردیتے ہیں اور ہم خداوندِ عالم سے عشق ومحبت کی لذت سے بخوبی آشنا ہوجاتے ہیں۔

دوسری طرف اس عدیم المثال اجتماع کی شان وشوکت ہم لوگوں کو عظیم الشان اور عالمگیر ملتِ اسلامیہ کی ان حقیقتوں سے آشنا کردیتی ہے جو قومی، نسلی، رنگی اور زبانی سرحدوں سے بہت آگے ہیں۔ حجاجِ کرام کی یہ جماعت غیر معمولی ہم آہنگی کی حامل ہے اور ان حاجیوں کی

زبانیں ایک ہی ترانہ گنگناتی ہیں اور یہ تمام انسانی جسم وقلب ایک ہی قبلے کی طرف متوجہ ہوا کرتے ہیں۔ یہ لوگ بظاہر دسیوں ملکوں کی نمائندگی کرتے ہیں، لیکن یہ سب ایک ہی مجموعے سے وابستہ ہیں اور وہ عظیم مجموعہ امتِ اسلامیہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ امتِ اسلامیہ اپنی زندگی کی ایک لمبی مدت عالمِ غفلت میں بسر کرچکی ہے اور ہماری موجودہ علمی اور عملی پسماندگی اور سیاست وتجارت اور صنعت واقتصاد کے میدان میں ہماری مفلوک الحالی و بے سروسامانی دراصل ہماری ماضی کی غفلتوں اور گمراہیوں کا تلخ نتیجہ ہے، اور آج عالمی سطح پر جو اہم حوادث وواقعات رونما ہوچکے ہیں یا رونما ہونے والے ہیں، ان کو نگاہ میں رکھتے ہوئے امتِ اسلامیہ کے لئے یہ لازمی ہوجاتا ہے کہ وہ اپنی گزشتہ غفلتوں اور کوتاہیوں کی تلافی کرے۔

یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ عصرِ حاضر میں رونما ہونے والے بعض حوادث تلافی طلب تحریک کی شروعات کی خوشخبری دے رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آج عالمی سامراج مسلمانوں کی بیداری، مسلمانوں کے درمیان موجود اسلامی اتحاد اور علم ودانش نیز سیاست وایجادات کی دنیا میں مسلمان قوموں کی حالیہ ترقی کو اپنے عالمی تسلط اور غلبے کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ محسوس کرتا ہے اور اس کی مخالفت اور اسے مٹادینے کے لئے ہمہ تن سرگرمِ عمل ہے۔ سابقہ اور جدید سامراجیت کے دور میں ہونے والے تجربات آج مسلمانوں کی نگاہوں کے سامنے موجود ہیں۔ یہ جدید ترین سامراجیت کا زمانہ ہے اور ہمیں اپنے تجربات سے درس حاصل کرنا چاہئے اور دشمن کو دوبارہ پہلے سے زیادہ مدت کے لئے اپنی تقدیر پر ہرگز مسلط نہ ہونے دینا چاہئے۔

گزشتہ تلخ وتاریک دور میں مغربی سامراجیت نے مسلمان قوموں اور ملکوں کو کمزور اور پسماندہ بنائے رکھنے کے لئے ہر ممکن ثقافتی، اقتصادی، سیاسی اور فوجی ہتھکنڈوں کا بھرپور استعمال کیا اور ان پر تفرقہ وفقر اور جہالت ومفلوک الحالی مسلط کردی۔ ہمارے اکثر سیاسی رہنماؤں کی کمزور نفسی، غفلت، کاہلی اور ہمارے اکثر ثقافتی ماہرین کی ذمے داریوں سے دوری وعلیحدگی نے ان سامراجی طاقتوں کی بھرپور مدد کی، جس کا نتیجہ ہماری دولت وثروت کی تباہی اور امتِ اسلامیہ کی

ذلت ورسوائی کی صورت میں برآمد ہوا اور ہم اپنی شناخت اور اپنی آزادی سے پوری طرح محروم ہوگئے۔ مسلمان قوم کی حیثیت سے ہم روز بروز کمزور ہوتے چلے گئے اور غیر معمولی لوٹ کھسوٹ میں سرگرم لٹیروں کی تسلط طلب خواہشات میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا اور یہ لٹیرے پہلے سے زیادہ طاقتور ہوگئے۔ لیکن آج مجاہدوں کی غیر معمولی قربانی اور رہنماؤں کی صداقت وشجاعت کی وجہ سے اسلامی دنیا کے بعض حصوں میں اسلامی بیداری کو غیر معمولی وسعت ومقبولیت حاصل ہوچکی ہے اور اکثر اسلامی ممالک کے نوجوان عوام اور ان کا دانشور طبقہ میدانِ عمل میں موجود ہے اور اکثر مسلمان حکمرانوں اور سیاسی ماہروں نے اقتدار طلب غداروں کو اچھی طرح سے پہچان لیا ہے اور ان کے تمام اسلام دشمن ہتھکنڈے ناکام ہوچکے ہیں۔ اسی وجہ سے عالمی سامراجیت کے سربراہوں نے ملتِ اسلامیہ پر اپنے دیرینہ تسلط کو قائم رکھنے کے لئے نئے ہتھکنڈوں کو استعمال کرنا شروع کردیا ہے' تاکہ ان کے ناجائز اقتدار کی تقویت ہوتی رہے۔

انسانی حقوق کی حمایت اور جمہوریت پسندی کا نعرہ نئے سامراجی ہتھکنڈوں میں سے ایک ہے۔ آج بڑا شیطان انسانیت دشمن بے رحمی اور شرارتوں کا مجسمہ بنا ہوا ہے۔ اپنے ہاتھ میں انسانی حقوق کی طرفداری کا پرچم لئے ہوئے مشرقِ وسطیٰ کے عوام کو جمہوریت کی دعوت دے رہا ہے۔ ان ممالک میں امریکی جمہوریت کے قیام کا مطلب یہ ہے کہ ان ممالک پر امریکہ کے غلام حکمرانوں کو سازش' رشوت' جھوٹے پروپیگنڈے اور بظاہر عوامی لیکن بباطن امریکی چناؤ کی مدد سے مسلط کردیا جائے' تاکہ یہ حکام ہمیشہ امریکہ کی فرمانبرداری میں سرِ تسلیم خم کئے رہیں اور امریکی سامراجی مقاصد کی تکمیل کی راہ میں کوئی رکاوٹ پیدا نہ ہونے پائے۔

ان سامراجی مقاصد میں اسلام پسندی کی تحریکوں کی سرکوبی اور اسلامی قدروں کو گوشۂ تنہائی وگمنامی میں دھکیلنا سرِ فہرست ہے۔ آج تمام امریکی اور دیگر تسلط پسند واقتدار پرست سیاسی وابلاغی وسائل کے ذریعے اسلامی بیداری کی تحریک کو بے اثر کردینے یا پوری طرح کچل ڈالنے کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ لہٰذا آج اسلامی قوموں کو مکمل ہوشیاری اور غیر معمولی سوجھ بوجھ سے

کام لیتے ہوئے حالات پر بھرپور نگاہ رکھنی چاہئے۔ آج علما' مذہبی رہنماؤں' دانشوروں' مفکّروں' یونیورسٹی کے پروفیسروں' مصنّفوں' شاعروں' فنکاروں' ماہروں اور نوجوانوں کو ہوشیاری اور بروقت اقدام سے کام لینا چاہئے اور عالمی سطح پر لوٹ کھسوٹ اور خورد برد کرنے والے امریکہ کو یہ موقع نہیں دینا چاہئے کہ وہ اسلامی دنیا پر اپنے تسلط کے نئے دور کی شروعات کر سکے۔

ان اقتدار پسندوں کی زبان سے جمہوریت طلبی کا نعرہ ہرگز قابلِ قبول نہیں' جو برسوں سے ایشیا' افریقہ اور امریکہ میں تانا شاہی حکومتوں کا دفاع کرتے چلے آرہے ہیں۔ قتل وغارتگری اور دہشت گردی کے خلاف جدوجہد کا دعویٰ ان لوگوں کو زیب نہیں دیتا ہے جو صہیونی دہشت گردی کے مروج وعلمبردار اور عراق وافغانستان میں قتل وغارتگری اور انسانیت سوز گھناؤنے مظالم کا بازار گرم کیے ہوئے ہیں۔ وہ لوگ تہذیبی اور تمدنی حقوق کی طرفداری کے دعویدار کیسے ہو سکتے ہیں جو شارون جیسے ظالم اور خونخوار کو فلسطین کے بے گناہ عوام پر برسوں سے مسلط کیے ہوئے ہیں اور آئے دن ان ظالموں کی وحشیانہ روش کی حوصلہ افزائی کرتے رہتے ہیں۔ درحقیقت حقوقِ بشر اور جمہوریت کی حمایت کا دعویٰ ایک ایسا فریب ہے جس پر لعنت وملامت کرنا واجب ہے۔ گوانٹانامو' ابوغریب اور یورپ کے خفیہ قیدخانوں میں وحشیانہ مظالم کے مرتکب' ملتِ عراق وفلسطین کی ذلت ورسوائی کی زمین ہموار کرنے والے اور سرزمینِ عراق وافغانستان میں مسلمانوں کے خون کے پیاسے نام نہاد اسلامی گروہوں کو ایجاد کرنے والے لوگوں کو قطعی طور پر یہ حق حاصل نہیں کہ وہ انسانی حقوق جیسا لفظ اپنی زبان سے جاری کریں۔ امریکہ اور برطانیہ کی حکومتیں ملزموں پر صرف جبروجور ہی نہیں بلکہ سڑکوں پر ان کے قتلِ عام کو بھی جائز اور قانونی سمجھتی ہیں اور عدالتی حکم کے بغیر عام شہریوں کی ٹیلی فون پر ہونے والی گفتگو کو خفیہ طور پر سننا بھی روا سمجھتی ہیں۔ آخر ایسی حکومتیں خود کو انسانی حقوق کا محافظ کیسے قرار دے سکتی ہیں؟! وہ حکومتیں جو کیمیائی اور ایٹمی اسلحوں کی ایجاد اور عصرِ حاضر میں ان کے استعمال کے ذریعے اپنی عصری تاریخ کے چہرے کو سیاہ کر چکی ہیں' وہ خود کو ایٹمی اسلحوں کی روک تھام کرنے والی جماعت کا متولی کیسے بنا سکتی ہیں۔

مسلمان بہنو اور بھائیو!

آج دنیا بالخصوص اسلامی دنیا نہایت حساس دور سے گزر رہی ہے' ایک طرف پوری اسلامی دنیا میں بیداری کی لہر دوڑ رہی ہے اور دوسری طرف امریکہ اور دیگر استکباری وسامراجی طاقتوں اور حکومتوں کا غدار چہرہ جھوٹ اور ریاکاری کے پردے سے باہر آچکا ہے۔ ایک طرف دنیائے اسلام کے بعض حصوں میں اقدار وشناخت کی بازیابی کے لئے ایک تحریک کا سلسلہ شروع ہوچکا ہے اور اسلامی جمہوریہ ایران جیسے باعظمت ملک میں علم ودانش اور آزاد تکنیکی مہارت کے پودے دوبارہ لگائے جاچکے ہیں۔ اور جس خوداعتمادی نے ملک گیر پیمانے پر سیاسی اور سماجی ماحول کو دگرگوں کرڈالا تھا' اس نے علم وتعمیر کی راہ اختیار کرلی ہے۔ جبکہ دوسری طرف دشمنوں کی سیاسی اور فوجی طاقت میں کمی اور زوال کے آثار نظر آنے لگے ہیں۔ آج ایک طرف عراق اور دوسری طرف فلسطین ولبنان امریکہ اور صہیونیت کی مشہور طاقت کی عاجزی اور کمزوری کی نمائش گاہ کا رنگ وروپ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ مشرقِ وسطیٰ کے سلسلے میں امریکی سیاست اپنے ابتدائی مرحلوں میں ہی بڑی رکاوٹوں سے دوچار ہے اور اس سیاست کی ناکامی اس کے منصوبہ سازوں کے خلاف ایک اسلحہ کی حیثیت اختیار کرچکی ہے۔ آج مسلمان اقوام اور حکومتیں کوئی بھی ابتکاری اور ایجاداتی کام بذاتِ خود انجام دے سکتی ہیں اور کوئی بھی بڑا اور اہم کام شروع کرسکتی ہیں۔ مظلوم فلسطینی عوام کی حمایت وطرفداری' بیدار عراقی عوام کی حمایت' شام ولبنان اور دیگر ممالک کے استحکام واستقلال کی محافظت ہم سبھی لوگوں کا فریضہ ہے اور اس سلسلے میں مذہبی وسیاسی ماہرین' قومی وثقافتی افراد' جوانوں اور یونیورسٹی کے پروفیسروں کی ذمے داری سماج کے دیگر طبقات کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔ اسلامی مذاہب کی پیروی کرنے والوں کے درمیان وحدت وہمدلی اور قومی وفرقہ وارانہ اختلافات سے پرہیز ان سیاسی ومذہبی ماہروں کا سب سے نمایاں نعرہ ہونا چاہئے۔ ان لوگوں کو علمی ایجاد وتازگی وسیاسی نشاط ونوآوری وخوشحالی حاصل کرنے کے لئے باقاعدہ ثقافتی کوششیں کرنی چاہئیں اور ان مقاصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے اپنی ساری

طاقت وصلاحیت کا بھرپور استعمال کرنا چاہیئے اور اپنے دعوتی منصوبے میں ان مقاصد کو اولیت دینی چاہیئے۔

اسلامی دنیا حاکمیت اور انسانی حقوق کی حفاظت کے لئے مغرب کے بیکار اور بے سود نسخوں کی محتاج نہیں ہے۔ عوام الناس کی حاکمیت، اسلامی اور انسانی حقوق کی تعلیمات میں نمایاں حیثیت کی حامل ہے۔ علم ودانش کو صاحبانِ علم ودانش سے حاصل کرنا چاہیئے، خواہ وہ کہیں اور کسی کے پاس ہو۔ واضح رہے کہ ہمیشہ شاگردی کی زندگی بسر نہیں کرنی چاہیئے بلکہ ہمت وحوصلے کے ساتھ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ایجادات وانکشافات اور نوآوری کے میدان میں قدم آگے بڑھانا لازم ہے۔ مغربی قدروں نے مغربی ممالک میں اخلاقی زوال وانتشار، شہوت پسندی کی ترویج، دہشت گردی اور ہم جنس پرستی اور دیگر فاسد حرکتوں کا جو بازار گرم کر رکھا ہے، وہ ہم مسلمانوں کے لئے قطعی ناقابلِ تقلید ہے۔ اسلام اپنی عظیم قدروں کے ساتھ بنی نوع انسان کی نجات کا بہترین وسیلہ ہے۔ دیگر اقوامِ عالم کے ماہرین کا یہ فریضہ ہے کہ وہ ان قدروں کا دوبارہ مطالعہ کریں اور ان کو اپنے معاشرے میں رائج کرنے کی بھرپور کوشش کریں۔

اندھی اور وحشیانہ دہشت گردی نے آج عراق کے غاصبوں کا دامن تھام رکھا ہے اور وہ اس اسلامی ملک پر اپنے فوجی تسلط کو قائم رکھنے کے لئے بہانے کی تلاش میں سرگرداں دکھائی دیتی ہے، اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ ایک نامناسب اور مذموم حرکت ہے۔ موجودہ حوادث کے سب سے پہلے ملزم امریکی واسرائیلی فوجی اور جاسوسی کے ماہرین ہیں، کیونکہ یہ دونوں گروہ عراق میں حکومت کی تشکیل کے لئے اختیار کی گئی راہ وروش پر پوری طرح اثر انداز ہیں، بلکہ یہ کام ان کے خباثت آمیز مقصد سے بہت قریب ہے۔

برادران وخواہرانِ اسلامی!

عالمگیر امتِ اسلامیہ کے جملہ مقاصد کی کامیابی کی ضمانت خداوندِ عالم پر توکل اور اس پر مکمل بھروسہ، قرآنی وعدے کے حتمی اور یقینی ہونے کا اعتماد اور اسلامی اتحاد کا استحکام ہے۔

''ذکراللہ'' جیسے غنی اور کارساز سرمائے سے مالامال حجِ بیت اللہ کا یہ فریضہ اور مناسکِ حج کے دوران حاجیوں کا یہ عظیم الشان اجتماع عظیم اسلامی مقاصد میں سربلندی کے لئے کوشاں تحریک کا بہترین آغاز ہوسکتا ہے۔ اور اس جگہ سے یہ عظیم اسلامی تحریک عظمتوں اور بلندیوں کی طرف پرواز کرسکتی ہے۔ اور مراسمِ حج کے دوران عالمی کفر و استکبار یعنی سامراج سے برائت و بیزاری کو اس مقصد کی راہ میں پہلے قدم اور نمونۂ عمل کا درجہ حاصل ہے۔ میں آپ سبھی محترم حاجیوں اور مسلمانوں کے لئے توفیقاتِ الٰہی اور حضرت ولی اللہ الاعظم کی دعا کا طالب ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سید علی خامنہ ای

ذی الحجہ ۱۴۲۶ھ

❁❁❁

حواشی:

(۱) پھر جب سارے مناسک تمام کرلو تو خدا کو اسی طرح یاد رکھو جس طرح اپنے باپ دادا کو یاد کرتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۲۰۰)

پیغامِ حج

۱۴۲۷ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَ عَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَ صَحْبِہِ الصَّادِقِیْنَ."

موسمِ حج ہر سال کی مانند معنوی بشارتوں کے ساتھ آ پہنچا ہے اور عالمِ اسلام کے سامنے ایک گراں بہا موقع فراہم ہو گیا ہے۔ اگرچہ بے شمار مشتاق دلوں کو اس منزل کی جانب جانے کی تڑپ ہوتی ہے لیکن جن خوش نصیبوں کی یہ آرزو پوری ہوئی ہے وہ ایسے بے شمار لوگوں میں بہت کم ہیں اور یہ صورتِ حال بجائے خود اس لازوال چشمے سے دائمی تمسک اور وابستگی کا باعث ہے۔ خانۂ محبوب میں (مسلمان) بھائیوں کی سالانہ ملاقات دلوں کو ایک جانب قبلۂ کائنات اور دوسری طرف بچھڑے ہوئے دوستوں سے ملا دیتی ہے اور امتِ اسلامیہ کے پیکر میں معنویت کے اعتبار سے بھی اور سیاسی لحاظ سے بھی نشاط و شادابی پیدا کر دیتی ہے۔

مادّی آلودگیوں سے پاک ہونا، ہر مکان و مقام پر اور تمام اعمال کی ادائیگی کے وقت ایک جیسے لباس و انداز میں رہنا، خدا کو (نگاہِ بصیرت سے) دیکھنا، کچھ ہی دنوں کے لئے سہی لیکن انسان

کے لئے ایک بہت بڑی سعادت اور بڑا کارساز توشۂ راہ ہے۔ حج کے تمام آداب و مناسک اس لئے ہیں کہ فریضۂ حج بجالانے والا اس معنوی و روحانی تجربے سے گزرے اور اس خاص لذت کو روح و دل کی گہرائیوں میں محسوس کرے۔ سیاسی لحاظ سے حج کا بنیادی نکتہ امتِ اسلامیہ کے متحدہ تشخص کا مظاہرہ کرنا ہے۔ (مسلمان) بھائیوں کی ایک دوسرے سے دوری' بدخواہوں کو موقع فراہم کرتی ہے اور اس سے مسلمانوں کے درمیان اختلاف و تفرقہ پنپتا ہے۔ امتِ اسلامیہ مختلف قوموں' نسلوں اور مذاہب کے پیروکاروں سے تشکیل پائی ہے اور روئے زمین کے حساس اور اہم علاقوں اور الگ الگ جغرافیائی خطوں میں ان لوگوں کا آباد ہونا اور امتِ اسلامیہ کا یہ تنوع بھی اس عظیم پیکر کے لئے ایک مثبت اور مفید پہلو ثابت ہوسکتا ہے۔ اس وسیع و عریض دنیا میں اس کی مشترکہ ثقافت' میراث اور تاریخ (امتِ اسلامیہ) کو مزید فعال اور کارآمد بنا سکتی ہیں اور طرح طرح کی انسانی و فطری قابلیتوں اور صلاحیتوں کو مسلمانوں کے مفادات کے لئے بروئے کار لایا جاسکتا ہے۔ مغربی سامراج نے اسلامی ممالک میں داخل ہوتے ہی اس نکتے پر توجہ دی اور اس نے تفرقہ انگیز عوامل کو ہوا دینے کی مسلسل کوشش شروع کردی۔

سامراجی سیاستدانوں کو بخوبی علم تھا کہ اگر عالمِ اسلام متحد ہوگیا تو اس پر سیاسی اور اقتصادی تسلّط جمانے کا راستہ مسدود ہوجائے گا۔ بنابریں انھوں نے مسلمانوں کے درمیان اختلافات کو ہوا دینے کی ہمہ جہتی اور طویل المیعاد کوشش شروع کردی اور اس ناپاک سیاست کی آڑ میں انھوں نے لوگوں کی غفلت اور سیاسی و ثقافتی زمامداروں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھایا اور اسلامی ممالک پر تسلّط جمانا شروع کردیا۔

گزشتہ صدی میں اسلامی ممالک میں حریت پسندانہ تحریکوں کی سرکوبی' ان ممالک پر تسلّط جمانے میں سامراجی طاقتوں کی پیش قدمی' ان ممالک میں استبدادی حکومتوں کی تشکیل یا تقویت' ان کے قدرتی ذخائر کی لوٹ کھسوٹ' انسانی وسائل کی نابودی اور نتیجے میں مسلمان قوموں کا علم و ٹیکنالوجی کے قافلے سے پیچھے رہ جانا' یہ سب کچھ آپسی اختلافات اور دوری کی وجہ سے ہوا ہے' جس

کے نتیجے میں کبھی کبھی دشمنی، جنگ وجدال اور برادر کشی کے اندوہناک مناظر بھی سامنے آئے ہیں۔ اسلامی بیداری کے آغاز سے، جس کا نقطۂ عروج ایران میں اسلامی جمہوری نظام کا قیام تھا، مغربی سامراج کو سنگین خطرے کا سامنا ہوا۔

مشرق و مغرب کے سیاسی مکاتب کی شکست اور سامراجی طاقتوں کے اقتدار پر خطِ بطلان اور ان کی نابودی سے، جنھیں وہ انسانیت کی فلاح و بہبود کا واحد ذریعہ گردانتی تھیں، مسلمان قوموں کے درمیان اسلامی بیداری کی بنیاد مضبوط ہوئی اور اس نورِ الٰہی کو خاموش کرنے اور اس روشنی کو چھپانے میں استکباری طاقتوں کی پے در پے ناکامیوں نے مسلمان قوموں کے دلوں میں امید کے پودے کو مضبوط اور بارور بنا دیا۔ آج کے فلسطین کو دیکھئے جہاں اس وقت ''صہیونی قبضے سے آزادی'' کے جامع اصول پر کاربند حکومت برسرِ اقتدار ہے اور پھر ماضی میں فلسطینی قوم کی غربت، تنہائی اور ناتوانی سے اس کا موازنہ کیجئے، لبنان پر نگاہ ڈالئے جہاں کے دلیر اور فداکار مسلمانوں نے اسرائیل کی مسلّح افواج کو جنھیں امریکہ اور مغرب اور منافق عناصر کی پوری مدد حاصل تھی شکست دی اور پھر اس کا اُس دور کے لبنان سے موازنہ کیجئے کہ جب صہیونی جب چاہتے تھے اور جہاں تک چاہتے تھے کسی بھی قسم کی مزاحمت کے بغیر اس میں گھس آتے تھے۔

عراق پر نگاہ ڈالئے کہ جس کی غیرت مند قوم نے مغرور امریکہ کی ناک رگڑ دی اور اس فوج اور ان سیاستدانوں کو جو کبر و نخوت کے عالم میں عراق پر اپنی مالکیت کا دم بھرتے تھے سیاسی، فوجی اور اقتصادی دلدل میں پھنسا دیا اور پھر اس کا اس عراق سے موازنہ کیجئے جس کے خونخوار حاکم نے امریکہ کی پشت پناہی سے لوگوں کا جینا حرام کر رکھا تھا۔ افغانستان پر نگاہ ڈالئے جہاں امریکہ اور مغرب کے تمام وعدے جھوٹ اور فریب ثابت ہوئے اور جہاں مغربی اتحادیوں کی غیر معمولی اور بے تحاشا لشکر کشی نے اس ملک کو تباہ و برباد کرنے، لوگوں کو غربت زدہ بنانے، ان کا قتلِ عام کرنے اور منشیات کے مافیا گروہوں کو روز بروز مضبوط بنانے کے سوا اور کچھ نہیں کیا ہے۔ اور آخر کار اسلامی ممالک میں ان کے جوانوں اور پروان چڑھتی نسلِ نو پر نگاہ ڈالئے جس میں اسلامی اقدار کا رجحان

بڑھ رہا ہے اور امریکہ و مغرب سے اس کی نفرت میں ہر روز اضافہ ہو رہا ہے۔

ان تمام واقعات پر نگاہ ڈالنے سے مغربی استکباری طاقتوں اور ان میں سرِ فہرست امریکہ کی بدبختی اور شکست خوردہ پالیسیوں کی حقیقی تصویر کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے اور یہ تمام واقعات اس بات کی بشارت دے رہے ہیں کہ امتِ اسلامیہ متحد ہو رہی ہے۔ اس وقت امریکی حکومت، مغربی سرمایہ دارانہ نظام اور مفسد صہیونی کارندے اسلامی بیداری کی زندہ حقیقت کو درک کر رہے ہیں اور اس بات کا اعتراف کرتے ہوئے کہ اسلحہ و فوجی قوت اس حقیقت کے مقابلے میں کارگر نہیں، اپنی تمام تر قوت و صلاحیت مکاریوں اور سیاسی شعبدہ بازیوں میں صرف کر رہے ہیں۔ آج وہ دن ہے جب امتِ مسلمہ کو، خواہ اس کے سیاسی و مذہبی رہنما ہوں یا ثقافتی شخصیات و دانشور یا پھر عوام الناس سب کو پہلے سے زیادہ ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ انھیں چاہیے کہ دشمن کے حیلوں کو سمجھیں اور ان کا مقابلہ کریں۔ ایک سب سے موثر حیلہ اختلافات کی آگ بھڑکانا ہے۔ وہ لوگ (دشمن) پیسے اور مسلسل و بلاوقفہ کوششوں کے ذریعے مسلمانوں کو اختلافات میں الجھانا چاہتے ہیں اور ایک بار پھر غفلتوں، نادانیوں، کج فہمیوں اور تعصّبات سے فائدہ اٹھا کر ہمیں آپس میں لڑانا چاہتے ہیں۔

آج ہر وہ اقدام جو عالمِ اسلام میں تفرقے کا باعث ہو تاریخی گناہ ہے۔ وہ لوگ جو دشمنانہ طریقے سے مسلمانوں کے ایک عظیم گروہ کو بے بنیاد بہانوں سے کافر قرار دے رہے ہیں، وہ لوگ جو باطل گمان و خیالات کی بنیاد پر مسلمانوں کے کچھ فرقوں کے مقدسات اور مذہبی مقامات کی اہانت کر رہے ہیں، وہ لوگ جو امتِ اسلامیہ کی سربلندی کا باعث بننے والے لبنان کے جانباز جوانوں کی پیٹھ میں خنجر گھونپ رہے ہیں، وہ لوگ جو امریکہ اور صہیونیوں کی خوشامد کے لئے ہلالِ شیعی یا شیعہ بیلٹ کے نام سے موہوم خطرے کی باتیں کر رہے ہیں، وہ لوگ جو عراق میں عوامی اور مسلمان حکومت کو ناکام بنانے کے لئے اس ملک میں بدامنی اور برادرکشی کو ہوا دے رہے ہیں، وہ لوگ جو حماس کی حکومت پر، جو ملّتِ فلسطین کی محبوب اور منتخب حکومت ہے، جانے انجانے ہر طرف سے دباؤ ڈال رہے ہیں، ایسے مجرم شمار ہوتے ہیں کہ تاریخِ اسلام اور مسلمانوں کی آئندہ

نسلیں ان سے نفرت کریں گی اور انھیں غدار دشمنوں کا پٹھو سمجھیں گی۔

دنیا بھر کے مسلمانوں کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ عالمِ اسلام کی حقارت اور پسماندگی کا دور ختم ہوا اور اب نئے دور کا آغاز ہو چکا ہے۔ یہ خیالِ باطل کہ مسلمان ممالک کو ہمیشہ مغرب کے سیاسی و ثقافتی اقتدار کے پنجے میں اسیر رہنا چاہئے اور انفرادی و اجتماعی افکار و گفتار و کردار میں مغرب کی تقلید و پیروی کرنی چاہئے، اب خود مغرب والوں کے ہاتھوں اور ان کے غرور و طغیان اور انتہا پسندی کے نتیجے میں مسلمان قوموں کے ذہنوں سے مٹ چکا ہے۔

مغرب امریکہ کی سرپرستی میں آنے کے بعد کھلم کھلا ظلم و ستم، غیر منطقی اقدامات اور بے حد و حساب غرور و تکبر کی وجہ سے عالمِ اسلام میں اقدار دشمن عنصر میں تبدیل ہو چکا ہے۔ فلسطینی عوام سے مغربی ملکوں کا سلوک اور اس کے مقابلے میں خونخوار صہیونی حکومت کے ساتھ ان کا رویّہ، ایٹمی ہتھیار رکھنے پر مبنی صہیونی حکومت کے اعتراف کے مقابلے میں ان کا موقف اور دوسری طرف پُر امن مقاصد کے لئے ایٹمی توانائی سے استفادے کے ایران کے حق کے خلاف ان کا موقف، لبنان پر فوجی حملے کے لئے ان کی حمایت اور جارحیت کا ارتکاب کرنے والوں کے لئے ان کی اسلحہ جاتی اور سیاسی امداد اور دوسری طرف اپنا دفاع کرنے والے لبنانی جانبازوں سے ان کی دشمنی، عرب حکومتوں سے ان کی مسلسل و دائمی سودے بازی و (بلیک میلنگ) اور دوسری طرف صہیونی حکومت کے ذریعے خود مغرب کا بلیک میل ہونا، اسلامی مقدسات کی اہانت کرنے والوں حتیٰ اس دین الٰہی کی شان میں پوپ جیسے مغرب کے اعلیٰ ترین عہدیدار کی کھلی اہانت و افترا پردازی کی حمایت اور دوسری طرف ہولوکاسٹ اور صہیونیت کے بارے میں تحقیق اور شک و شبہے کو جرم شمار کیا جانا، ڈیموکریسی کے نام پر عراق و افغانستان میں قتلِ عام، تباہی و ویرانی اور فوجی حملہ اور دوسری طرف فلسطین و عراق و لاطینی امریکہ میں منتخب جمہوری حکومتوں یا جہاں کہیں بھی امریکہ اور صہیونزم کے آلۂ کار اقتدار میں نہ ہوں ان حکومتوں کے خلاف سازشیں کرنا، دہشت گردی کے خلاف جنگ کا ڈھنڈورا پیٹنا اور دوسری طرف عراق اور دوسری جگہوں کے دہشت گردوں سے خفیہ ساز باز اور

حتیٰ ان کی مدد کرنا' ان نامعقول اور دشمنانہ حرکتوں اور اقدامات نے مسلمان قوموں پر حجت تمام کردی ہے اور اسلامی بیداری میں مدد دی ہے۔

آج خواہ وہ چاہیں یا نہ چاہیں دنیائے اسلام میں گہری اور مضبوط تحریک کا آغاز ہو چکا ہے اور یہی وہ تحریک اور بیداری ہے جو اپنے مناسب وقت پر امتِ اسلامیہ کی آزادی' سربلندی اور حیاتِ نو پر منتج ہوگی۔ یہ ایک فیصلہ کن تاریخی مرحلہ ہے۔ اس مرحلے میں علما' دانشوروں اور روشن خیال لوگوں کے کاندھوں پر سنگین ذمے داری عائد ہوتی ہے۔ ان لوگوں کی طرف سے ہر طرح کی کمزوری' سستی' کوتاہی اور خود غرضی سے ایک المیہ بپا ہو سکتا ہے۔ مذہب کے نام پر اختلافات کو ہوا دینے کی کوششوں کے مقابلے میں علمائے دین کو خاموش نہیں بیٹھنا چاہئے۔ روشن خیال لوگوں کو جوانوں کے اندر امید کی روح پھونکنے میں کوتاہی سے کام نہیں لینا چاہئے۔ سیاستدانوں اور حکام کی ذمے داری ہے کہ وہ اپنے عوام کو میدان میں موجود رہنے کی تلقین کرتے رہیں اور عوام پر بھروسہ کریں' اسلامی حکومتیں اپنی صفوں میں اتحاد کو مضبوط بنائیں اور تسلّط پسندوں کی دھمکیوں کے مقابلے میں اس حقیقی قوت سے استفادہ کریں۔ آج امریکہ اور برطانیہ کی جاسوسی تنظیمیں عراق میں' لبنان میں' شمالی افریقہ کے ممالک میں' جہاں جہاں ان کی رسائی ہو سکتی ہے' پوری قوت کے ساتھ مذہبی اختلاف کے جراثیم پھیلا رہی ہیں۔ حج کے اجتماع کو ہمیں اس مہلک بیماری سے محفوظ رکھنا چاہئے اور آیۂ شریفہ: "وَ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ لَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَ تَذْھَبَ رِیْحُکُمْ وَاصْبِرُوْا اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ." (۱) کو مسلسل اپنے پیشِ نظر رکھنا چاہئے۔

آج مشرکین سے برائت و بیزاری تمام مسلمان قوموں کی قلبی اور فطری آواز بن چکی ہے۔ موسمِ حج وہ واحد موقع ہے جب یہ آواز ان تمام قوموں کی جانب سے فلک شگاف نعرے کی شکل اختیار کر سکتی ہے۔ اس موقع کو غنیمت سمجھئے اور امتِ مسلمہ کے لئے دعا اور مہدیٔ موعود سلام اللہ علیہ وعجل اللہ فرجہ کے ظہور میں تعجیل کی دعا کے ساتھ اس بحرِ ناپیدا کنار میں اپنے پورے وجود کو

غوطہ زن کر دیجئے اور گناہوں کو دھو ڈالئے۔ آپ سب کے لئے کامیابی، خوشبختی اور حج کی قبولیت کے لئے دعا گو۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سید علی خامنہ ای

۳ ذی الحجہ ۱۴۲۷ھ

حواشی:

(۱) اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور آپس میں اختلاف نہ کرو کہ کمزور پڑ جاؤ اور تمہاری ہوا بگڑ جائے اور صبر کرو کہ اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ (سورۂ انفال۔ آیت ۴۶)

پیغامِ حج

۱۴۲۸ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلوٰۃُوَ السَّلَامُ عَلیٰ سَیِّدَنا مُحَمَّد الْمُصْطَفیٰ وَعَلیٰ آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَ صَحْبِہِ الْمُنْتَجَبِیْنَ."

سلام ہو خانہ خدا کے زائروں، سرائے دوست کے مہمانوں اوراس کی دعوت پر لبیک کہنے والوں پر۔ مخصوص درود وسلام ہو ذکرِ خدا سے منور اور الطاف وعنایاتِ الٰہی سے معمور دلوں پر جن کے استقبال کے لئے رحمت کے دروازے وا ہو جاتے ہیں۔ حج کے شب وروز اور روح پرور لمحوں میں بہت سے لوگوں نے موقع سے بھر پور استفادہ کرتے ہوئے خود کو دریائے روحانیت ومعنویت سے سیراب کرلیا، توبہ واستغفار کے ذریعے دل وجاں کو نورانیت بخشی اور رحمتِ الٰہی کی امواج میں، جو اس وادیٔ مقدس میں پے در پے اٹھ رہی ہیں، خود کو گناہ وشرک کے زنگ سے صاف کرلیا ہے۔

اللہ کا سلام ہو پاکیزہ دلوں، نیک سرشت افراد اور صاحبانِ دل پر۔ تمام بہن بھائیوں کے لئے بہتر ہے کہ ان ثمرات کے بارے میں غور وفکر کریں اور ان عظیم لمحات کی قدر کریں۔ اور اس بات کی اجازت نہ دیں کہ اس مقدس وادی میں بھی مادّی زندگی کے وہ ناپسندیدہ حالات جن میں

ہمیشہ ہم پھنسے رہتے ہیں ہمارے دلوں کو مشغول رکھیں' بلکہ ذکرِ خدا' توبہ و استغفار' گریہ و زاری' صداقت و پاکیزگی' حسنِ کردار اور فکرِ صالح کے لئے عزمِ راسخ اور خداوندِ عالم کی بارگاہ میں نصرت و مدد کی التجا کے ذریعے اپنے دلِ بیتاب و مشتاق کو الوہیت و وحدانیت اور معنویت سے معطر فضا میں پرواز کے قابل بنالیں۔ خدا کی راہ میں استقامت اور صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رہنے کے لئے ضروری اسباب و وسائل حاصل کرلیں۔ یہ حقیقی وحدانیت کا مرکز ہے' یہی وہ جگہ ہے جہاں خلیلِ خدا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے پارۂ جگر کو قربان گاہ میں لاکر یکتا پرستی کا بے مثال نمونہ' جو دراصل نفس پر غلبے اور حکمِ الٰہی کے سامنے سراپا تسلیم ہوجانے سے عبارت ہے' پیش کیا اور پوری تاریخِ عالم میں تمام یکتا پرستوں کے لئے یادگار بنادیا' یہی وہ جگہ ہے جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمانے کی بڑی طاقتوں اور زور و زر کے خداؤں کے سامنے توحید و وحدانیت کا پرچم لہرایا اور اللہ پر ایمان کے ساتھ ہی طاغوت سے نفرت و بیزاری کو نجات و سعادت کی شرط بنا دیا:" فَمَنۡ یَّکۡفُرۡ بِالطَّاغُوۡتِ وَ یُؤۡمِنۡ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسۡتَمۡسَکَ بِالۡعُرۡوَۃِ الۡوُثۡقٰی."(۱)

حج انہی عظیم تعلیمات کے اعادے اور انھیں یاد کرنے کے معنی میں ہے۔ مشرکین سے برائت و بیزاری' بتوں اور بت سازوں سے نفرت کا اعلان وہ جذبہ ہے جو مؤمنین اور صاحبانِ ایمان کے مناسکِ حج پر حکم فرما رہتا ہے۔ اعمالِ حج کا ہر مقام اور اس کا ہر لمحہ اللہ تعالیٰ کے سامنے خود سپردگی' اس کی راہ میں سعی و کوشش' شیطان سے دوری و بیزاری' اس کو کنکریاں مارنے اور خود سے دور کرنے اور خود کو اس کے مدِمقابل کھڑا کرنے کا حقیقی مظہر ہے۔ حج کا ہر مرحلہ قبلے کے محور پر اجتماع' اتحاد و یکجہتی' نسلی و لسانی تفریق کا انکار اور مسلمانوں کی حقیقی اخوت و دوستی کا نمونہ ہے۔ یہ وہ دروس و تعلیمات ہیں جو ہم سبھی مسلمانوں کے لئے' خواہ دنیا کے کسی بھی گوشے سے تعلق رکھتے ہوں' واجب العمل ہیں۔ ہمیں انہی کی بنیاد پر اپنی زندگی اور مستقبل کی منصوبہ بندی کرنی چاہئے۔ قرآن نے دشمنوں کے مقابلے میں قوت و اقتدار کے ساتھ محاذ آرائی' مؤمنین کے درمیان مہر و محبت اور

خداوندِ عالم کے حضور خضوع وخشوع کو اسلامی معاشرے کی تین نشانیاں اور علامتیں قرار دیا ہے۔

"مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَ الَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَ رِضْوَانًا...." (۲)

امتِ اسلامیہ کے باشکوہ اور پُروقار جسم وپیکر کے یہ تین بنیادی ستون ہیں۔ تمام مسلمان اس حقیقت کو مدِ نظر رکھ کر عالمِ اسلام کے موجودہ مسائل ومشکلات کو صحیح طریقے سے پہچان سکتے ہیں۔ آج امتِ اسلامیہ کی سب سے بڑی دشمن وہ استکباری، توسیع پسند اور جارح طاقتیں ہیں جو اسلامی بیداری کو اپنے ناجائز مفادات اور عالمِ اسلام پر اپنے ظالمانہ تسلّط کے لئے ایک بڑا خطرہ سمجھتی ہیں۔ تمام مسلمانوں اور خصوصاً سیاستدانوں، علما ودانشوروں، روشن فکر افراد اور مختلف ممالک کے سربراہوں کا فریضہ ہے کہ اس جارح دشمن کے خلاف زیادہ سے زیادہ قوت واستحکام کے ساتھ ایک متحد اسلامی محاذ تشکیل دیں۔ اپنی اندرونی توانائیوں کو منظّم کریں اور امتِ اسلامیہ کو حقیقی معنی میں طاقتور اور مؤثر بنائیں۔ علم و معرفت، دانشمندی و ہوشیاری، احساسِ ذمے داری، سچی دینداری، الٰہی وعدوں پر ایقان وایمان، فریضے کی ادائیگی اور رضائے خدا کے حصول کے لئے حقیر و ناچیز خواہشات سے چشم پوشی، یہ سب امتِ مسلمہ کی قوت واقتدار کی بنیادی شرطیں ہیں، جو اس کو عزت ووقار، خودمختاری وآزادی اور مادّی ومعنوی ترقی سے ہمکنار کرسکتی اور دشمن کو اسلامی ممالک میں دست درازی، توسیع پسندی اور ریشہ دوانیوں میں ناکام بناسکتی ہیں۔ مؤمنین کے درمیان صلح و آشتی امتِ مسلمہ کی ایک اور پسندیدہ صفت ہے۔ امتِ مسلمہ کے مختلف فرقوں اور مکاتبِ فکر کے مابین اختلاف وتفرقہ ایک خطرناک بیماری ہے جس کا پوری توانائی کے ساتھ فوری علاج کرنا چاہئے۔ ہمارے دشمنوں نے اس میدان میں بھی عرصۂ دراز سے وسیع پیمانے پر سرمایہ کاری کی ہے، اور آج جب اسلامی بیداری نے ان کو وحشت میں مبتلا کردیا ہے، تو انھوں نے اپنی کوششیں اور تیز

کردی ہیں۔ تمام ہمدردوں کا کہنا ہے کہ تفاوت وفرق کو کینہ توزی ودشمنی کا باعث نہیں بننے دینا چاہئے، رنگ ونسل کا تنوع جنگ وجدل پر منتج نہیں ہونا چاہئے۔ اس سال کو ملتِ ایران نے قومی اتحاد واسلامی یکجہتی کے سال کا نام دیا ہے۔ مسلمان بھائیوں کے درمیان اختلاف پیدا کرنے والی سازشوں کی شدت کا ادراک کرتے ہوئے اس سال کو اس نام سے موسوم کیا گیا۔ فلسطین، لبنان، عراق، پاکستان اور افغانستان میں دشمنوں کی یہ سازشیں کامیاب ہوئیں اور ایک ہی مسلمان ملک کے کچھ لوگ اسی ملک کے کچھ دوسرے لوگوں کے خلاف قتل وغارت کے لئے کمربستہ ہوگئے، ایک دوسرے کا خون بہایا۔ ان تمام تلخ اور افسوسناک واقعات میں دشمنوں کی سازشیں بالکل عیاں تھیں، اور باریک بین نگاہوں نے (ان حادثات میں) دشمن کا ہاتھ دیکھا ہے۔ قرآنِ کریم میں: "رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ." (۳) کا حکم اسی طرح کی جنگوں اور لڑائیوں کی بیخ کنی کے لئے ہے۔

آپ ان پرُشکوہ ایام اور حج کے گوناگوں مناسک میں دنیا کے مختلف مقامات اور مکاتبِ فکر سے تعلق رکھنے والے مسلمانوں کو دیکھ رہے ہیں، جو ایک ہی گھر کا طواف کررہے ہیں، ایک ہی کعبے کی جانب رُخ کرکے نماز ادا کررہے ہیں، شیطانِ رجیم کی علامت (جمرات) کو ایک ساتھ ملکر پتھر مار رہے ہیں اور نفسانی خواہشات اور ہوا وہوس کی قربانی کی علامت کے طور پر یکساں عمل انجام دے رہے ہیں اور عرفات ومشعر میں ٹھہرنے کے دوران ایک ساتھ مل کر (خدا کے حضور) گریہ وزاری کررہے ہیں۔ اسلامی فرقے اپنے بنیادی عقائد اور بیشتر اعمال واحکام میں ایک دوسرے کے قریب ہیں اور ان میں یکسانیت ہے۔ ان تمام مشترکات کے ہوتے ہوئے بھی تعصب اور تنگ نظری ان کے درمیان اختلاف کی آگ کیوں کر بھڑکاتی ہے اور خائن وغدار دشمن کو اس خطرناک آگ کو ہوا دینے کا موقع کیسے مل جاتا ہے؟ آج جو لوگ تنگ نظری اور نادانی کی وجہ سے بے بنیاد مسائل کے بہانے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت اور کسی فرقے کو مشرک گردانتے ہیں اور حتیٰ اس کا خون بہانا روا سمجھتے ہیں، یہ لوگ درحقیقت دانستہ یا نادانستہ طور پر شرک وکفر اور سامراج کی

خدمت کر رہے ہیں۔ کیا معلوم کہ جن لوگوں نے پیغمبر اعظمؐ اولیائے کرام اور ائمۂ معصومین علیہم السلام کے روضوں کی زیارت وتکریم کو جو دینداری کا مظہر ہیں شرک وکفر قرار دیا ہے کہیں وہ خود کافروں اور ظالموں کے دربار کی تکریم میں مصروف تو نہیں؟! کہیں وہ ان کے ناپاک عزائم کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں مدد ومعاون تو ثابت نہیں ہو رہے؟! حقیقی علما دینی جذبے سے روشن دماغوں اور مخلص حکمرانوں کو چاہئے کہ اس طرح کی خطرناک لعنتوں اور اقدامات کا مقابلہ کریں۔

آج اسلامی اتحاد و یکجہتی ایک لازمی ہدف ہے جو دانشمندوں اور قومی ہمدردی کے جذبے سے سرشار افراد کی محنت ومشقت سے حاصل کیا جاسکتا ہے اور اس عظیم مقصد کو عملی جامہ پہنایا جاسکتا ہے۔ عزت وسربلندی کے یہ دونوں ستون یعنی ایک طرف استکبار کے مقابلے میں مضبوط صف آرائی اور مستحکم محاذ کی تشکیل اور دوسری طرف مسلمانوں کے درمیان اخوت ومحبت ومہربانی جب تیسرے ستون یعنی پروردگار کے حضور خشوع وتعبّد وبندگی کے ساتھ مل جائیں گے تو امتِ اسلامیہ دوبارہ اسی راستے پر چل پڑے گی جس پر چل کر صدرِ اسلام کے مسلمانوں کو عزت وعظمت ملی تھی۔ اس کے نتیجے میں مسلمان قومیں اس ذلت آمیز پسماندگی سے جو حالیہ صدیوں کے دوران ان پر مسلّط کر دی گئی ہے نجات اور چھٹکارہ حاصل کرلیں گی۔ اس عظیم تحرک کا آغاز ہو چکا ہے اور پورے عالمِ اسلام میں بیداری کی لہریں ہر جگہ ارتعاش پیدا کر رہی ہیں۔ دشمنوں کے ذرائع ابلاغ ان کی پروپیگنڈہ مہم اور ان کے ایجنٹوں کی کوشش ہے کہ عالمِ اسلام کے جس کسی گوشے میں عدل وانصاف کے مطالبے اور حریت پسندی کی تحریک اٹھے اسے ایران یا پھر شیعیت سے منسوب کر دیں اور اسلامی ملک ایران کو جو اسلامی بیداری کا کامیاب علمبردار ہے ان کاری ضربوں کا ذمے دار قرار دیں جو میدانِ سیاست وثقافت میں مسلمان ممالک کے غیور عوام کی جانب سے ان پر لگائی جاتی ہیں۔ وہ تینتیس روزہ جنگ میں حزب اللہ کے بے مثال کارناموں عراقی عوام کی مدبرانہ استقامت کو جو غاصبوں کی مرضی کے برخلاف پارلیمنٹ اور (عوامی) حکومت کی تشکیل پر منتج ہوئی فلسطین کی قانونی حکومت اور وہاں کے جاں نثار عوام کی حیران کن مزاحمت وپامردی مسلمان ممالک میں مذہبی بیداری اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی دیگر بہت سی

علامتوں اور نشانیوں کو ایرانیت اور شیعیت کے دائرے میں محدود کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تا کہ اس بیداری کے لئے عالمِ اسلام کی ہمہ گیر حمایت کو معمولی اور غیر اہم ظاہر کر سکیں، لیکن یہ ہتھکنڈہ سنتِ الٰہی کے مقابلے میں، جو مجاہدین فی سبیل اللہ اور دین خدا کی مدد کرنے والوں کی کامیابی ہے، نہیں ٹھہر سکے گا۔ آنے والا دور امتِ اسلامیہ کا دور ہو گا اور ہم میں سے ہر ایک اپنی اپنی طاقت و توانائی، صلاحیت اور ذمے داری کے لحاظ سے اس نئے دور کی جانب پیش قدمی کے عمل کو سرعت بخش سکتا ہے۔

حج کے مناسک آپ جیسے خوش قسمت حاجیوں کے لئے ایک بڑا اور بہترین موقع ہیں تا کہ خود کو پہلے سے زیادہ اپنے اوپر عائد اس فریضے کی ادائیگی کے لئے آمادہ کر سکیں۔ امید ہے کہ توفیقِ الٰہی اور حضرت مہدیٔ موعود عجل اللہ الفرجہ الشریف کی دعا اس عظیم مقصد تک پہنچنے میں آپ کی مدد کرے گی۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
السید علی الحسینی الخامنہ ای
۴ ذی الحجہ ۱۴۲۸ھ

✿✿✿

حواشی:

(۱) اب جو شخص بھی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آئے وہ اس کی مضبوط رسّی سے متمسک ہو گیا ہے۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۲۵۶)

(۲) محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے لئے سخت ترین اور آپس میں انتہائی رحمدل ہیں، تم انھیں دیکھو گے کہ بارگاہِ احدیت میں سر خم کئے ہوئے سجدہ ریز ہیں اور اپنے پروردگار سے فضل و کرم اور اس کی خوشنودی کے طلب گار ہیں۔ (سورۂ فتح۔ آیت ۲۹)

(۳) آپس میں انتہائی رحمدل ہیں۔ (سورۂ فتح۔ آیت ۲۹)

پیغامِ حج

۱۴۲۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰى وَعَلٰى آلِهِ الطَّيِّبِيْنَ وَ صَحْبِهِ الْمُنْتَجَبِيْنَ."

سرزمینِ وحی نے ایک بار پھر مؤمنین کے جمِ غفیر کو اپنی سالانہ مہمانی میں اکٹھا کرلیا ہے۔ دنیا بھر سے پُراشتیاق روحیں اس وقت اسلام وقرآن کی جائے پیدائش میں (حج کے) وہ اعمال انجام دینے میں مصروف ہیں جن کے بارے میں غور وفکر دنیائے بشریت کو دیے گئے اسلام و قرآن کے جاوداں سبق کی جلوہ نمائی کرتا ہے' اور خود بھی ان پر کام کرنے اور عملی جامہ پہنانے کے سلسلے میں نمایاں اقدام کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس عظیم سبق کا مقصد انسان کی ابدی سرافرازی و نجات اور اس کی راہ ایک صالح انسان کی تربیت اور ایک صالح معاشرے کی تشکیل ہے۔ ایک ایسا انسان جو اپنے دل میں اور اپنے عمل میں خدائے یگانہ کی پرستش کرے اور خود کو شرک' اخلاقی بُرائیوں اور منحرف ہوسناکیوں سے پاک رکھ سکے' اور ایک ایسا معاشرہ جس کی تعمیر میں عدل و انصاف' آزاد منشی' ایمان ونشاط اور زندگی وترقی کی تمام نشانیاں بروئے کار لائی گئی ہوں۔ حج کے

فریضے میں شخصی اور اجتماعی تربیت کے یہ بنیادی ارکان سموئے گئے ہیں۔ احرام باندھنے اور ذاتی پہچانوں سے نکلنے' نیز بہت سی نفسانی خواہشات اور لذتوں کو ترک کردینے سے لے کر کعبۂ توحید کے گرد طواف' ایثار و قربانی کے پیکر بت شکن ابراہیمؑ کے مخصوص مقام پر نماز کی ادائیگی' دو پہاڑیوں کے درمیان سعی و ہرولے سے لے کر میدانِ عرفات میں ہر رنگ و نسل کے موحدین کے عظیم مجمع کے وقوف اور مشعر الحرام (مزدلفہ) میں ذکر و مناجات کے ساتھ شب گزارنے اور اپنے خدا کے ساتھ ہر دل کے جداگانہ عشق و اُنس کے ساتھ ہی انسانوں کے جوش مارتے اجتماع میں حاضری تک اور پھر میدانِ منیٰ میں پہنچ کر شیطانی ستونوں پر کنکریوں کی بوچھاڑ اور اس کے بعد معانی و مفاہیم سے معمور قربانی کے مجسم کرنے محتاجوں اور مسافروں کو کھانا کھلانے تک تمام و تمام تعلیمات' مشقیں اور یاددہانیاں موجود ہیں۔

اس جامع و کامل مجموعے میں ایک طرف اخلاص و پاکیزگی اور مادّی سرگرمیوں سے دل کا رشتہ توڑ لینے' تو دوسری طرف سعی و کوشش اور ثبات و استقامت سے کام لینے کی تلقین ہے۔ ایک طرف اپنے خدا کے ساتھ اُنس و خلوت اختیار کرنے کی چاہت' تو دوسری طرف خلقِ خدا کے ساتھ اتحاد و یکدلی و ہم رنگی اپنانے کی دعوت ہے۔ ایک طرف اپنے دل و جاں کو نکھارنے اور سنوارنے کا پیغام ہے' تو دوسری طرف امتِ اسلامیہ کے عظیم پیکر کے ساتھ وابستگی و دلبستگی کا اہتمام موجود ہے۔ ایک طرف بارگاہِ حق میں خشوع و خضوع کا اظہار ہے' تو دوسری طرف باطل کے سامنے سینہ تان کر ڈٹے رہنے کا اعلان پایا جاتا ہے۔ مختصر یہ کہ ایک طرف آخرت کی فکر تو دوسری طرف دنیا کو آراستہ کرنے کا عزمِ راسخ ہے جو حج کی تعلیمات میں ایک ساتھ جڑا اور سلا ہوا ہے اور اس کی مشق کی جاتی ہے: "وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّقُوۡلُ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِى الدُّنۡيَا حَسَنَةً وَّ فِى الۡاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ." (۱) اور اسی وجہ سے کعبہ شریف اور حج کے اعمال و ارکان انسانی معاشروں کے قیام و استحکام کا سرچشمہ اور تمام انسانوں کے لئے نفع و فوائد سے لبریز خزینہ ہیں: "جَعَلَ اللّٰهُ الۡكَعۡبَةَ الۡبَيۡتَ الۡحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاس." (۲) اور: "لِيَشۡهَدُوۡا مَنَافِعَ لَهُمۡ وَ يَذۡكُرُوا اسۡمَ

اللهِ فِیْٓ اَیَّامٍ مَّعْلُوْمَاتٍ."(۳)

ہر ملک اور ہر نسل کے مسلمانوں کو آج ہر زمانے سے زیادہ اس عظیم فریضے کی قدر جاننا اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔اس لئے کہ آج امتِ اسلامیہ کے سامنے اس کا افق ہمیشہ سے زیادہ روشن ہے اور مسلمان معاشرے اور افراد کے لئے اسلام نے جو اہداف و مقاصد معین کیے ہیں ان تک پہنچنے کی توقع ہمیشہ سے زیادہ واضح ہے۔

اگر امتِ اسلامیہ پچھلے دوسو سال کے دوران زوال کا شکار ہوئی ہے، اور مغرب کی مادّی تہذیب اور دائیں بائیں دونوں رجحان رکھنے والے الحادی مکاتب کے سامنے اسے شکست و ریخت کا سامنا کرنا پڑا ہے، تو اب پندرہویں صدی ہجری کے دوران یہ مغرب کے سیاسی اور اقتصادی مکاتب ہیں جن کے پاؤں دلدل میں دھنسے ہوئے ہیں اور وہ زوال و انحطاط اور کمزوری و شکست سے روبرو ہیں۔اسلام مسلمانوں کی بیداری اور از سرِ نو اپنی پہچان حاصل ہو جانے نیز توحیدی افکار، عدل و انصاف کی منطق اور معنویت و روحانیت کے احیا کے باعث اپنی عزت و سر بلندی کا ایک نیا دور شروع کر چکا ہے۔جو لوگ ابھی گزشتہ قریب میں، زیادہ دنوں کی بات نہیں، ناامیدی کی آیت پڑھا کرتے تھے اور نہ صرف اسلام و مسلمین بلکہ بنیادی طور پر دینداری اور معنویت کو ہی مغربی تہذیب کی یلغار کے سامنے بےبس سمجھ کر اس کے خاتمے کی باتیں کیا کرتے تھے، آج اسلام کی سربلندی و سرافرازی اور اسلام و قرآن کی تجدید حیات اور اس کے بالمقابل حملہ آوروں کی کمزوری اور تدریجی زوال اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اپنی زبان اور دل سے اس کی تصدیق کرنے پر مجبور ہو چکے ہیں۔میں پورے اطمینان کے ساتھ کہتا ہوں، یہ ابھی ابتدائے کار ہے اور عنقریب ہی الٰہی وعدہ، یعنی باطل پر حق کی مکمل کامیابی و کامرانی، امتِ قرآن کی تعمیر و اصلاح اور اسلامی تہذیب کی حکمرانی، پورا ہونے والا ہے:" وَعَدَ اللهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ لَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَ لَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ

شَیْئًا وَ مَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔" (۴) اس حتمی وعدے کا سب سے پہلا اور اہم ترین مرحلہ ایران میں اسلامی انقلاب کی کامیابی اور مشہورِ عالم اسلامی نظام کی برقراری تھی، جس نے ایران کو اسلامی تہذیب وتمدن اور افکار ونظریات کی حکمرانی کے لئے ایک مستحکم مرکز میں تبدیل کردیا۔ اس معجز نما وجود کا ٹھیک اس وقت سر ابھارنا جب مادّہ پرستی کا شور وہنگامہ پورے اوج پر تھا اور دائیں بائیں سیاستوں اور فکروں کی اسلام دشمنی اپنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی۔ پھر اس نظام کے استحکام اور ہر قسم کے سیاسی، فوجی، اقتصادی اور تشہیراتی حملوں کے خلاف، جو ہر طرف سے اس پر کئے جارہے تھے، اس کے ثبات واستقامت نے دنیائے اسلام میں امید کی ایک نئی روح پھونک دی اور دلوں میں جوش وجذبے لہریں مارنے لگے۔ جیسے جیسے وقت گزرتا گیا یہ استحکام اللہ کی امداد واستعانت سے اور زیادہ بڑھتا گیا اور امیدوں کی جڑیں اور زیادہ استوار ہوتی گئیں۔ پچھلی تین دہائیوں کے دوران، جو اس واقعے کے ظہور پذیر ہونے کے بعد گزری ہیں، مشرقِ وسطیٰ، ایشیا اور افریقہ کے مسلمان ممالک اس کامیابی وکامرانی کے میدانِ کارزار رہے ہیں۔ فلسطین میں اسلامی انتفاضہ، فلسطینی حکومت اور مسلمانوں کے انقلابی اقدامات، لبنان میں حزب اللہ کی تاریخی کامیابی اور خونخوار ومتکبر صہیونی حکومت کے خلاف اسلامی استقامت، عراق میں صدام کے آمرانہ ملحد نظام کے ویرانوں پر ایک مسلمان عوامی حکومت کی تشکیل، افغانستان میں کمیونسٹ غاصبوں اور ان کی آلۂ کار حکومت کی شرمناک شکست اور مشرقِ وسطیٰ پر تسلط کے لئے امریکہ کے تمام استکباری منصوبوں کی شکست وریخت نیز صہیونیوں کی غاصب حکومت کے اندر ناقابلِ علاج مشکلات اور پریشانیاں اور اس کے ساتھ ہی علاقے کے تمام یا زیادہ تر ممالک خصوصاً جوانوں اور روشن خیالوں میں اسلام پسندی کی لہر اور اقتصادی گھیراؤ اور بائیکاٹ کے باوجود اسلامی ایران میں حیرت انگیز علمی اور ٹیکنالوجیکل ترقیاں، سیاسی اور اقتصادی میدانوں میں امریکہ کے جنگ افروزوں کی شکست، مغرب کے زیادہ تر ممالک میں مسلمان اقلیتوں میں اپنی شناخت وپہچان کی برقراری کا احساس، یہ تمام کی تمام چیزیں، اس صدی یعنی پندرہویں صدی ہجری کے دوران دشمنوں کے خلاف

جنگ و پیکار میں اسلام کی کامیابی وترقی کی نمایاں نشانیاں ہیں۔

بھائیو اور بہنو! یہ کامیابیاں سرتاسر جہاد واخلاص کا نتیجہ ہیں۔ اس وقت جب اللہ اکبر کی صدائیں خدا کے بندوں کے گلوں سے بلند ہوئیں' اس وقت جبکہ راہِ حق کے مجاہدین کی ہمتیں اور توانائیاں میدان میں نکل آئیں اور اس وقت جبکہ خدا سے کیے ہوئے اپنے وعدے پر مسلمانوں نے عمل کیا' خدائے عظیم وقدیر نے بھی اپنا وعدہ پورا کر دکھایا اور تاریخ کی راہیں بدل گئیں: "وَ اَوْفُوْا بِعَهْدِیْٓ اُوْفِ بِعَهْدِكُم." (۵) "اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَ يُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ." (۶) "وَ لَيَنْصُرَنَّ اللهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ اِنَّ اللهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ." (۷) "اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ." (۸)

دشمن کی حالیہ جارحانہ روش اس کی کمزوری اور بے تدبیری کی نشانی ہے۔ فلسطین اور خاص طور پر غزہ کے میدان میں آپ ملاحظہ کیجئے۔ غزہ میں دشمن کے بہیمانہ اور بے رحمانہ اقدامات' جن کی مثال انسانی ظلم کی تاریخ میں کم ہی ملتی ہے' ان مردوں' عورتوں اور بچوں کے مستحکم عزم وارادوں پر غالب آنے میں ان کی کمزوری کی علامت ہیں' جو خالی ہاتھ غاصب صہیونی حکومت اور اس کے حامی یعنی سپر پاور امریکہ کے مقابلے میں ڈٹے ہوئے ہیں اور ان کے اس مطالبے کو ہرگز ماننے کو تیار نہیں کہ وہ حماس حکومت کی حمایت سے دستبردار ہو جائیں' اللہ کا درود وسلام ہو اس عظیم اور ثابت قدم قوم پر۔ غزہ کے عوام اور حماس کی حکومت نے قرآن کی ان آیات کو جاودانہ بنا دیا ہے: "وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ." (۹) اور "لَتُبْلَوُنَّ فِيْٓ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًى كَثِيْرًا وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ

ذٰلِکَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ."(۱۰)

اس کارزارِ حق وباطل میں کامیابی یقینی طور پر حق ہی کی ہوگی اور یہ فلسطین کی مظلوم اور صابر قوم ہے جو آخر کار دشمن پر کامیاب ہوگی: "وَ کَانَ اللّٰہُ قَوِیًّا عَزِیۡزًا." (۱۱) اور آج بھی فلسطینیوں کی مزاحمت کو توڑنے میں دشمن کی ناکامی کے ساتھ ساتھ سیاسی میدان میں بھی انسانی حقوق کے نعروں، جمہوریت اور آزادی کے دعووں کے جھوٹے ثابت ہونے سے امریکی حکومت اور یورپ کی بیشتر حکومتوں پر ایسی کاری ضربیں لگی ہیں جن کی تلافی آسانی سے ممکن نہیں ہوگی۔ ذلیل و بے آبرو صہیونی حکومت ہمیشہ سے کہیں زیادہ روسیاہ ہے، بعض عرب حکومتیں بھی اس عجیب وغریب امتحان میں ایسی ہاری ہوئی حکومتیں ہیں جن کی اپنی کوئی آبرو نہیں رہ گئی:
"وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ "(۱۲)

وَالسَّلامُ عَلٰی عِبَادِاللّٰہِ الصَّالِحِیۡنَ

سید علی حسینی خامنہ ای

۴ ذی الحجہ الحرام ۱۴۲۹ھ

❁❁❁

حواشی:

(۱) اور ان میں بعض وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! ہمیں دنیا میں بھی نیکیاں عطا فرما اور آخرت میں بھی نیکیوں سے نواز اور جہنم کی آگ سے نجات دیدے۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۲۰۱)

(۲) اللہ نے کعبہ کو جو بیت الحرام ہے لوگوں کے قیام و صلاح کا مرکز بنایا ہے۔ (سورۂ مائدہ۔ آیت ۹۷)

(۳) تاکہ اپنے منافع کا مشاہدہ کریں اور چند معین دنوں میں خدا کا نام لیں۔ (سورۂ حج۔ آیت ۲۸)

(۴) تم میں جو لوگ صاحبانِ ایمان اور نیکوکار ہیں، اللہ نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ انھیں روئے

زمین پر اپنا خلیفہ بنائے گا‘ ویسے ہی جیسے پہلے والوں کو بنایا ہے اور ان کے لئے اس دین کو غالب کردے گا جسے ان کے لئے پسندیدہ قرار دیا ہے اور ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا اور وہ سب صرف میری عبادت کریں گے اور کسی طرح کا شرک نہ کریں گے اور اس کے بعد بھی کوئی کافر ہوجائے تو درحقیقت وہی لوگ فاسق اور بدکردار ہیں۔ (سورۂ نور۔ آیت ۵۵)

(۵) ہمارے عہد کو پورا کرو ہم تمھارے عہد کو پورا کریں گے۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۴۰)

(۶) اگر تم اللہ کی مدد کرو گے‘ تو اللہ بھی تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم بنادے گا۔ (سورۂ محمد۔ آیت ۷)

(۷) اور اللہ یقیناً اس کی مدد کرے گا جس نے اللہ کی نصرت و مدد کی بیشک اللہ قوی وعزیز ہے۔ (سورۂ حج۔ آیت ۴۰)

(۸) بیشک ہم اپنے رسول اور ان پر ایمان لانے والوں کی دنیوی زندگی میں بھی مدد کرتے ہیں اور اس دن بھی مدد کریں گے جب تمام گواہ اٹھ کھڑے ہوں گے۔ (سورۂ غافر۔ آیت ۵۱)

(۹) اور ہم یقیناً تمہیں تھوڑے خوف‘ تھوڑی بھوک اور اموال‘ نفوس اور ثمرات کی کمی سے آزمائیں گے اور اے پیغمبر! آپ ان صبر کرنے والوں کو بشارت دیدیں جو مصیبت پڑنے کے بعد یہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور اسی کی بارگاہ میں واپس جانے والے ہیں کہ ان کے لئے پروردگار کی طرف سے صلوات اور رحمت ہے اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔ (سورۂ بقرہ۔ آیات ۱۵۵‘۱۵۶‘۱۵۷)

(۱۰) یقیناً تم اپنے اموال اور نفوس کے ذریعے آزمائے جاؤ گے اور جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور جو مشرک ہوگئے ہیں ان سب کی طرف سے بہت اذیت ناک باتیں سنو گے۔ اب اگر تم صبر کرو گے اور تقویٰ اختیار کرو گے تو یہی امور میں استحکام کا سبب ہے۔ (سورۂ آلِ عمران۔ آیت ۱۸۶)

(۱۱) اور اللہ بڑی قوت والا اور صاحبِ عزت ہے۔ (سورۂ احزاب۔ آیت ۲۵)

(۱۲) اور عنقریب ظالمین کو معلوم ہوجائے گا کہ وہ کس جگہ پلٹائے جائیں گے۔ (سورۂ شعرا۔ آیت ۲۲۷)

پیغامِ حج

۱۴۳۰ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حج کا موسم عالمِ آفاق میں توحید کی ضوفشانی، تابندگی اور نورانیت و معنویت کی فصلِ بہار ہے۔ حج کا آئین ایسا صاف و شفاف چشمہ ہے جو حاجی کو غفلت اور گناہ کی آلودگیوں سے دور اور پاک و پاکیزہ بناتا ہے، خداداد فطرت کی نورانیت کو اس کی روح و جاں میں دوبارہ جلوہ گر کرتا ہے ۔میقاتِ حج میں فخر و مباہات کے لباس کو اتارنا اور سب کا ایک ہی رنگ میں لباسِ احرام زیبِ تن کرنا امتِ اسلامیہ کی یکجہتی اور یکرنگی کا مظہر اور پوری دنیا میں مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کا شاندار نمونہ ہے۔ حج کا نعرہ ایک طرف: "فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ." (۱) اور دوسری طرف: "وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨالْعَاكِفُ فِيْهِ وَ الْبَادِ." (۲) کا آئینہ دار ہے اور اسی طرح کعبہ کلمۂ توحید کی نمائندگی کے علاوہ توحیدِ کلمہ اور اسلامی برادری و برابری کا مظہر ہے۔

دنیا کے گوشے گوشے سے جو مسلمان خانۂ کعبہ کے طواف اور حرمِ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی زیارت کے ذوق و شوق میں جمع ہوئے ہیں، انھیں امتِ اسلامیہ کے دردناک

مسائل اور عظیم چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اس موقع سے بھر پور فائدہ اٹھانا چاہئے اور باہمی اتحاد و یکجہتی کو مزید مضبوط و مستحکم بنانا چاہئے۔ آج اسلام دشمن عناصر کا ہاتھ امت کے درمیان تفرقہ اور اختلاف پیدا کرنے کے لئے پہلے سے کہیں زیادہ آشکار اور متحرک ہے' جبکہ آج امتِ اسلامیہ کو اتحاد و یکجہتی اور ہمدردی و ہمدلی کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے' کیونکہ آج اسلامی سر زمینوں پر خونخوار دشمن پہلے سے زیادہ المناک حادثات کو جنم دے رہے ہیں۔

فلسطین صہیونیوں کے خونخوار پنجوں میں مزید درد و غم میں مبتلا ہے' بیت المقدس کو زبردست خطرات کا سامنا ہے' غزہ کے بسنے والے مظلوم عوام بے رحمانہ قتلِ عام کے بعد پہلے کی طرح درد ناک اور سخت و دشوار حالات و شرائط میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ افغانستان میں غاصب و تسلّط پسند طاقتیں ہر روز نئے مظالم کے پہاڑ توڑ رہی ہیں۔ عراق میں بدامنی نے لوگوں سے آرام و سکون سلب کر لیا ہے' اور یمن میں برادر کشی نے امتِ اسلامیہ کے دل پر ایک نیا داغ لگایا ہے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کو غور و فکر کرنا چاہئے کہ حالیہ برسوں میں عراق' افغانستان اور پاکستان میں رونما ہونے والی دہشت گردی' بیگناہ لوگوں کا قتلِ عام' بم دھماکوں' جنگوں اور فتنوں کا جو بازار گرم ہے' ان کی تعمیل کی سازشیں اور منصوبے کہاں تیار ہو رہے ہیں؟

علاقے میں امریکہ کی ظالم فوج اور تسلّط پسند طاقتیں ایک طرف فلسطین' لبنان اور دیگر علاقوں میں عوامی انقلابی تحریکوں کو دہشت گرد قرار دیتی ہیں اور دوسری طرف علاقائی قوموں کے درمیان قومی اور مذہبی منافرت پھیلانے والے دہشت گردوں کی حمایت اور راہنمائی کرتی ہیں' تاکہ مشرقِ وسطیٰ اور شمالی افریقہ کی قومیں برطانیہ' فرانس اور دیگر مغربی ممالک کے استعماری پنجوں میں کئی برسوں تک ذلت و حقارت میں جکڑی رہیں۔

انھوں نے ان کے قدرتی وسائل کو تباہ و برباد کیا' ان کے جذبۂ آزادی کو بے رحمی کے ساتھ کچلا اور عرصۂ دراز تک علاقائی قومیں غیر ملکی حملہ آوروں کی حرص و طمع کا شکار رہیں۔ جب اسلامی بیداری اور عوامی انقلابی تحریکوں کا آغاز ہوا اور جذبۂ شہادت' جہاد فی سبیل اللہ اور الی اللہ

جیسے بے مثال عوامل نے بین الاقوامی ستمگروں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا تو استعماری طاقتوں نے مکارانہ پالیسیوں کو تبدیل کر کے اپنی گزشتہ پالیسیوں کی جگہ نئی استعماری پالیسیوں کو اختیار کیا اور اسلام کو شکست دینے کے لئے مختلف رنگ وروپ اختیار کرنے والا بہروپیا استعماری بھوت آج اپنی تمام تر توانائیوں کے ساتھ میدان میں اتر آیا ہے۔ فوجی طاقت' آہنی مٹھی' آشکارا و غاصبانہ قبضہ' شیطانی تبلیغات کا سلسلہ' تمام ذرائع ابلاغ کے ذریعے جھوٹے پروپیگنڈوں اور افواہوں کا منظم سلسلہ' طے شدہ منصوبے کے تحت دہشت گردانہ قتل اور نائٹ کلب سے لیکر منشیات اور اخلاقی مفاسد کی تبلیغ و ترویج' جوانوں کے عزم و حوصلے پر کاری ضرب اور انقلابی مراکز پر مکمل سیاسی حملہ۔

مسلمان بھائیوں کے درمیان قومی اور مذہبی منافرت اور تعصب کو ہوا دینا دشمن کی سازشوں کا اہم حصہ ہے۔ اگر امتِ اسلامیہ اور مسلمانوں کے درمیان محبت' حسنِ ظن' ہمدردی اور ہمدلی پیدا ہو جائے اور تعصب و منافرت کی فضا ختم ہو جائے' تو دشمنوں کی سازشوں کا بہت بڑا حصہ خود بخود ختم اور غیر مؤثر ہو جائے گا' نیز امتِ اسلامیہ پر کنٹرول اور تسلط کا ان کا مذموم منصوبہ نقش برآب اور شکست سے دوچار ہو جائے گا۔ اس عظیم مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے حج ایک عظیم موقع ہے۔ مسلمان باہمی تعاون اور قرآن وسنت کے مشترکہ اصولوں پر عمل و اعتماد کرتے ہوئے طاقت اور قدرت حاصل کریں اور مختلف رنگ وروپ اختیار کرنے والے اس شیطانی عفریت کے مدِ مقابل کھڑے ہو جائیں' اس کو اپنے ایمانی جذبے اور پختہ عزم کے ذریعے مغلوب کر لیں۔

حضرت امام خمینیؒ کے دروس کی پیروی میں اسلامی جمہوریۂ ایران اسلام دشمن سامراجی طاقتوں کے خلاف کامیاب مزاحمت کا اعلیٰ اور شاندار نمونہ ہے۔ دشمنوں کو اسلامی جمہوریۂ ایران میں زبردست شکست ہوئی۔ تیس برسوں کی لگاتار سازش و دشمنی' آٹھ سالہ مسلط کردہ جنگ' فوجی بغاوت' اقتصادی پابندیاں' ایرانی اثاثوں کا منجمد کرنا' نفسیاتی و ابلاغی جنگ' جدید علوم و ٹیکنالوجی میں ایران کی پیشرفت روکنے کی کوشش' پُر امن ایٹمی پروگرام کے سلسلے میں گمراہ کن پروپیگنڈہ' حتیٰ حالیہ انتخابات میں آشکارا اور واضح مداخلت اور تمام دیگر میدانوں میں دشمن کی تمام کوششیں شکست

وناکامی سے دوچار ہوئی ہیں اور قرآنِ مجید کی یہ آیت: ''اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا.''(۳) ایرانیوں کے سامنے ایک بار پھر مجسم ہوگئی ہے۔

چنانچہ دنیا کے ہر گوشے میں عزم وایمان پر مبنی انقلابی سرگرمیوں نے لوگوں کو مغرور ومتکبر دشمن کے سامنے سرخ رو کیا اور اس سے صف آرا مؤمنوں کو فتح وکامیابی اور ستمگروں کو ذلت ورسوائی نصیب ہوئی۔ لبنان میں ۳۳ روزہ جنگ میں کامیابی' غزہ میں حالیہ تین برسوں میں کامیاب اور سرافراز جہاد اس حقیقت کا زندہ ثبوت ہے۔

اس الٰہی وعدہ گاہ میں حاضر ہونے والے تمام نیک وسعادتمند حاجیوں' بالخصوص اسلامی ممالک کے خطبا' علما اور حرمین شریفین کے خطبائے جمعہ سے میری استدعا ہے کہ وہ مسئلے کا درست ادراک کریں اور آج اپنی ذمے داری کو اچھی طرح اور فوری طور پر پہچانیں' اپنی پوری طاقت وتوانائی کے ساتھ دشمنوں کی سازشوں سے اپنے سامعین ومخاطبین کو آگاہ کریں اور عوام کو محبت والفت اور اتحاد کا درس دیں اور مسلمانوں کے درمیان بدگمانی اور سوءِ ظن پیدا کرنے والی ہر بات سے پرہیز کریں۔ جو بھی نعرہ اور فریاد وفغاں ہے اسے امتِ مسلمہ کے دشمنوں' امریکہ اور صہیونزم کے خلاف زوردار آواز میں بلند کریں اور اپنے قول وعمل کے ذریعے مشرکین سے برائت کا اظہار کریں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اپنے لئے اور آپ سب کے لئے رحمت ونصرت اور مدد طلب کرتا ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

سید علی حسینی خامنہ ای

۳ ذی الحجہ الحرام ۱۴۳۰ھ

حواشی:

(۱) تمہارا خدا صرف خدائے واحد ہے تم اسی کے اطاعت گزار بنو اور ہمارے گڑگڑانے والے بندوں کو بشارت دیدو۔ (سورۂ حج۔ آیت ۳۴)

(۲) مسجد الحرام جسے ہم نے تمام انسانوں کے لئے برابر قرار دیا ہے چاہے وہ مقامی ہوں یا باہر والے۔ (سورۂ حج۔ آیت ۲۵)

(۳) بیشک شیطان کا مکر بہت کمزور ہوتا ہے۔ (سورۂ نسا۔ آیت ۷۶)

پیغامِ حج

۱۴۳۱ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رِبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُوَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدَنَا مُحَمَّد الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی آلِہِ الطَّیِّبِیْنَ وَ صَحْبِہِ الْمُنْتَجَبِیْنَ."

کعبہ اتحاد و عزت کا راز‘ توحید و معنویت کی نشانی حج کے موسم میں امید و اشتیاق سے معموران دلوں کا میزبان ہے‘ جو ربِ جلیل کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے دنیا کے گوشے گوشے سے اسلام کی جائے پیدائش کی سمت دوڑ پڑے ہیں۔ امتِ اسلامیہ اس وقت اپنی وسعت‘ تنوع اور دین حنیف کے پیروکاروں کے دلوں پر حکم فرما قوتِ ایمانی کا خلاصہ اپنے بھیجے ہوئے افراد کی نگاہوں سے‘ جو دنیا کے چاروں گوشوں سے یہاں اکٹھا ہوئے ہیں‘ دیکھ سکتی ہے اور اس عظیم و بے نظیر سرمائے کو صحیح طور پر پہچان سکتی ہے۔

یہ خود شناسی مدد کرتی ہے کہ ہم مسلمانوں کو آج کی دنیا میں اپنے شایانِ شان مقام کا علم ہو سکے اور ہم اس سمت میں قدم بڑھا سکیں۔ آج کی دنیا میں اسلامی بیداری کی بڑھتی ہوئی لہر وہ حقیقت ہے جو امتِ اسلامیہ کو ایک اچھے کل کی نوید سنا رہی ہے۔ تین دہائی قبل سے‘ جب اسلامی

انقلاب کی کامیابی اور اسلامی جمہوری نظام کی تشکیل کے ساتھ یہ قوی و طاقتور موج شروع ہوئی ہے' ہماری یہ عظیم امت کسی توقف کے بغیر ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔ اس نے اپنی راہ سے تمام رکاوٹیں دور کر کے کئی مورچوں کو فتح کر لیا ہے۔ بڑی طاقتوں کی دشمنیوں اور سازشوں کی گہرائی اور بھاری اخراجات کے ساتھ اسلام کے خلاف ان کی تشہیراتی مہم کی وجہ یہی ترقیاں ہیں۔ اسلام فوبیا کو ہوا دینے کے لئے دشمن کے وسیع پروپیگنڈے' اسلامی فرقوں کے درمیان اختلاف پیدا کرنے اور فرقہ وارانہ تعصّبات کو بھڑکانے کے لئے عجلت پسندانہ اقدامات' اہلِ سنت کے لئے شیعوں سے اور شیعوں کے لئے اہلِ سنت سے جھوٹی دشمن تراشیاں' مسلمان حکومتوں کے درمیان تفرقہ اندازی اور اختلافات کو بڑھاوا دیکر اسے دشمنیوں میں تبدیل کرنے اور ناقابلِ حل تنازع بنا دینے کی کوششیں اور نوجوانوں کے درمیان بُرائی اور بدتہذیبی پھیلانے کے لئے مواصلاتی وسائل اور خفیہ کارکردگی کے سرکاری و غیر سرکاری اداروں سے استفادہ۔ سراسیمگی اور بدحواسی کے عالم میں سامنے آنے والے یہ تمام رَدِعمل امتِ مسلمہ کی بیداری' عزت و آبرو اور آزادی و خودانحصاری کی طرف امتِ اسلامیہ کی متین اور سنجیدہ حرکت اور محکم و استوار اقدامات سے مقابلے کے لئے ہیں۔

آج تیس سال پہلے کے برخلاف صہیونی حکومت کوئی ناقابلِ شکست طاقت نہیں رہ گئی ہے۔ دو دہائی پہلے کے برخلاف امریکہ اور مغربی حکومتیں اب مشرقِ وسطیٰ کے سلسلے میں بے چوں و چرا فیصلے کرانے والی قوتیں نہیں رہ گئی ہیں۔ دس سال پہلے کے برخلاف ایٹمی ٹیکنالوجی اور دوسری پیچیدہ قسم کی ٹیکنالوجیز علاقے کی مسلمان ملتوں کے لئے دسترسی سے دور کوئی افسانوی چیز شمار نہیں ہوتیں۔ آج ملتِ فلسطین استقامت کا مظہر ہے۔ ملتِ لبنان اکیلے ہی صہیونی حکومت کی کھوکلی ہیبت کو چکنا چور کر دینے والی تینتیس روزہ جنگ کی فاتح ہے اور ملتِ ایران بلند و بالا چوٹیوں کی طرف گامزن صف شکن قوم ہے۔

آج سامراجی طاقت امریکہ' خود کو اسلامی علاقے کا پولیس مین سمجھنے والی صہیونی حکومت کا اصل پشتیبان' اپنے آپ کو اس دلدل میں گرفتار پا رہا ہے جسے اس نے خود افغانستان میں تیار کیا

ہے۔امریکہ عراق میں ان تمام جرائم کے باعث' جواس نے اس ملک کے لوگوں کے خلاف انجام دیے ہیں' تن تنہا ہوکر رہ گیا ہے۔مسائل کے شکار پاکستان میں اسے ہمیشہ سے زیادہ نفرت کی نگاہ سے دیکھا جارہا ہے۔آج اسلام مخالف مورچہ جو دوصدیوں تک اسلامی ملتوں اور حکومتوں پر ظالمانہ انداز میں حکم چلاتا آرہا تھا اوران کے ذخیروں کو لوٹ کھسوٹ رہا تھا اپنے اثرورسوخ کے زوال کے ساتھ اپنے خلاف مسلمان ملتوں کی دلیرانہ مزاحمت واستقامت کا شاہد اور نظارہ گر ہے۔

اس کے بالمقابل اسلامی بیداری کی تحریک روز بروز زیادہ گہری ہوتی اور پھیلتی چلی جارہی ہے۔ان امید افزا اور نوید بخش حالات میں مسلمان ملتوں کو چاہئے کہ ایک طرف تو ہمیشہ سے زیادہ مطمئن ہوکر اپنے مطلوبہ مستقبل کی طرف قدم بڑھائیں اور دوسری طرف اپنی عبرتوں اور تجربات کی بنا پر ہمیشہ ہوشیار وخبردار رہیں۔یہ عمومی خطاب بلاشبہ دوسروں سے زیادہ علمائے کرام' سیاسی قائدین' روشن فکر حضرات اور نوجوانوں کو فرض شناسی کی دعوت دیتا ہے اوران سے مجاہدت اور پیش قدمی کا تقاضہ کرتا ہے۔قرانِ کریم آج بھی بالکل واضح الفاظ میں ہم سے مخاطب ہے: "کُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللهِ." (۱) اس عزت آفریں خطاب میں امتِ اسلامیہ کو پوری بشریت کے لئے (سودمند) ایک حقیقت قرار دیا گیا ہے اور اس امت کے معرضِ وجود میں آنے کا مقصد انسان کی نجات اور انسانیت کی بھلائی ہے۔اس کا ایک بڑا فریضہ اچھائی کا حکم دینا' برائی سے روکنا اور خدا پر پکا ایمان رکھنا ہے۔بڑی شیطانی طاقتوں کے چنگلوں سے ملتوں کو نجات دلانے سے بڑھ کر کوئی بھلائی نہیں ہے اور بڑی طاقتوں کی غلامی اوران پر انحصار سے بدتر کوئی برائی نہیں ہے۔آج فلسطینی قوم اور غزہ میں محصور کردیے جانے والوں کی امداد' افغانستان' پاکستان' عراق اور کشمیر کے عوام کے ساتھ اظہارِ ہمدردی اور یکجہتی' امریکہ اور صہیونی حکومت کی زیادتیوں کے خلاف مجاہدت اور استقامت' مسلمانوں کے درمیان اتحاد و یگانگت کی حفاظت اوراس اتحاد کو نقصان پہنچانے والی

بکی ہوئی زبانوں اور آلودہ وکثیف ہاتھوں سے پیکار اور تمام اسلامی حلقوں میں مسلمان نوجوانوں کے درمیان احساسِ ذمے داری اور دینداری و بیداری کی ترویج و فروغ بہت بڑے فرائض ہیں جو قوم کے ذمے دار افراد کے دوش پر ہیں۔

حج کا پرشکوہ منظر ان فرائض کی انجام دہی کے لئے زمین ہموار ہونے کی نشان دہی کرتا ہے اور ہم کو دوہرے عزم اور دوہری سعی وکوشش کی دعوت دیتا ہے۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

سید علی حسینی خامنہ ای

یکم ذی الحجہ الحرام ۱۴۳۱ھ

حواشی:

(۱) تم بہترین امت ہو جسے لوگوں کے لئے نمایاں کیا گیا ہے تم لوگوں کو اچھائی کا حکم دیتے ہو اور بُرائیوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ (سورۂ آلِ عمران۔ آیت ۱۱۰)

حصہ دوّم

خلاصۂ پیغامات

حج کی خصوصیات

معرفت، حج کا پہلا تحفہ

اگرچہ حج کی برکتیں انسانی زندگی کے تمام پہلوؤں پر محیط ہیں اور رحمت کی یہ بے تحاشا بارش دل کی خلوت اور انسان کے افکار سے لے کے سیاسی وسماجی میدانوں، مسلمانوں کی قومی طاقت واقتدار اور اسلامی اقوام کے درمیان تعاون تک کو بہرہ مند اور زندگی کی امنگوں سے لبریز کر دیتی ہے، تاہم شاید یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان سب کی کنجی "معرفت" ہے اور جو حقائق کو اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی تمنا رکھتا ہے اور اشیا کو سمجھنے کی خداداد صلاحیت سے استفادہ کرنا چاہتا ہے، اس کے لئے حج کا سب سے پہلا تحفہ معرفت اور ایک ایسی شناخت ہے جو عام طور پر حج کے علاوہ کہیں اور مسلمانوں کی اتنی بڑی تعداد کو حاصل نہیں ہوتی اور کوئی بھی دوسرا دینی و مذہبی موقع اس شناخت و معرفت کو ایک ساتھ اسلامی امت کے حوالے نہیں کرسکتا جو حج کے دوران دستیاب ہوتی ہے۔

حج، مسلم امہ کی تصویر

حج کے ایام کی آمد ہر سال پورے عالمِ اسلام کے ان عاشق دلوں اور متمنی قلوب کے اشتیاق اور تڑپ کے ساتھ ہوتی ہے جو معبود کے گھر کے جوار اور محبوب کے دیار میں عشق و تقدیس کے آستانے پر جبینِ نیاز خم کرنا اور اس مقام کی خاک پر تعبّد اور تقرب کی پیشانی ٹیکنا چاہتے ہیں۔

وہ چاہتے ہیں کہ ان خاص ایام کو ذکرِ خدا اور دعا و مناجات میں گزاریں اور خداوندِ متعال کی رحمت و مغفرت کے سائے میں سکون حاصل کریں، دنیا کے چاروں کونوں کے دور دراز ترین علاقوں سے آنے والے اپنے بھائیوں کو دیکھیں اور اسلامی امت کے شکوہ و جلال کے ایک زندہ اور مجسم نمونے کا مشاہدہ کریں۔

حج امتِ اسلامیہ کا مظہر اور اس طرزِ عمل کی تعلیم دینے والا ہے جسے اس عظیم امت کو اپنی فلاح و سعادت کو یقینی بنانے کے لیے اختیار کرنا چاہیے۔ حج کو ایک جملے میں ایک ہی سمت میں سب کی بامقصد، شعوری اور گوناگوں حرکت کے طور پر بیان کیا جاسکتا ہے۔ اس حرکت کے بنیادی عناصر ذکرِ خدا اور بندگانِ خدا کی یکجہتی ہے، جبکہ اس کا مقصد انسان کی باسعادت زندگی کے لیے ایک مضبوط معنوی مرکز کی تعمیر ہے: "جَعَلَ اللّٰهُ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ قِيٰمًا لِّلنَّاسِ وَ الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَ الْهَدْيَ وَ الْقَلَآئِدَ." یعنی: اللہ نے کعبہ کو جو بیت الحرام ہے اور محترم مہینے اور قربانی کے جانوروں کو اور جن کے گلے میں پٹا ڈال دیا گیا ہے سب کو لوگوں کے قیام و صلاح کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ (سورۂ مائدہ۔ آیت ۹۷)

ناقابلِ بیان خصوصیات

اگرچہ حج کے اسرار و رموز اس سے کہیں زیادہ ہیں کہ انھیں بیان کیا جا سکے، تاہم ہر راز شناس آنکھ ان تمام باتوں کے درمیان اس کی امتیازی خصوصیت کو پہلی ہی نظر میں پہچان جاتی ہے۔ (حج) وہ واحد واجب ہے جس کی ادائیگی کے لیے خداوندِ متعال ان تمام مسلمانوں کو جو استطاعت رکھتے ہیں، پوری دنیا سے اور گھروں اور عبادت خانوں کی تنہائی سے ایک مرکز پر بلاتا ہے اور ان مخصوص ایام میں گوناگوں سعی و کوشش، حرکت و سکون، قیام و قعود کے دوران انھیں ایک دوسرے سے جوڑتا ہے: "ثُمَّ اَفِيْضُوْا مِنْ حَيْثُ اَفَاضَ النَّاسُ وَ اسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ." یعنی: پھر تمام لوگوں کی طرح تم بھی کوچ کرو اور اللہ سے استغفار کرو کہ اللہ بڑا

بخشنے والا اور مہربان ہے۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۹۹)

قومی اور بین الاقوامی یکجہتی

جب کسی قوم کے بہت سے افراد ایک خاص مقصد کے لئے' ایک ہی سفر پر' ایک ہی ہدف لے کر جاتے اور واپس آتے ہیں تو لازمی طور پر ان کی یکجہتی میں اضافہ ہوتا ہے اور معنویت نیز قومی اخلاق کی سطح بلند ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کا بین الاقوامی پہلو بھی ہے۔ کیونکہ اقوام کے درمیان مشترکہ خصوصیات کے ساتھ ہی آپس میں کچھ فرق بھی ہوتے ہیں جو انھیں ایک دوسرے سے الگ کرتے ہیں اور کبھی کبھی تو یہ فرق ایک دوسرے کے بارے میں معاندانہ جذبات بھی پیدا کر دیتے ہیں۔ حج اس بات کا سبب بنتا ہے کہ یہ فرق غیر اہم بن جائیں اور مختلف اقوام کے درمیان پائی جانے والی مشترکہ خصوصیات اور اتحاد مستحکم ہو۔ بنابریں اسلام میں اتنے وسیع اور عظیم پہلوؤں والا کوئی دوسرا فریضہ نہیں ہے۔

مسلم معاشروں کے مسائل کا حل

خداوندِ حکیم و عزیز کا شکر کہ اس نے اپنے بندوں پر احسان کیا اور انھیں اپنے گھر کے اطراف جمع ہونے کی دعوت دی' اپنے عظیم پیغمبر کو منارۂ تاریخ کی بلندی سے حج کی اذان بلند کرنے کی ذمے داری سونپی' اپنے گھر کو امن و امان کی جگہ بنایا' اسے جاہلیت کے بتوں سے پاک کیا اور مؤمنوں کے طواف کا مرکز' دور دراز سے آنے والوں کے ایک دوسرے سے ملنے کا مقام' جماعت و اجتماع کا مظہر نیز امتِ اسلامی کے شکوہ کی جلوہ گاہ قرار دیا۔ اس نے بیت اللہ کو کہ جاہلیتِ اولیٰ کے عہد میں جس کے مطاف و مسعیٰ کی خدمت گزاری کو تجارت کا بازار اور اپنی سرداری اور سیادت کی دکان بنا لیا گیا تھا' لوگوں کے لئے اور ان کے فائدے اور استفادے کے لئے قرار دیا اور اجارہ داروں کی خواہشوں کے برخلاف باہر سے آنے والوں اور وہیں رہنے والوں کو مساوی حقوق عطا کئے۔ حج کو مسلمانوں کی وحدت و عظمت اور ان کے درمیان ہم آہنگی اور

تعلقات کا راز اور اسی طرح ان مصائب و آلام کا حل قرار دیا جن میں مسلمان افراد اور معاشرے اپنی اصل شناخت اور حقیقت سے دور ہو جانے کے نتیجے میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ جیسے اغیار نوازی اور اپنوں سے دوری' سازشوں کی جانب سے بے توجہی' اللہ سے غفلت اور اہلِ دنیا کے ہاتھوں اسیری' اپنے بھائیوں کے سلسلے میں بدگمانی اور ان کے بارے میں دشمن کی باتوں پر یقین و اطمینان' امتِ اسلامیہ کی تقدیر کے سلسلے میں بے حسی بلکہ امتِ اسلامیہ نام کے اجتماعی پیکر سے ناآشنائی اور دیگر اسلامی علاقوں کے واقعات و حوادث سے بے خبری' اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں دشمنوں کی نت نئی سازشوں سے غفلت اور دوسری بہت سی مہلک مصیبتیں جو اسلام کی تاریخ میں مسلمانوں کی تقدیر اور سیاسی زندگی پر نااہلوں اور ناواقفوں کے مسلط ہو جانے کے نتیجے میں ہمیشہ مسلمانوں پر نازل ہوتی رہی ہیں اور گزشتہ صدی کے دوران علاقے میں سامراجی طاقتوں کی دراندازی اور ان کے بدعنوان و دنیا پرست مہروں کی موجودگی کے نتیجے میں وہ اور بھی تباہ کن شکل اختیار کر گئی ہیں۔

بامعنی شرکت

درحقیقت حج میں مسلمانوں کی شرکت ایک بامعنی شرکت ہونی چاہئے' ورنہ اگر صرف معنوی پہلو اور ذکرِ خدا مقصود ہوتا تو انسان اپنے گھر ہی میں بیٹھ کر ذکرِ خدا کر سکتا تھا۔ یہ جو کہا گیا ہے کہ ایک جگہ پر اکٹھا ہو' وہ اسی لیے ہے۔ ان مفادات کے لیے ہے جن کا مشاہدہ مسلمانوں کو حج کے دوران کرنا اور انھیں دیکھنا چاہئے۔ صحیح طریقے سے حج ہر ایک مسلمان کے اندر تبدیلی بھی لا سکتا ہے اور توحید' خدا سے رابطے اور اس پر توکل کی روح بھی اس کے اندر پھونک سکتا ہے اور ساتھ ہی اسلامی امت کے ایک دوسرے سے جدا ہو چکنے والے افراد کو ایک واحد' کارآمد اور طاقتور پیکر بنا سکتا ہے۔ حج انھیں ایک دوسرے سے مطلع اور باہمی باتوں' مسائل' پیشرفت اور ضروریات سے آگاہ کرنے کے ساتھ ہی ان کے تجربات کا آپس میں تبادلہ کر سکتا ہے۔ پورے یقین کے ساتھ کہا

جاسکتا ہے کہ اگر اسلام کے اس فریضے سے صحیح طریقے سے استفادہ کیا جائے تو یہ بہت جلد اسلامی امت کو اس عزت واقتدار تک پہنچادے گا جو اس کے شایانِ شان ہے۔ اپنے جوہر اور اپنی ماہیت کے لحاظ سے حج کے دو بنیادی عناصر ہیں: افکار واعمال میں خدا سے تقرب اور جسم وجاں کے ساتھ طاغوت اور شیطان سے پرہیز۔ حج کے تمام اعمال اور حج کے دوران ترک کی جانے والی تمام باتیں انہی دو عناصر کے لئے' ان کی راہ میں اور ان کے وسائل فراہم اور راہ ہموار کرنے کے لئے ہیں اور یہ درحقیقت اسلام اور تمام الٰہی احکام کا خلاصہ بھی ہے۔

حج کے معنوی پہلو

حج کے آداب

کتنے غافل ہیں وہ لوگ جو دنیوی امور میں مصروف رہ کر حج کی رسومات' حج کے ایام اور مناسکِ حج کی اہمیت کو کم کر دیتے ہیں؟! حج کو پوری توجہ' حضورِ قلب اور مکمل آداب کے ساتھ بجا لانا چاہئے۔ مناسکِ حج اور حج کی ظاہری صورت کو تشکیل دینے والے اعمال کے علاوہ کچھ آداب بھی ہیں جو حج کی روح ہیں۔ بعض لوگ حج کی ظاہری صورت کو تو بجالاتے ہیں تاہم اس کی روح اور حقیقت سے غافل رہتے ہیں۔ حج کا ادب' خضوع' ذکر اور توجہ ہے۔ حج کا ادب ہر لحظہ پروردگار کے سامنے موجودگی کا احساس ہے۔ حج کا ادب امنِ الٰہی کے دامن میں پناہ لینا ہے جسے مومنین اور پروردگارِ عالم کی ذاتِ مقدس سے متمسک رہنے والوں کے لئے اس نے فراہم کیا ہے۔ اس بہشت کو پہچاننا اور اس میں داخل ہونا چاہئے۔ حج کو اس طرح سے سمجھنا چاہئے۔ حج کا ادب لوگوں کے ساتھ پُر امن طریقے سے رہنا ہے۔ مومنین کے ساتھ تشدد کا سلوک کرنا' مسلمان بھائیوں کے ساتھ جھگڑا اور جنگ و جدال کرنا حج کے دوران ممنوع ہے۔ حج کا ادب' حج کی معنوی و روحانی حقیقت میں ڈوب جانا اور پوری زندگی کے لئے اس سے فائدہ اٹھانا ہے۔ حج کا ادب اخوت و محبت اور اتحاد پیدا کرنا ہے۔ مسلم اقوام اور اسلامی جماعتوں کے درمیان اتحاد پیدا کرنے کا موقع

صرف حج میں ملتا ہے۔ اتنے سارے انسانوں نے دنیا کے کونے کونے سے کعبے کے عشق میں، پیغمبرؐ کے مزار کے عشق میں، ذکرِ الٰہی کے عشق میں اور طواف وسعی کے عشق میں اپنے آپ کو وہاں پہنچایا ہے، باہمی محبت واخوت کے اس موقع کو غنیمت سمجھنا چاہیے۔

ایک معنوی تجربہ

کسی بھی فرد کے لیے حج کا موقع معنویت کی لامتناہی فضا میں داخل ہونے کا موقع ہوتا ہے، وہ اپنی تمام آلودگیوں اور تمام کمزوریوں کے ساتھ اپنی معمول کی زندگی سے اپنے آپ کو باہر نکالتا ہے اور پاکیزگی، معنویت اور خدا سے تقرب نیز اپنی اختیار کردہ ریاضت کی فضا میں چلا جاتا ہے۔ جیسے ہی آپ حج کے مناسک ادا کرنا شروع کرتے ہیں، ویسے ہی ایک معمول کی زندگی میں کچھ چیزیں جو مباح ہوتی ہیں انھیں اپنے اوپر حرام کر لیتے ہیں، احرام کا مطلب ان چیزوں کو اپنے لیے حرام کر لینا ہے جو معمول کی زندگی میں مباح، رائج اور جائز ہوتی ہیں۔ ان میں سے بہت سی چیزیں غفلت کا سبب ہوتی ہیں جبکہ بعض انحطاط کی وجہ بنتی ہیں۔

مادّی آلودگیوں سے اپنے آپ کو پاکیزہ کرنا، مسلسل، ہر جگہ اور ہر کام میں خدا کو ملحوظ رکھنا، چاہے وہ کچھ دنوں کی تھوڑی سی مدت ہی کے لیے کیوں نہ ہو انسان کے لیے ایک عظیم سرمایہ ہے۔ حج کے تمام آداب ومناسک اس لئے ہیں کہ حاجی اس معنوی تجربے کو حاصل کرے اور اس لذت کو اپنے دل وجاں میں محسوس کرے۔ حج کی معنویت ذکرِ خدا ہے جسے روح کی مانند حج کے ہر عمل میں پھونک دیا گیا ہے۔ اس مبارک سرچشمے کو حج کے بعد بھی اسی طرح سے اُبلتا رہنا چاہیے اور یہ کامیابی جاری رہنی چاہیے۔

غرور کے مظاہر سے نجات

ظاہری اور مادّی غرور کے تمام وسائل ہم سے لے لئے جاتے ہیں۔ سب سے پہلے لباس، مرتبہ، منصب، اچھی پوشاک وغیرہ سب ہٹا دیے جاتے ہیں اور سب لوگ ایک ہی لباس میں ملبوس ہو

جاتے ہیں۔ آئینہ مت دیکھئے کہ یہ خود پسندی کا ایک مظہر ہے۔ خوشبو استعمال نہ کیجئے کہ یہ جلوہ گری کا ایک وسیلہ ہے۔ (احرام کی حالت میں) چلتے ہوئے دھوپ اور بارش سے نہ بھاگئے' چھت کے نیچے نہ جائیے کہ یہ آرام پسندی اور راحت طلبی کا مظہر ہے' اور اسی طرح احرام کے دوسرے امور۔ اس مدت میں ان چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر لینا جو مُحرِم کے لئے آرام اور نفسانی و جنسی تسکین کا باعث ہوں' چاہے غرور کا سبب ہوں یا پھر امتیاز کی وجہ ہوں' ان سب کو ہٹا دیا جاتا ہے۔

خودسازی کا موقع

حاجیوں کے لئے سب سے پہلا قدم خودسازی یا تعمیر نفس ہے۔ احرام' طواف' نماز' مشعر' عرفات' منیٰ' قربانی' رمی جمرات' سر منڈانا یہ سب کے سب خداوندِ متعال کے مقابل انسان کے خشوع' انکساری اور اس کے ذکر' اس کے سامنے گڑگڑانے اور اس سے تقرب کے مقام کے مظاہر ہیں۔ ان بامعنی مناسک کو غافلانہ انداز میں ادا نہیں کرنا چاہئے۔ دیارِ حج کے مسافر کو ان تمام اعمال و مناسک کے دوران اپنے آپ کو خداوندِ عالم کی بارگاہ میں حاضر سمجھنا چاہئے' اس جم غفیر میں بھی اپنے آپ کو محبوب کے ساتھ تنہا سمجھنا چاہئے' اس سے سرگوشیوں میں اپنے دل کی بات کہنی چاہئے' اسی سے مانگنا چاہئے اور اسی سے امید رکھنی چاہئے' اپنے دل سے شیطان اور ہوائے نفسانی کو دور کر دینا چاہئے' لالچ' حسد' خوف اور شہوت کے زنگ کو اپنے دل سے کھرچ دینا چاہئے۔ خداوندِ عالم کی ہدایت اور اس کی نعمت پر اس کا شکر ادا کرنا چاہئے اور اپنے دل کو اس کی راہ میں جدوجہد کے لئے تیار کرنا چاہئے۔ مؤمنین کے ساتھ نرمی و رحمدلی اور دشمنوں اور حق کے مخالفوں کے ساتھ بیزاری کے جذبات دل میں پروان چڑھانے چاہئیں۔ اپنی اور اپنے اردگرد کی دنیا کی اصلاح کے لیے عزمِ صمیم کرنا چاہئے اور اپنے خدا کے ساتھ دنیا و آخرت کو آباد کرنے کا عہد باندھنا چاہئے۔

حج ایک بہت بڑا موقع ہے کہ یہ حقائق اور اسی قسم کے دوسرے بہت سے حقائق' جو اسلامی معرفت اور اسلامی ہدایت کی برکت سے ایران کی مسلم قوم کو حاصل ہوئے ہیں وہ دنیا کے لوگوں

کے سامنے پیش کیے جائیں تا کہ وہ بیدار ہو جائیں۔ اسلامی دنیا کے بہت سے دل بیدار ہیں' انھیں یہ محسوس ہونا چاہئے کہ پورے عالمِ اسلام میں ان کے افکار کے حامی افراد موجود ہیں' تا کہ انھیں ضروری شجاعت و جرائت حاصل ہو سکے۔ یہ سب حج کی معنویت کے سائے تلے ہے۔ حج کی معنویت' دعاؤں' زیارتوں اور قرآنِ مجید کی آیات کے اعلیٰ مفاہیم سے استفادے کے سلسلے میں غفلت نہ کیجئے۔

بصیرت افروز عبادت

حج کا موقع ایک غیر معمولی موقع ہے۔ تمام عبادتیں انسان کو یہ موقع فراہم کرتی ہیں کہ وہ اپنے آپ کو صحیح طریقے سے پہچانے۔ انسان کائنات کی روح اور کائنات کی واحد حقیقت یعنی خداوندِ عالم کے سلسلے میں غفلت کی وجہ سے اپنے آپ سے' اپنے دل سے اور اپنی حقیقت سے غافل ہو جاتے ہیں: "نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ." یعنی: جنھوں نے خدا کو بھلا دیا تو خدا نے خود ان کے نفس کو بھی بھلا دیا۔ (سورۂ حشر۔ آیت ۱۹) آج انسانیت کا ایک بہت بڑا درد یہی ہے۔ انسان خداوندِ عالم کے بارے میں غفلت برت کر اپنے آپ سے بھی غافل ہو گئے ہیں۔ انسان کی ضروریات' انسان کی حقیقت اور انسان کی تخلیق کے اہداف مادّیت کی چکاچوند میں پوری طرح سے بھلا دیے گئے ہیں۔ جو چیز انسان کو خدا اور خدا پر توجہ کے سائے میں اپنی طرف' اپنی حقیقت کی طرف' اپنی ضروریات کی طرف اور اپنے دل کی طرف متوجہ کراتی ہے وہ دعا' عبادت اور خدا کے سامنے گڑگڑانا ہے اور حج اس لحاظ سے سب سے برتر عبادت ہے کیونکہ وقت کے لحاظ سے' مقام کے لحاظ سے اور مسلسل کیے جانے والے اعمال کے لحاظ سے جو حاجی کو عطا کیے گئے ہیں' یہ ایک غیر معمولی عبادت ہے۔ لہٰذا شہرِ مکہ اور مناسکِ حج انسان کی سلامتی اور امن کا ایک ذریعہ ہیں۔ انسان خضوع کے ساتھ' توجہ کے ساتھ' خدا کے سامنے گڑگڑا کر اور اللہ تعالیٰ کی یاد میں ڈوب کر حج کے عظیم اعمال اور مناسک میں امن و سلامتی کا احساس کرتا ہے' یہ انسان کی سب سے بڑی

ضرورت ہے۔ مادّی طاقتوں اور مادّی محرکات نے انسان کے اطراف میں جو جہنم پیدا کر دیا ہے' انسان حج کی پناہ میں جا کر اس جگہ پر اور اس وقت میں اپنے لیے بہشت کی ٹھنڈک اور سلامتی حاصل کر سکتا ہے۔ جی ہاں' حج عبادت ہے اور ذکر و دعا و استغفار' تاہم ایسی عبادت و ذکر و استغفار جو اسلامی امت کو حیاتِ طیبہ عطا کرنے اور اسے غلامی اور ظلم کی زنجیروں نیز دولت و طاقت کے خداؤں سے نجات دلانے اور اس میں عزت و عظمت کی روح پھونکنے نیز اس کے اندر سے سستی اور تساہلی کو دور کرنے کے لیے ہے۔ یہ ہے وہ حج جو دین کے ستونوں میں شمار کیا جاتا ہے اور جسے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے نہج البلاغہ میں اسلام کا عَلَم' ہر ناتواں کا جہاد' غربت و تنگدستی کو دور کرنے والا اور اہلِ دین کے ایک دوسرے سے قریب ہونے کا ذریعہ بتایا ہے۔

حجِ ابراہیمیؑ

حجِ ابراہیمیؑ وہ حج ہے جس میں مسلمان افتراق و انتشار سے اتحاد و اجتماع کی جانب آگے بڑھیں اور کعبے کا' جو توحید کی یادگار عمارت اور شرک و بت پرستی سے برائت و نفرت کی علامت ہے' حقیقی معنی میں اور صحیح معرفت کے ساتھ طواف کریں اور مناسکِ حج کی ظاہری صورت سے ان کے باطن اور روح تک پہنچیں اور اس سے اپنی زندگی اور امتِ اسلامی کی حیات کے لئے استفادہ کریں۔

حجِ ابراہیمیؑ وہی حجِ محمدیؐ ہے جس میں توحید و اتحاد کی جانب حرکت تمام مناسک اور شعائر کی روح ہے۔ یہ ایسا حج ہے جو برکت و ہدایت نیز امتِ واحدہ کی حیات و قیام کا اصل ستون ہے' یہ ایسا حج ہے جو (معنوی) فائدوں سے مالا مال اور ذکرِ خدا سے سرشار ہے۔ یہ ایسا حج ہے جس میں مسلم اقوام ہمہ گیر اور وسیع امتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود کو محسوس کرتی ہیں اور اپنے آپ کو بھی اس میں پاتی ہیں' وہ اقوام کے درمیان اخوت اور قربت کے احساس سے کمزوری' ناتوانی اور ضعف کے احساس سے دور ہو جاتی ہیں۔ حجِ ابراہیمیؑ وہ حج ہے جس میں مسلمان تفرقے

سے اتحاد کی جانب حرکت کرتے ہیں۔

جسم و جاں کے ساتھ ایک سفر

حج کوئی تفریحی سفر نہیں بلکہ حج ایک معنوی سفر ہے۔ اللہ کی جانب جسم اور جاں دونوں کے ساتھ سفر ہے۔ اہلِ سلوک و عرفاں کے لئے اللہ کی جانب سفر جسمانی نہیں ہوتا بلکہ قلبی اور روحانی ہوتا ہے۔ یہاں تمام لوگوں کے لئے اللہ کی جانب یہ سفر جسم و جاں دونوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اب یہ تو نہیں ہوسکتا کہ ہم صرف جسم کو وہاں لے جائیں' دل کو نہ لے جائیں یا خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ بعض افراد جنھیں بار بار حج' خانۂ خدا کو دیکھنے اور زیارت کرنے کا شرف حاصل ہوتا ہے' اس نعمت کی تکرار کے سبب دھیرے دھیرے ان کی نظر میں حج کی اہمیت کم ہوتی چلی جائے اور پھر وہ اپنے اندر اس انقلاب کو نہ دیکھ سکیں' یہ کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔

اپنے جوہر اور اپنی ذات میں حج کے دو بنیادی عناصر ہیں: افکار و اعمال میں خدا سے تقرب اور جسم و جاں کے ساتھ طاغوت اور شیطان سے پرہیز۔ حج کے تمام اعمال اور حج کے دوران ترک کی جانے والی تمام باتیں' انہی دو عناصر کے لئے' انہی کی راہ میں اور انہی کے وسائل فراہم اور راہ ہموار کرنے کے لئے ہیں اور یہ درحقیقت اسلام اور تمام الٰہی دعوتوں کا خلاصہ بھی ہے۔

حج کے اصل اہداف

عالمِ اسلام کے اہم مسائل کا جائزہ

ایک اہم موضوع جسے حجاجِ کرام کو حج کے ہدف کے ایک حصے کے طور پر اہمیت دینی چاہئے' وہ عالمِ اسلام کے اہم اور موجودہ مسائل ہیں۔ اگر حج پوری دنیا کے مسلمانوں کا عظیم سالانہ اجتماع ہے' تو بلاشبہ اس اجتماع کا سب سے فوری حکم دنیا کے ہر کونے میں مسلمانوں کے موجودہ مسائل کے سلسلے میں ہے۔ یہ مسائل سامراجی پروپیگنڈوں میں اس طرح سے بیان کئے جاتے ہیں کہ ان سے پوری دنیا کے مسلمانوں کو نہ تو سبق' تجربہ اور امید ملتی ہے اور اگر اس واقعے میں سامراج کی بدنیتی اور بدعملی مؤثر رہی ہو' تو نہ کوئی مجرم رسوا ہوتا ہے اور نہ کوئی حقیقت ظاہر ہوتی ہے۔ حج وہ جگہ ہے جہاں اس تشہیراتی خیانت سے پردہ اٹھایا جانا' حقیقت کو آشکارا کیا جانا اور مسلمانوں کی عمومی آگہی کا راستہ ہموار کیا جانا چاہئے۔

وہ کون سی پیاسی روح ہے جو کوثرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض اور زمزمِ حسینی کے چشمے سے سیراب ہو چکی ہو اور بدستور حج کے سیاسی مضمون کے بارے میں شک وشبہے کا شکار ہو؟ بغیر برائت کا حج' بغیر وحدت کا حج' بغیر تحرک اور قیام کا حج اور ایسا حج جس سے کفر وشرک کے لئے خطرہ پیدا نہ ہو حج نہیں اور اس میں حج کی روح اور حج کے معنی نہیں ہیں۔

مسلمانوں کا اتحاد اور سامراج کا خوف

خانۂ خدا کے حج کے بڑے اہداف میں سے ایک یہ ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کے قریب آئیں۔ یہ جو خداوندِ عالم نے فرمایا ہے کہ: "وَ اَذِّنۡ فِی النَّاسِ بِالۡحَجِّ یَاۡتُوۡکَ رِجَالًا وَّ عَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّاۡتِیۡنَ مِنۡ کُلِّ فَجٍّ عَمِیۡقٍ." یعنی: اور لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کر دو کہ تمہاری طرف پیدل اور لاغر سواریوں پر دور دراز علاقوں سے سوار ہو کر آئیں گے۔(سورۂ حج۔ آیت ۲۷) اور یہ کہ وہ دنیا کے تمام مسلمانوں کو مقررہ ایام میں اور عرفات، مشعر، منیٰ اور مسجد الحرام جیسی محدود جگہوں پر اکٹھا کرتا ہے، تو یہ لوگ مسلمانوں کی ایک دوسرے سے شناسائی سے اس قدر خائف کیوں ہیں؟ بات یہ ہے کہ اسلامی اتحاد اور مسلمانوں کی رائے، نظریات اور باتوں میں اتحاد سامراج اور اس میں بھی سب سے زیادہ مکار امریکہ اور دنیا پر تسلط کے لئے اس کے ہتھکنڈوں کے لئے خطرناک ہے۔ یہ ایسی حقیقت ہے جسے امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے بارہا بیان کیا ہے۔

یکتا پرستی اور اتحاد کا پیغام

حج مسلمانوں کے ایک دوسرے سے قریب ہونے اور تمام مسلمانوں تک ان کی آواز پہنچانے کے لئے ہے۔ اتنے سارے قلوب کو جو چیز آپس میں جوڑتی ہے وہ وہی پیغام ہے جو پہلی بار اس سرزمین سے نکلا تھا اور دنیا کے طول و عرض اور پوری تاریخ تک پہنچ گیا تھا، اور وہ تھا توحید اور اتحاد کا پیغام، خدا کی توحید اور امت کا اتحاد۔ توحید طاغوتوں، سامراجیوں اور طاقت اور دھوکے سے کام لینے والوں کی خدائی کا انکار ہے اور اتحاد مسلمانوں کی عزت و اقتدار کا مظہر۔ حج کسی بھی تحریر یا تقریر سے زیادہ اس جاوداں پیغام کو ہر سال اپنے عظیم اجتماع کی صورت میں دُہراتا اور پورے عالمِ اسلام تک پہنچاتا ہے۔ عالمِ اسلام کے کسی بھی گوشے میں رہنے والے تمام مسلمانوں کو حج کے ایام میں ایک بار پھر اس حقیقت کو پہچاننا چاہئے کہ اسلامی ممالک کی ترقی، سربلندی اور ہمہ گیر کامیابی صرف انہی دو باتوں سے حاصل ہوگی: اپنے تمام انفرادی، اجتماعی اور سیاسی پہلوؤں

کے ساتھ توحید اور صحیح نیز آج کی دنیا میں عملی جامہ پہننے کے قابل اس کے مفہوم کے ساتھ اتحاد۔

حج کے وسیع وہمہ گیر اہداف

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک مسلمان کی تنہائی کے عالم میں روحانی حاضری اور ذکر وخود شناسی اور قلب کو گناہ وغفلت کے زنگ سے پاکیزہ بنانے سے لیکر ایک جمِّ غفیر میں اپنی موجودگی کے مسلمان شخص کے احساس، امتِ اسلامیہ کے ساتھ ہر مسلمان کے جڑے ہونے کے تاثر اور مسلمانوں کے عظیم اجتماع سے پیدا ہونے والے احساسِ قدرت تک، روحانی بیماریوں یعنی گناہوں سے شفایابی کی ہر فردی کوششوں سے لیکر امت کے پیکر پر لگے گہرے زخموں اور دردوں کی شناخت اور مداوے کی کوششوں اور مسلم اقوام یعنی اس عظیم پیکر کے اعضا کے سلسلے میں جذبۂ ہمدردی تک یہ ساری کی ساری چیزیں حج اور اس کے گوناگوں اعمال ومناسک میں ضم کردی گئی ہیں۔

ہدف سے دوری

اس تلخ حقیقت کا اعتراف کرنا چاہئے کہ اس فریضۂ الٰہی کی انجام دہی کی موجودہ شکل اور اس کی مطلوبہ شکل کے درمیان بہت فاصلہ ہے۔ امام خمینیؒ نے اس سلسلے میں بڑی مؤثر کوششیں کیں اور حجِ ابراہیمیؑ، باعظمت وپُر وقار حج، تعمیری وباعثِ تغیر حج کی واضح تصویر مسلم امہ کے سامنے پیش کی اور اسی کے مطابق اب تک حج عالمِ اسلام میں بے شمار برکتوں کا سرچشمہ بن گیا ہے، لیکن جغرافیائی وسعت کے پیش نظر تمام مسلمان اقوام میں اس نظریے اور طرزِ عمل کو عام کرنے کے لئے علمائے دین کی سعی وکوشش اور اسلامی ممالک کے حکام کے تعاون اور روشن خیالی کی ضرورت ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ وہ اس انتہائی کلیدی فریضے کی جانب متوجہ ہوں گے اور اس پر عمل کریں گے۔

حج، اتحاد کی کنجی

اتحاد کی عظمت کا احساس

حج مسلمانوں کے اتحاد و یکجہتی کا مظہر ہے۔ یہ جو اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو اور ان میں سے ان افراد کو جو استطاعت رکھتے ہیں ایک معینہ وقت پر مخصوص مقام پر طلب کیا ہے اور انھیں ایسے اعمال و حرکات کے سلسلے میں کئی شب و روز تک ایک جگہ مجتمع کر دیا ہے جو پُر امن بقائے باہمی، نظم و ضبط اور ہم آہنگی کے مظہر ہیں۔ اس کا سب سے پہلا اور نمایاں ثمرہ ایک ایک فرد میں اتحاد و اجتماعیت کا جذبہ، مسلمانوں کے اجتماع کی عظمت و جلالت کا نظارہ اور ان کے اندر احساسِ عظمت و وقار پیدا ہونا ہے۔ اس عظمت و وقار کے احساس کے ساتھ اگر مسلمان کسی پہاڑی درّے میں بھی زندگی گزار رہا ہو تو کبھی خود کو اکیلا محسوس نہیں کرے گا۔ اسی حقیقت کے احساس کے نتیجے میں مسلمان تمام اسلامی ممالک میں اسلام کے دشمنوں یعنی سرمایہ داری نظام اور اس کے مہروں اور ہم نواؤں کے سیاسی و اقتصادی تسلط اور نیرنگ و فتنہ انگیزی سے ٹکرا جانے کی جرائت و ہمت اپنے اندر پیدا کر سکیں گے۔ پھر ان پر مغربی سامراجیوں کا حقارت و بے بسی کا احساس پیدا کرنے والا جادو کارگر نہیں ہوگا، جسے یہ طاقتیں قوموں کے سلسلے میں استعمال کرتی آئی ہیں۔ اسی عظمت و وقار کے نتیجے میں مسلمان حکومتیں اپنے عوام کا سہارا لیکر خود کو اغیار کے سہارے سے بے نیاز بنا سکتی ہیں اور

پھر مسلمان عوام اوران پر حکمرانی کرنے والے نظام کے درمیان یہ مصیبت بار فاصلہ بھی باقی نہیں رہے گا۔اسی اتحادواجتماعیت کے احساس کے بعد ماضی وحال کے سامراجی نیرنگ یعنی انتہا پسندی پر مبنی فرقہ وارانہ تعصب کے جذبات بھڑکانے کی کوششیں مسلمان قوموں کے درمیان یہ وسیع وعمیق خلیج پیدا نہیں کرسکیں گی اور عرب، فارس، ترک، افریقی اور ایشیائی قومیتیں ایک دوسرے کی اسلامی شناخت و ماہیت کی حریف ومخالف ہونے کے بجائے اس کا جز اور تسلسل بن جائیں گی اور ایک وسیع ماہیت کی عکاسی کریں گی۔ بجائے اس کے کہ ہر قومیت دوسری قومیتوں کی نفی اور تحقیر کا وسیلہ بنے، ہر قوم دیگر اقوام کے درمیان اپنی تاریخی، نسلی اور جغرافیائی خصوصیات اور خوبیوں کی منتقلی کا ذریعہ بن جائے گی۔

اس عظیم اجتماع کے مضمرات

اسلام میں ویسے تو نمازِ جماعت، نمازِ جمعہ اور نمازِ عید جیسی اجتماعی طور پر انجام دی جانے والی عبادتیں بھی موجود ہیں، لیکن (حج کا) یہ عظیم اجتماع، ذکر ووحدانیت کو مرکزیت دینا اور دنیا کے گوشے گوشے سے مسلمانوں کو نقطۂ واحد پر لاکر جمع کر دینا، بڑا ہی بامعنی عمل ہے۔ یہ بات کہ پوری امت مسلمہ اور سارے مسلمان اپنے لسانی، نسلی، مسلکی اور ثقافتی اختلافات کے باوجود ایک جگہ پر جمع ہوں اور مخصوص اعمال کو آپس میں مل جل کر انجام دیں جو عبادات، گریہ وزاری، ذکر ومناجات اور توجہ وارتکاز پر مشتمل ہیں، ایک بہت بامعنی چیز ہے۔اس سے نتیجہ نکلتا ہے کہ اسلام کی نظر میں اور اسلامی نقطۂ نگاہ سے قلوب واذہان کا اتحاد میدانِ سیاست وجہاد میں ہی اہم نہیں بلکہ خانۂ خدا میں جانا، قلوب کا ایک دوسرے کے نزدیک ہونا، جسموں اور جانوں کا ایک دوسرے کی معیت میں ہونا بھی اہمیت کا حامل ہے۔ بنابریں قرآنِ کریم میں ارشاد ہوتا ہے: "وَ اعۡتَصِمُوۡا بِحَبۡلِ اللّٰہِ جَمِیۡعًا." یعنی: اور (سب ملکر) اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ (سورۂ آلِ عمران۔ آیت ۱۰۳) اللہ کی رسی کو اکیلے پکڑنے کا فائدہ نہیں ہے، ایک ساتھ مل کر پکڑنا ضروری ہے۔ایک ساتھ مل کر: " اِعۡتِصَام

بِحَبْلِ اللّٰہِ ." کیجئے۔الٰہی تعلیم وتربیت وہدایت کے محفوظ مرکز کوایک ساتھ مل کراپنایئے۔معیت وہمراہی ضروری ہے۔دل ایک ساتھ ہوں' جانیں ایک ساتھ ہوں' فکریں ایک ساتھ ہوں' جسم ایک ساتھ ہوں۔یہ جو آپ طواف کرتے ہیں' یہ ایک مرکز کے گرد دائرے کی شکل میں حرکت کرنا' یہ محورِتوحید کے گرد مسلمانوں کی حرکت وپیش قدمی کی علامت ہے۔ہمارے سارے کام' اقدامات اور حوصلے وحدانیتِ پروردگار اور ذاتِ اقدسِ الٰہی کے محور کے گرد ہونے چاہئیں۔یہ درس ہماری پوری زندگی کے لئے ہے۔

اتحاد کے مواقع کا غلط استعمال

یہ کتنی بڑی ستم ظریفی ہے کہ کوئی شخص اتحاد کے اس ذریعے اور وسیلے کو اختلاف وخلیج پیدا کرنے کا حربہ بنالے۔یہ خطاب ہر ایک سے ہے۔(میرا) خطاب صرف اس متعصب اور کفر کے فتوے صادر کرنے والے شخص سے نہیں ہے جو مدینے میں کھڑا ہو کر شیعوں کے مقدسات کی بے حرمتی کرتا ہے' میرا خطاب سب سے ہے۔حج کے امور کے ذمے داران' کاروانوں کے ذمے داران اور علما' سب ہوشیار رہیں کہ اتحاد کے اس موقع کو (بعض عناصر) تفرقہ انگیزی کا حربہ نہ بنا لیں' دلوں میں ایک دوسرے کے بارے میں کدورتیں نہ بھر دیں۔کون سی چیز ہے جو ایک شیعہ کے دل میں اپنے غیر شیعہ مسلمان بھائی کے بارے میں کینہ بھر دیتی ہے' ایک سنّی کے دل کو اپنے شیعہ مسلمان بھائی کی کدورت سے پُر کر دیتی ہے۔غور کیجئے کہ وہ کون سی چیزیں ہیں۔ان کی نشاندہی اور انھیں دور کرنے کی ضرورت ہے۔حج کو' جو زخم کا مداوا' اتحاد کا ذریعہ اور عالمِ اسلام کے دلوں' نیتوں اور ارادوں کی یکسانیت وہم آہنگی کا وسیلہ ہے انتشار اور بغض وعناد کا حربہ نہیں بننے دینا چاہئے۔اس مسئلے اور اس کے مصادیق کی شناخت کے لئے بہت ہوشیاری اور دقتِ نظر کی ضرورت ہے۔

اتحاد کی راہ کی رکاوٹیں

جو لوگ حج میں تفرقہ اندازی' فتنہ انگیزی' خرافاتی اور رجعت پسندانہ افکار کی ترویج کی

کوششوں میں مصروف ہیں وہی سامراج کے عمدی یا غیر عمدی مہرے ہیں جو اس عظیم موقع کو نابود کرنے میں لگے ہوئے ہیں۔ جو لوگ اس اتحاد کی عظمت وجلالت اور شکوہ ووقار کو عظیم امتِ مسلمہ کی نظروں میں مجسم نہیں ہونے دیتے وہ ان افراد میں شامل ہیں جو اس عظیم ذخیرے اور سرمائے کو ضائع اور برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ جو لوگ تفاخر وامتیاز' دیگر قوموں کے استحصال وتذلیل اور دنیا کے مستضعفین کے خلاف جنگ افروزی کا وسیلہ قرار پانے والی عظمت وجلالت نہیں بلکہ راہِ خدا میں عظیم امتِ اسلامیہ کی عظمت وجلالت کو' الٰہی اقدار کی راہ کی عظمت وجلالت کو اور وحدانیت کے راستے کی عظمت وجلالت کو عالمِ اسلام میں منعکس نہیں ہونے دینا چاہتے وہ پوری انسانیت پر ظلم کر رہے ہیں۔ اس وقت اس عظیم الٰہی ذخیرے اور سرمائے کو نظر انداز کرنے کی وجہ سے عالمِ اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

سامراج کی تفرقہ انگیزی

اس وقت عالمِ اسلام میں سامراج اور امریکہ کا ایک بنیادی ہدف اختلاف پیدا کرنا ہے اور اس کا بہترین راستہ شیعہ سنّی اختلافات کو ہوا دینا ہے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ دنیا میں سامراج کے پروردہ عناصر عراق کے مسائل کے سلسلے میں کیسی باتیں کر رہے ہیں' کیسی زہر افشانی کر رہے ہیں اور اپنے باطل خیالات کے ذریعے نفاق کے کیسے کیسے بیج بو رہے ہیں؟! برسہا برس سے مغربی سامراج اور توسیع پسند طاقتوں کے ہاتھ ان حرکتوں میں مصروف ہیں۔ حج میں انھیں اس بات کا بڑا اچھا موقع مل جاتا ہے کہ شیعہ کو سنّی کے اور سنّی کو شیعہ کے خلاف مشتعل اور برافروختہ کریں۔ انھیں ایک دوسرے کے مقدسات اور محترم ہستیوں کی توہین کے لئے ورغلائیں۔ بہت ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ صرف حج میں ہی نہیں بلکہ پورے سال اور سبھی میدانوں میں ہوشیار اور چوکنّا رہنے کی ضرورت ہے۔ شیعہ سنّی جنگ امریکہ کی مرغوب ترین شئے ہے۔ صدیاں گزر جانے کے بعد بھی وہ جنگ میں ایک دوسرے کے مدِمقابل صف آرا ہونے والوں کی مانند

ایک دوسرے کے سامنے بیٹھیں، بغض و کینے میں ڈوب کر ایک دوسرے کے خلاف بولیں، ایک دوسرے کو گالیاں دیں، بدکلامی کریں! بعید نہیں کہ اس پُر الم دور میں حج کے موقع پر اختلاف وانتشار پیدا کرنے کے لئے کچھ افراد کو کرائے پر حاصل کرلیا گیا ہو۔ لوگوں کو بہت ہوشیار رہنا چاہئے۔ کاروانوں میں شامل علمائے کرام اس مسئلے میں زیادہ ذمے دارانہ انداز میں کام کریں، انھیں معلوم ہونا چاہئے کہ دشمن کی مرضی کیا ہے۔ یہ بہت بڑی غفلت اور سادہ لوحی ہے کہ انسان اس خیال کے تحت کہ وہ حقیقت کا دفاع کر رہا ہے دشمن کی سازش کی مدد کرنے لگے اور دشمن کے لئے کام کرنے لگے۔ کچھ لوگ مزدوری لیکر، پیسے لیکر یہ کام کرتے ہیں، بسا اوقات کم سطح فکر والے متعصب لوگوں کو ایک دوسرے کے عقائد کے خلاف برانگیختہ اور مشتعل کرتے ہیں۔ اب اگر سامنے والا ویسا ہی شدید رَدِ عمل دکھاتا ہے تو بلاشبہ ان کا مقصد پورا ہو جاتا ہے، کیونکہ ان کا تو مقصد ہی یہ ہے، وہ ہمیں آپس میں دست بگریباں دیکھنا چاہتے ہیں تا کہ وہ مطمئن رہیں۔

❁❁❁

مشرکین سے اعلانِ برائت

حج کا ایک بنیادی ستون

اس عظیم موقع پر جہاں ذکرِ خدا: " فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا. " یعنی: خداوندِ متعال کو اس طرح ہمیشہ یاد رکھو جیسے تم اپنے آباؤ اجداد کو یاد رکھتے ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۲۰۰) اور مشرکین سے اعلانِ برائت: " وَ اَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِیْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ رَسُوْلُهٗ. " یعنی: اور خدا اور اس کے رسول کی طرف سے حجِ اکبر کے دن (تم) لوگوں کے سامنے اعلان کیا جاتا ہے کہ خدا اور اس کا رسول مشرکین سے بیزار ہیں۔ (سورۂ توبہ۔ آیت ۳) حج کے بنیادی ارکان میں شمار ہوتے ہیں وہیں دوسری طرف ہر اُس عمل کے سلسلے میں بھی محتاط رہنے کی ضرورت ہے جس سے (دینی) بھائیوں یعنی اس امتِ واحدہ کے اعضا کے درمیان جدائی اور دشمنی میں اضافہ ہوتا ہو۔ حتیٰ دو مسلمان بھائیوں کے مابین وہ بحث و تکرار بھی جو معمول کی زندگی میں کوئی خاص بات نہیں سمجھی جاتی حج کے دوران ممنوع اور حرام ہے: "فَلَا رَفَثَ وَ لَا فُسُوْقَ وَ لَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ. " یعنی: حج کے دوران عورتوں سے مباشرت، حکمِ خدا کی خلاف ورزی اور جھگڑا یا اظہارِ برتری نہ کرو۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۹۷) جس میدان میں مشرکین یعنی یکتا پرست امتِ واحدہ کے اصل دشمنوں سے اظہارِ برائت لازم قرار دیا گیا ہے وہیں مسلمان بھائیوں یعنی

یکتا پرست امتِ واحدہ کے اعضا کے درمیان بحث وتکرار ممنوع اور حرام قرار دی گئی ہے۔ اس طرح حج میں اتحاد واجتماعیت کا پیغام اور بھی آشکارا ہو جاتا ہے۔

درحقیقت حج غفلت و بے حسی کو دور کرنے کے سلسلے میں اسلام کی اہم ترین تدبیر ہے۔ اس فریضے کا بین الاقوامی پہلو اس پیغام کا حامل ہے کہ امتِ مسلمہ پر اجتماعی حیثیت سے بھی غفلت و بے خبری کی گرد جھاڑنے کا فریضہ عائد ہوتا ہے۔

حقائق بیان کرنے کا موقع

حقائق کو بیان کرنے اور سامراج اور امریکہ سے اعلانِ برائت کے اس موقع کو ہرگز نہیں گنوانا چاہئے۔ عالمِ اسلام کو یہ پتہ ہونا چاہئے کہ اسے کون سے مسائل درپیش ہیں؟ یہ (موقع) عالمِ اسلام کے لئے جوش و ولولے اور حرکت و پیش قدمی کا وسیلہ بننا چاہئے۔ ایسے پروپیگنڈے کئے جاتے ہیں کہ گویا اب تو کچھ کیا ہی نہیں جا سکتا' سامراج کا غلبہ یقینی ہے اور اسے روکنا ناممکن۔ جبکہ امرِ واقع یہ نہیں ہے۔ امرِ واقع یہ ہے کہ امتِ اسلامیہ زندگی کی رعنائیوں سے سرشار ایک قدرت مند حقیقت ہے۔ اگر وہ چاہے اور ارادہ کر کے قدم بڑھائے تو نہ امریکہ کی کوئی چال کامیاب ہوگی اور نہ اس کے بڑوں کو کوئی راستہ سجھائی دے گا۔

قوموں کو چاہئے کہ جس طرح بھی ممکن ہو عالمِ اسلام کے مفادات اور مصلحتوں کی جانب اپنا قلبی لگاؤ ظاہر کریں اور اپنی صفوں میں اتحاد کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے عالمِ اسلام کے دشمنوں سے بیزاری کا اعلان کریں۔ اسلام کی جانب سے معین کردہ حج میں انجام دیا جانے والا یہ کمترین کام ہے جس کی توقع کی جاتی ہے۔

حج کی روح

اظہارِ برائت کو ہم نے باہر سے لا کر حج پر مسلط نہیں کیا ہے۔ یہ حج کا جز' حج کی روح اور حج کے عظیم اجتماع کا حقیقی مفہوم ہے۔ بعض افراد کو یہ بہت اچھا لگتا ہے کہ دنیا کے گوشہ و کنار میں

اخبارات اور اپنے بیانوں اور تنقیدوں میں مسلسل یہی رٹ لگائیں کہ "آپ نے تو حج کو سیاسی رنگ دے دیا ہے' حج کو بھی سیاسی چیز بنا دیا ہے"۔ آخر وہ کہنا کیا چاہتے ہیں؟! اگر ان کا مقصد یہ ہے کہ ہم نے حج میں کسی سیاسی مفہوم کو شامل کر دیا ہے تو ان کے جواب میں یہی کہنا چاہئے کہ حج کبھی بھی سیاسی مفہوم سے خالی نہیں رہا۔

مشرکین سے برائت کا اعلان اور بتوں اور بتگروں سے بیزاری کا اظہار مؤمنین کے حج پر حکم فرما روح ہے۔ حج میں قدم قدم پر دل و جاں اللہ کے سپرد کر دینے' اس کی راہ میں سعی و کوشش' مشرکین سے برائت' شیطان پر کنکریاں مارنے اور اسے دھتکارنے نیز اس کے مقابلے میں محاذ قائم کرنے کے مناظر نظر آتے ہیں۔ اسی طرح حج میں جگہ جگہ اہلِ قبلہ کے اتحاد و یکجہتی اور غیر حقیقی امتیازات کی بے اعتباری اور حقیقی و ایمانی اخوت و اتحاد کی جلوہ افروزی کے مظاہر دکھائی دیتے ہیں۔ حج انہی دروس و اسباق کے سیکھنے اور دُہرانے سے عبارت ہے۔

مشرکین سے اعلانِ برائت کی مخالفت

میرے لئے یہ بات قابلِ قبول نہیں کہ وہ حکومت جس نے بیت اللہ کے زائرین کی خدمت کی ذمے داری قبول کی ہے' وہ ایک ایسے عمل پر پابندی عائد کرے جو مسلمانوں کے اتحاد کا باعث' مسلمان قوموں کے وقار کا موجب اور سامراجیوں اور عالمِ اسلام کے دشمنوں سے نفرت کا آئینہ دار ہے۔ یہ عمل دنیا کی موجودہ گروہ بندی کے مطابق کس گروہ اور حلقے کے مفاد میں ہے؟ کیا مظلوم مسلمان قوموں کی حمایت کوئی جرم ہے؟ کیا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف امریکہ اور دیگر سامراجیوں کی سازشوں کا افشا فریضے کے برخلاف کوئی عمل ہے؟ کیا مسلمانوں کو اتحاد کی دعوت دینا اور تفرقہ انگیزی کے عوامل و عناصر سے اظہارِ نفرت قرآن کا صریح حکم نہیں ہے؟ ان اہم ترین فرائض کو معطل کر دیے جانے سے جن کو فائدہ پہنچنے والا ہے وہ امریکہ اور صہیونزم ہیں۔

اس وقت حج میں مسلمانوں کے منہ سے بلند ہونے والی برائت کی آواز سامراج اور اس

کے پیروکاروں سے بیزاری کی آواز ہے، جو بدقسمتی سے اسلامی ممالک میں بڑی کامیابی سے اپنے پیر جمارہے ہیں اور اسلامی معاشروں پر اپنا شرک آلود نظامِ زندگی، ثقافت اور سیاست مسلط کرکے مسلمانوں کی زندگی میں عملی توحید و یکتا پرستی کی بنیادوں کو متزلزل اور انھیں غیر خدا کی عبادت و پرستش میں مبتلا کررہے ہیں۔ ایسے معاشروں میں یکتا پرستی لقلقۂ زبانی بن کر رہ گئی ہے، ان کی زندگی میں یکتا پرستی کے مفہوم کے آثار مفقود ہوچکے ہیں۔

❁❁❁

یادداشت

یادداشت

یادداشت

یادداشت